

الضوء المہذب

۱۳۲۵ھ

ترتیب

مناظر اسلام و انا حضرت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی مدظلہ

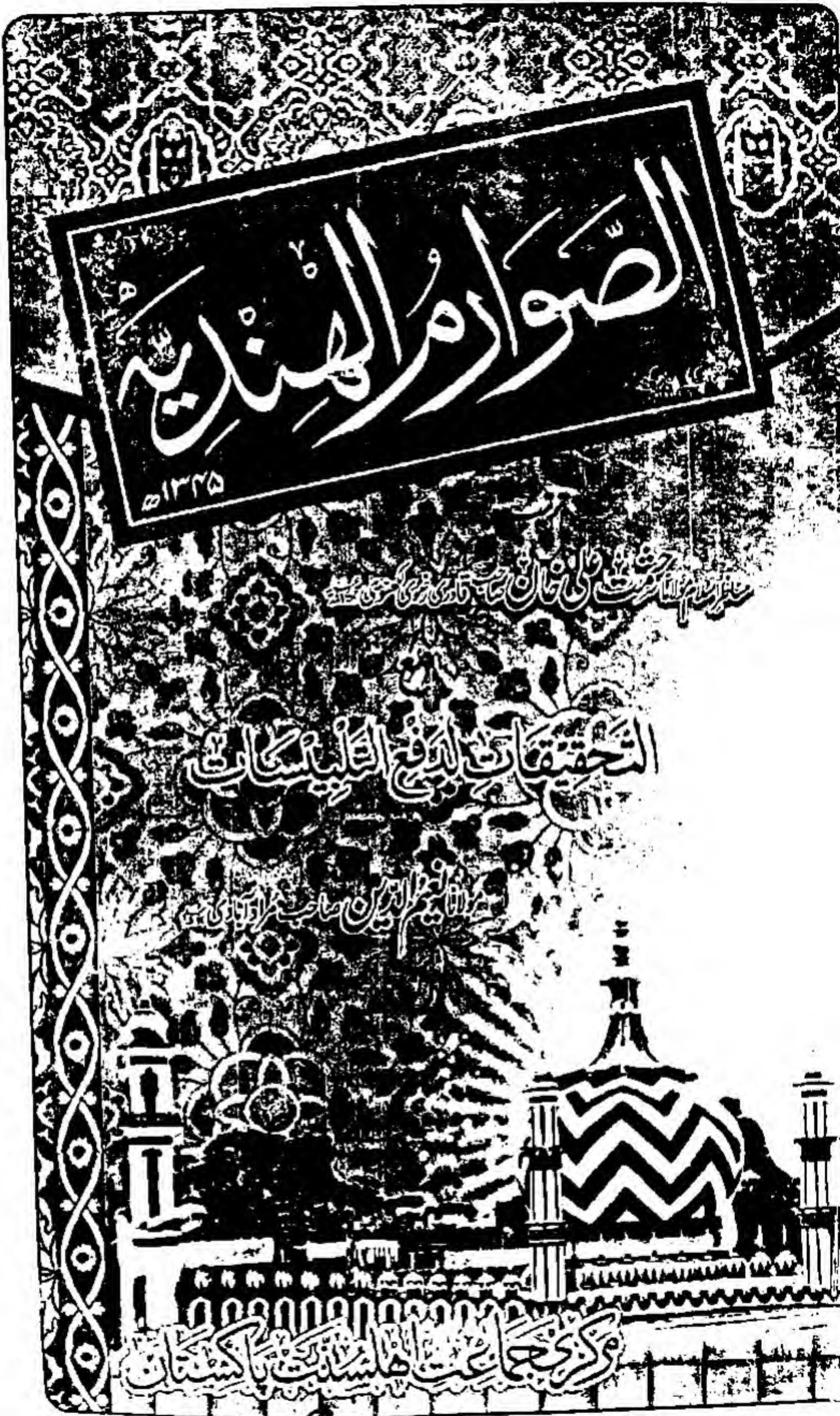
مع

التحقیقات لدفع التلیسکات

از مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی مدظلہ



مرکز جماعت اہل سنت پاکستان



marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	الصورم الہندیہ مع التحقیقات لدفع التلبیسات
تالیف :	مناظر اسلام شیریشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب مدظلہ
باہتمام :	حجۃ الاسلام علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی موسوی
خصوصی تعاون :	قمر الزمان (غور غشتی، حال مقیم برمنگھم یو کے)
ناشر :	مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
کمپوزنگ :	سفیر احمد
تعداد :	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

مرکزی دفتر: 119، مین بازار داتا دربار لاہور

صوبائی دفتر: متصل جامع مسجد جلالی، خیابان اقبال، بکس کالونی، حیدرودہ حائی، راولپنڈی

0300-8192320, 0301-5446663

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون
7	ضروری گزارش
8	پیش لفظ
89	خلاصہ استفتاء
92	خلاصہ فتاوائے حسام الحرمین
95	اسمائے مبارکہ مفتیان حرمین طہیین
98	فتاوائے علمائے اہل سنت و جماعت ہند
99	فتوائے سرکار ماہرہ مطہرہ
100	فتوائے جامعہ رضویہ بریلی شریف
105	فتوائے آستانہ کچھوچھو مقدسہ
107	فتوائے حضرات جلیپور
108	فتوائے دربار علی پور شریف
109	فتوائے سرکار اعظم اجمیر مقدس
111	فتوائے دارالافتائے مراد آباد
112	فتوائے مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
113	فتوائے مدرسہ فیض الغرباء آ رہ
115	فتوائے بانگی پور پٹنہ
115	فتوائے سیتاپور
116	فتوائے ریاست جلال آباد
117	فتوائے پوکھر ریاضلع مظفر آباد
118	فتوائے ریاست بہاولپور

نمبر شمار	نام مضمون
119	فتوائے گڑھی اختیار خاں
120	فتوائے کوٹلی لوہاراں
121	فتوائے کھروٹہ سیداں
121	فتوائے چتوڑ راجپوتانہ
121	فتوائے مفتی لدھیانہ
122	فتوائے دہلی
122	فتوائے مزنگ لاہور
123	فتوائے سہاور ضلع ایٹہ
123	فتوائے مدراس
123	فتوائے بھس ضلع جہلم
124	فتوائے سنبھل ضلع مراد آباد
125	فتوائے دادوں ضلع علیگڑھ
126	فتوائے شاہجہاں پور
126	فتوائے انکودر ضلع جالندھر
127	فتوائے مسو ضلع اعظم گڑھ
128	مخلص از فتوائے معکر بنگلور
129	فتوائے امر وہہ ضلع مراد آباد
129	مخلص از فتوائے کھنڈہ ضلع ہوشیار پور
130	فتوائے دیگر از لاہور
131	فتوائے وزیر آباد
131	فتوائے رام پور
132	فتوائے کان پور

نمبر شمار	نام مضمون
133	فتوائے انولہ ضلع بریلی
135	فتوائے ہلدوانی ضلع غنی تال
135	فتوائے مان بھوم
135	فتوائے حیدر آباد دکن
137	فتوائے سورت
138	فتوائے بھروچ
139	فتوائے سبئی بدایون ودہلی
142	فتوائے بھیردی ضلع تھانہ
143	فتوائے جام جو دھپور کاٹھیاوار
144	فتوائے دھوراجی کاٹھیاوار
146	تصدیقات فتوائے مارہرہ مطہرہ
147	فتوائے پبلی بھیت
149	فتوائے آگرہ
149	فتوائے ہی ضلع پشاور
150	فتوائے مدرسہ شمس العلوم بدایون
150	فتوائے مفتی فرنگی محل لکھنؤ
151	فتوائے سراج گنج بنگال
152	فتوائے پارہ ضلع اعظم گڑھ
153	فتوائے کرمر ضلع بلیا
153	فتوائے فتح پور مسوہ
154	فتوائے ریاست رام پور
159	فتوائے کان پور

نمبر شمار	نام مضمون
160	فتوائے جاوہرہ
161	فتوائے علمائے حاضرین عرس شریف
161	فتوائے اجمیر مقدس
162	فتوائے ننگل ضلع حصار
163	فتوائے گوئڈل کاٹھیاوار
163	فتوائے جونا گڑھ کاٹھیاوار
163	فتوائے جلال پور جٹاں پنجاب
165	فتوائے مولوی محمد صدیق بڑودی
169	فتوائے دیگر از بریلی شریف
173	فتوائے علمائے سندھ
190	فتوائے ڈیرہ غازی خاں پنجاب
193	فتوائے ماتر ضلع کھیڑہ
194	ضروری وضاحت
195	التحقیقات لدفع التلبیسات
208	علمائے حرمین کی تصدیق کا حال
210	ایک اور بڑا مکر
211	علمائے مدینہ کی تصدیق کا حال
211	مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شہنشاہی کی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری گزارش

”الصوارم الہندیہ“ مرتبہ شیریشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہاتھوں میں ہے قارئین! سے گزارش ہے کہ توجہ اور حضوری کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور علماء و مشائخ سے خصوصاً یہ گزارش ہے کہ آج کے دورِ ہفتن میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس کتاب کی ترتیب کے تقریباً ۶۵ برس کے بعد دورِ حاضر کے علماء کرام و مشائخ عظام دانشور ”الصوارم الہندیہ“ کی تصدیق کیلئے اپنے تصدیقی کلمات ذاتی دستخطوں سے مزین فرما کر احقر کو بھیجیں۔

دوسرے ایڈیشن کی طباعت کا فوری اہتمام کر کے آپ کی تصدیقات کو منظر عام پر لایا جائے گا اس طرح اپنے عظیم اکابر کی خوبصورت کاوشوں سے آج کے عہد کو جوڑنے، بھولا ہوا سبق نسل نو کو یاد دلانے اور عزت و ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنے اکابر کی مدد عزم تحریک کی تجدید کا سامان ہوگا جو یقیناً اہل سنت و جماعت کی فکری تازگی کا باعث ہوگا۔

امید واثق ہے کہ آپ اولین فرصت میں اپنے قلبی جذبات اپنے دستخطوں سے مزین کر کے مرکزی جماعت اہل سنت کے مرکزی دفتر میں بھیجیں گے۔

پیشگی شکریہ

خاک راہ عاشقان

سید محمد عرفان مشہدی موسوی

۲۰۱۱-۰۹-۲۰

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ادیب اہلسنت حضرت مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری۔ مظہری۔ لاہور

منظور ہے گزارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

انگریزوں نے سونے کی چڑیا دیکھ کر اپنے بھوکے ملک سے افلاس دور کرنے کی خاطر متحدہ ہندوستان کے خوشحال ترین صوبہ بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ جب تجارت کے پردے میں یہاں خوب پاؤں جم گئے تو ملک پر لپجائی ہوئی نگاہیں ڈالنے لگے۔ حصول مقصد کی خاطر جوڑ توڑ کا جال بچھانا شروع کیا اور اپنی عیاری سے بنگال پر قابض ہو گئے۔ دیسی غداروں اور زرخیز کارندوں کے باعث یکے بعد دیگرے مختلف ریاستوں پر قبضہ جماتے ہوئے ایک روز سرزمین پاک و ہند کے واحد مالک بن بیٹھے۔

چونکہ متحدہ ہندوستان کی مرکزی حکومت یعنی دہلی کا تخت و تاج آخری مغل بادشاہ، بہادر شاہ ظفر سے چھینا تھا اور مسلمان ہی فعال نظر آتے تھے۔ لہذا ملک کے فرمانروا بننے ہی ملت اسلامیہ کو صلیب کا شیدائی بنانے کی سر توڑ کوشش کی اور انگلینڈ سے اس مقصد کی خاطر پادری صاحبان بلانے شروع کر دیئے جو آتے ہی اسلامی عقائد و نظریات اور بانی اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دیتے اور علمائے اسلام کو جگہ جگہ دعوت مناظرہ دیتے پھرتے۔ برساتی حشرات الارض کی طرح پادریوں کا جال پورے ملک میں بچھ چکا تھا۔

۱۸۵۴ء میں لنڈن سے مایہ ناز مناظر پادری فنڈر کو بھیجا گیا۔ جو عربی اور فارسی

marfat.com

Marfat.com

میں بھی خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند و بانگ دعوے کئے اور اسلام کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لیے علمائے کرام کو لاکارا۔ چنانچہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی پایہ حریم مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) نے ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرے کی سرزمین میں اس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ روسیاء ہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اس درجہ بدحواس ہو کر بھاگا کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔ اسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے کرام ان کا علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سناتے رہتے تھے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تقریر و تحریر اور مباحثہ و مناظرہ کے میدانوں میں جب پادری صاحبان منہ کی کھا رہے تھے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا منصوبہ زندہ درگور ہونا ہوا نظر آنے لگا۔ ان حالات میں پرانے شکاری ایک نیا جال لے کر نمودار ہوئے چنانچہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے کلکتہ سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اور خصوصاً سرکاری ملازمین کے پاس ایک گشتی مراسلہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

”اب ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے ہر جگہ کی خبر ایک

ہوگئی۔ ریلوے اور سڑک سے ہر جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی

ایک چاہیے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی۔ ایک مذہب ہو

جاؤ۔“ (۱)

انگریزوں کی ایسی عیاریوں کے خلاف لاوا پکٹا رہا اور دل و دماغ کھولتے رہے جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں ظالم و مظلوم اور حاکم و محکوم کے درمیان فیصلہ کن تصادم کی صورت میں منظر عام پر آیا۔ اس معرکہ آرائی میں انگریزوں کے قدم بری طرح اکھڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے فرار ہونے کے تمام راستے بھی مسدود تھے تمام انگریزوں کی موت یقینی نظر آرہی تھی لیکن ماہرین جوڑ توڑ اپنے زر خرید کارندوں اور ایجنٹوں کے سہارے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس وطن عزیز پر مزید نوے سال کے لیے قابض ہو گئے۔

اس تصادم کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کو پراسرار بنا لیا۔ اب تو ایسے صاحبان جبہ و دستار کی جستجو ہوئی جن سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام لیا جائے تو قدرت نے بھی ایسے لصوص دین کی سرکوبی اور ملک و ملت کے بدخواہوں کے حقیقی خدو خال ظاہر کرنے والے مجدد مائے حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کو اس تصادم سے قریباً ایک سال پہلے بریلی شریف میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کے اس بطل جلیل حقانیت کے علمبردار اور مذہب اہلسنت و جماعت کے بیباک ترجمان کے تجدیدی کارنامے کو ہم نے معارف رضا کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ جلد اول میں ان صاحبان جبہ و دستار کے چہروں سے پوری طرح نقاب ہٹائی ہے جو رہبری کے بھیس میں رہزنی کر رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اگرچہ پورے ملک پر قابض ہو گئے لیکن اس معرکہ آرائی نے ان کی طاقت کا بھرم کھول کر رکھ دیا۔ لہذا وہ حساس ہو گئے۔ جو ہر پہلے جبراً کھلاتے تھے۔ اب ایسی گولیوں کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اتارنے لگے جو دیکھنے میں خوشنما اور کام و دہن کو شیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اپنے اس ظالمانہ منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے انگریزوں نے دور استے تجویز کیے۔

میں بھی خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند و بانگ دعوے کئے اور اسلام کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لیے علمائے کرام کو لٹکارا۔ چنانچہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی پایہ حریم مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) نے ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرے کی سرزمین میں اس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ روسیاء ہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اس درجہ بدحواس ہو کر بھاگا کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔ اسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے کرام ان کا علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سناتے رہتے تھے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تقریر و تحریر اور مباحثہ و مناظرہ کے میدانوں میں جب پادری صاحبان منہ کی کھا رہے تھے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا منصوبہ زندہ درگور ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ان حالات میں پرانے شکاری ایک نیا جال لے کر نمودار ہوئے چنانچہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے کلکتہ سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اور خصوصاً سرکاری ملازمین کے پاس ایک گشتی مراسلہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

”اب ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے ہر جگہ کی خبر ایک ہوگئی۔ ریلوے اور سڑک سے ہر جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی ایک چاہیے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی۔ ایک مذہب ہو جاؤ۔“ (۱)

انگریزوں کی ایسی عیاریوں کے خلاف لاوا پکٹا رہا اور دل و دماغ کھولتے رہے جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں ظالم و مظلوم اور حاکم و محکوم کے درمیان فیصلہ کن تصادم کی صورت میں منظر عام پر آیا۔ اس معرکہ آرائی میں انگریزوں کے قدم بری طرح اکھڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے فرار ہونے کے تمام راستے بھی مسدود تھے تمام انگریزوں کی موت یقینی نظر آرہی تھی لیکن ماہرین جوڑ توڑ اپنے زر خرید کارندوں اور ایجنٹوں کے سہارے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس وطن عزیز پر مزید نوے سال کے لیے قابض ہو گئے۔

اس تصادم کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کو پراسرار بنا لیا۔ اب تو ایسے صاحبان جبہ و دستار کی جستجو ہوئی جن سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام لیا جائے تو قدرت نے بھی ایسے لصوص دین کی سرکوبی اور ملک و ملت کے بدخواہوں کے حقیقی خدوخال ظاہر کرنے والے مجدد مائے حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کو اس تصادم سے قریباً ایک سال پہلے بریلی شریف میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کے اس بطل جلیل حقانیت کے علمبردار اور مذہب اہلسنت و جماعت کے بیباک ترجمان کے تجدیدی کارنامے کو ہم نے معارف رضا کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ جلد اول میں ان صاحبان جبہ و دستار کے چہروں سے پوری طرح نقاب ہٹائی ہے جو رہبری کے بھیس میں رہزنی کر رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اگرچہ پورے ملک پر قابض ہو گئے لیکن اس معرکہ آرائی نے ان کی طاقت کا بھرم کھول کر رکھ دیا۔ لہذا وہ حساس ہو گئے۔ جو ہر پہلے جبراً کھلاتے تھے۔ اب ایسی گولیوں کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اتارنے لگے جو دیکھنے میں خوشنما اور کام و دہن کو شیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اپنے اس ظالمانہ منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے انگریزوں نے دور استے تجویز کیے۔

پہلا راستہ:

یہ کہ مسلمانوں کے زیر تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اور حکومت کی مشینری کے کل پرزے بنتے ہیں۔ انہیں ایسے رنگ میں رنگ دیا جائے کہ اگرچہ انہیں عیسائی تو نہ کہا جاسکے لیکن ان کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ اس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اور ہی رنگ و روپ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گی۔ دوسری جانب مذہبی رہنماؤں کو ایسا عضو معطل بنا کر رکھ دیا جائے کہ بظاہر وہ کسی مصرف کے نظر نہ آئیں۔ قوم ان سے وابستہ نہ رہے۔ ان کی عقیدت کھو بیٹھے تاکہ اسلام کی برکتوں سے بڑی حد تک محروم رہ جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر برٹش گورنمنٹ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا:

”ابتداء میں مدرسوں اور کالجوں کے اندر تعلیم کا طریقہ دوسرا تھا۔ وہ تمام السنہ (زبانیں) و علوم پڑھائے جاتے تھے جن کا پہلے رواج تھا، مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت، فقہ، حدیث، ہندو دھرم کی کتابیں وغیرہ ان کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعد ازاں عربی اور فارسی کی تعلیم بہت کم ہو گئی۔ فقہ و حدیث اور دوسری مذہبی کتابیں بند کر دی گئیں، اردو اور انگریزی کا زور ہوا۔ مذہبی علوم کی تعلیم ختم ہونے پر تشویش تھی ہی کہ اچانک حکومت نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص سرکاری سکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا یا فلاں فلاں علوم اور انگریزی میں امتحان دیکر سند حاصل کرے گا اسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی۔“ (۱)

انگریز تو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے حدیث و فقہ کی تدریس ختم کر دی۔ عربی، فارسی برائے نام رکھی اور سارا زور انگریزی تعلیم پر دیا، تاکہ سکولوں اور کالجوں میں تربیت پانے والے نونہالان وطن کو مسلمان بنانے کی بجائے بابو اور کلرک بنایا جائے۔ لیکن اس ستم ظریفی کی داد دینے والے کہاں سے آئیں کہ دنیا کی سب سے بڑی اور نظریاتی مملکت ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی خاطر قائم ہوئی۔ جس کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ اس میں انسانوں کی نہیں بلکہ کتاب و سنت کی حکمرانی ہوگی۔ آج اس کو معرض وجود میں آئے۔ سال گزر رہا ہے لیکن معمولی سی ترمیم کے ساتھ سکولوں اور کالجوں میں انگریزوں جیسا نصاب تعلیم ہی جاری ہے۔ اسلامیات کی تعلیم کا اگر کچھ اہتمام نظر آتا ہے تو اسے سیاست کے مشاعرے میں ردیف اور قافیوں کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ باقی کچھ نہیں۔ آئین ایسے نافذ ہوتے رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمودہ آئین کی ترجمانی سے یکسر قاصر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر چند باتیں مصلحتاً اسلامی شامل کر کے باقی کسی مغربی ملک کے آئین کی نقل ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر سچے مسلمان کف افسوس ملتے اور یہی کہتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

جب انگریز نے اسلامی تعلیمات کو سکولوں اور کالجوں سے خارج کر کے سارا زور انگریزی پر دینا شروع کر دیا تو اس اقدام کی تائید و حمایت حاصل کرنے کی خاطر سر سید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) کی سرکردگی میں ایک گروہ پہلے ہی تیار کر لیا گیا تھا۔ یہ لوگ قوم کے سامنے رہنماؤں اور خیر خواہوں کے بھیس میں آئے جب کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے، برٹش اقتدار کی جڑیں پاتال تک پہنچانے۔ مسلمانوں کا رخ حرم سے لندن کی جانب پھیرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا تھا۔ انگریزوں نے دینی علوم کو

پہلا راستہ:

یہ کہ مسلمانوں کے زیر تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اور حکومت کی مشینری کے کل پرزے بنتے ہیں۔ انہیں ایسے رنگ میں رنگ دیا جائے کہ اگرچہ انہیں عیسائی تو نہ کہا جاسکے لیکن ان کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ اس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اور ہی رنگ و روپ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گی۔ دوسری جانب مذہبی رہنماؤں کو ایسا عضو معطل بنا کر رکھ دیا جائے کہ بظاہر وہ کسی مصرف کے نظر نہ آئیں۔ قوم ان سے وابستہ نہ رہے۔ ان کی عقیدت کھو بیٹھے تاکہ اسلام کی برکتوں سے بڑی حد تک محروم رہ جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر برٹش گورنمنٹ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا:

”ابتداء میں مدرسوں اور کالجوں کے اندر تعلیم کا طریقہ دوسرا تھا۔ وہ تمام السنہ (زبانیں) و علوم پڑھائے جاتے تھے جن کا پہلے رواج تھا، مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت، فقہ، حدیث، ہندو دھرم کی کتابیں وغیرہ ان کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعد ازاں عربی اور فارسی کی تعلیم بہت کم ہو گئی۔ فقہ و حدیث اور دوسری مذہبی کتابیں بند کر دی گئیں، اردو اور انگریزی کا زور ہوا۔ مذہبی علوم کی تعلیم ختم ہونے پر تشویش تھی ہی کہ اچانک حکومت نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص سرکاری سکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا یا فلاں فلاں علوم اور انگریزی میں امتحان دیکر سند حاصل کرے گا اسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی۔“ (۱)

انگریز تو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے حدیث و فقہ کی تدریس ختم کر دی۔ عربی، فارسی برائے نام رکھی اور سارا زور انگریزی تعلیم پر دیا، تاکہ سکولوں اور کالجوں میں تربیت پانے والے نونہالان وطن کو مسلمان بنانے کی بجائے بابو اور کلرک بنایا جائے۔ لیکن اس ستم ظریفی کی داد دینے والے کہاں سے آئیں کہ دنیا کی سب سے بڑی اور نظریاتی مملکت ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی خاطر قائم ہوئی۔ جس کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ اس میں انسانوں کی نہیں بلکہ کتاب و سنت کی حکمرانی ہوگی۔ آج اس کو معرض وجود میں آئے۔ سال گزر رہا ہے لیکن معمولی سی ترمیم کے ساتھ سکولوں اور کالجوں میں انگریزوں جیسا نصاب تعلیم ہی جاری ہے۔ اسلامیات کی تعلیم کا اگر کچھ اہتمام نظر آتا ہے تو اسے سیاست کے مشاعرے میں ردیف اور قافیوں کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ باقی کچھ نہیں۔ آئین ایسے نافذ ہوتے رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمودہ آئین کی ترجمانی سے یکسر قاصر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر چند باتیں مصلحت اسلامی شامل کر کے باقی کسی مغربی ملک کے آئین کی نقل ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر سچے مسلمان کف افسوس ملتے اور یہی کہتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

جب انگریز نے اسلامی تعلیمات کو سکولوں اور کالجوں سے خارج کر کے سارا زور انگریزی پر دینا شروع کر دیا تو اس اقدام کی تائید و حمایت حاصل کرنے کی خاطر سر سید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) کی سرکردگی میں ایک گروہ پہلے ہی تیار کر لیا گیا تھا۔ یہ لوگ قوم کے سامنے رہنماؤں اور خیر خواہوں کے بھیس میں آئے جب کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے، برٹش اقتدار کی جڑیں پاتال تک پہنچانے۔ مسلمانوں کا رخ حرم سے لندن کی جانب پھیرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا تھا۔ انگریزوں نے دینی علوم کو

نصاب سے خارج کر کے عربی، فارسی کو برائے نام رکھتے ہوئے اردو انگریزی تعلیم پر زور دینا شروع کیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے غم میں گھل گھل کر پھلنے اور پھولنے والے یہ خیر خواہ صاحب حکومت کے سامنے تجویز پیش کر رہے تھے:

”سررشتہ تعلیم جو چند سال سے جاری ہے وہ تربیت کے لیے نا کافی ہی نہیں بلکہ خراب کرنے والا تربیت اہل ہند کا ہے..... میری صاف رائے ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنی شرکت دیسی زبان میں تعلیم دینے سے بالکل اٹھا دے اور صاف انگریزی مدرسے اور سکول جاری رکھے تو بلاشبہ یہ بدگمانی جو رعایا کو گورنمنٹ کی طرف سے ہے جاتی رہے۔ صاف صاف لوگ جان لیں کہ سرکار انگریزی زبان کے وسیلے سے تربیت کرتی ہے اور انگریزی زبان بلاشبہ ایسی ہے کہ انسان کی ہر قسم کی علمی ترقی اس میں ہو سکتی ہے۔“ (۱)

اب انگریزوں کو مسلمانوں کی جڑیں خود کاٹنی نہیں پڑتی تھیں بلکہ جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے اسے تجاویز کی صورت میں برطانوی کارندے پیش کرتے تھے حکومت نے مسلمانوں کے لیڈر، رہنما اور خیر خواہ منوانے کی مہم چلائی ہوئی تھی۔ قوم کے کتنے ہی افراد انہیں اپنے حقیقی خیر خواہ سمجھ کر ہم نوائی کا دم بھرنے لگتے اور حکومت اپنا مقصد حاصل کر لیتی۔ تعلیم و تدریس کے سارے نظام کو مکمل غیر اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے بعد برٹش گورنمنٹ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح سرسید احمد خان صاحب سے بھی جہاد کی مخالفت کروائی۔

”مسلمان انگریزی گورنمنٹ کی رعایا اور مستامن ہیں اور اپنے فرائض مذہبی بلا مزاحمت ادا کرتے ہیں وہ شریعت اسلام کی رو سے بمقابلہ انگریزوں کے نہ جہاد کر سکتے ہیں، نہ بغاوت، نہ کسی قسم کا فساد، ان کو ہندوستان میں انگریز گورنمنٹ کے زیر حکومت اسی اطاعت و فرمانبرداری کے اندر روئے مذہب اسلام کے رہنا واجب ہے جیسا کہ ہجرت اولیٰ میں مسلمان حبش میں جا کر عیسائی بادشاہ کے زیر حکومت رہے تھے۔“ (۱)

جذبیہ جہاد کو سر د کرنے اور ملت اسلامیہ کو انگریز بہادر کی چوکھٹ پر جھکانے کی خاطر سرسید احمد خان نے اپنی عمر عزیز عی ضائع کر دی اور ان کے تمام تر ساتھی اپنی اپنی بظاہر دلکش لائے میں مسلمانوں کو مسحور کرنے اور برٹش نواز عی بنانے میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ موصوف نے اپنے جملہ وہابی بھائیوں کی ۱۸۵۷ء کے بعد یوں حکومت کے سامنے صفائی پیش کی:

”اس (وہابی) کو یہ کہنا کہ درپردہ تخریب سلطنت کی فکر میں چپکے چپکے منصوبے باندھا کرتا ہے۔ اور غدر اور بغاوت کی تحریک کرتا ہے۔ محض تہمت ہے۔ اور ہم اس وقت بہت سے ایسے آدمی نشان دے سکتے ہیں جو سرکار کے ایسے ملازم ہیں کہ ان سے زیادہ سرکار کا خیر خواہ اور معتمد نہیں۔ یائیں ہم وہ اپنے تئیں علی الاعلان اور بے تامل فخریہ طور پر وہابی کہتے ہیں۔ سرکار نے بے سوچے سمجھے ان کو معتمد نہیں گردانا۔ بلکہ غدر کے زمانے میں جبکہ قند کی آگ ہر طرف مشتعل تھی۔ ان کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہی سرکار میں ثابت قدم رہے۔ اگر وہ جہاد کا وعظ کرتے ہوتے اور بغاوت و ہابیت کی اصل ہوتی تو جو کچھ ان سے ظہور میں آیا، یہ کیونکر ظہور میں آتا۔“ (۲)

۱۔ حیات جاوید: مصنفہ حال پانی پتی۔ ص: ۲۲۲ ۲۔ حیات جاوید: مصنفہ حال پانی پتی۔ ص: ۲۲۳

جناب الطاف حسین حالی نے اپنے قافلہ سالار لشکر کی انگریز دوستی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”ان (سر سید احمد خاں) کی نہایت پختہ رائے تھی کہ ہندوستان کے لیے انگلش گورنمنٹ سے بہتر گو کہ اس میں کچھ نقص بھی ہوں، کوئی گورنمنٹ نہیں ہو سکتی اور اگر امن و امان کیساتھ ہندوستان کچھ ترقی کر سکتا ہے تو انگلش گورنمنٹ ہی کے ماتحت رہ کر کر سکتا ہے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ گو ہندوستان کی حکومت کرنے میں انگریزوں کو متعدد لڑائیاں لڑنی پڑی ہوں مگر درحقیقت نہ انہوں نے یہاں کی حکومت بہ زور حاصل کی اور نہ مکرو فریب سے بلکہ درحقیقت ہندوستان کو کسی حاکم کی اس کے اصلی معنوں میں ضرورت تھی۔ سو اسی ضرورت نے ہندوستان کو ان کا محکوم بنا دیا۔“ (۱)

انگریز جیسی ظالم و جابر قوم کی یہ قصیدہ خوانی اور ان مکرو فریب کے پتلوں کو ایسی مدح سرائی بلا وجہ نہ تھی بلکہ یہ ملت فروشی کے عوض ملنے والے لقمہ تر کا کرشمہ تھا۔ جس کی انہوں نے خودیوں وضاحت فرمائی ہے:

”ہم جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری منصف گورنمنٹ مسلمانوں کے ساتھ ہے اس کی بہت روشن دلیل یہ ہے کہ ہماری قدردان گورنمنٹ نے خیر خواہ مسلمانوں کی کیسی قدرو منزلت کی اور عزت و آبرو کی۔ انعام و اکرام اور جاگیر و پنشن سے نہال کر دیا ہے۔ ترقی عہدہ اور فزونی مراتب سے سرفراز کیا ہے۔ پھر کیا یہ ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان نازاں ہوں اور دل و جان سے اپنی گورنمنٹ کے شکر گزار اور ثناء خواں رہیں۔“ (۲)

سر سید احمد خان صاحب یوں تو علم منقول و معقول سے بڑی حد تک محروم تھے۔ لیکن اپنے پڑھے لکھے ساتھیوں کے سہارے حکومت کے اشاروں پر دین مبین میں تحریف و تخریب کا شرمناک کام بھی عمر بھر کرتے رہے۔ چنانچہ موصوف کے سوانح نگار، جناب حالی نے حیات جاوید کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

”ہم کو اس کتاب میں اس شخص کا حال لکھنا ہے جس نے چالیس برس برابر تعصب اور جہالت کا مقابلہ کیا ہے۔ تقلید کی جڑ کاٹی ہے۔ بڑے بڑے علماء و مفسرین کو لتاڑا ہے۔ اماموں اور مجتہدوں سے اختلاف کیا ہے۔ قوم کے پکے پھوڑے کو چھیڑا ہے۔ ان کو کڑوی دوائیں پلائی ہیں جن کو مذہب کے لحاظ سے ایک گروہ نے صدیق کہا ہے اور دوسرے نے زندیق خطاب دیا ہے۔“ (۱)

موصوف نے حکومت کے اشارے پر امت محمدیہ کے خلاف، مکمل اسلام دشمنی اور انگریز پرستی کے موڈ میں آ کر خیر خواہ اسلام و مسلمین بن کر قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ اس میں دل کھول کر معنوی تحریف کی۔ قرآنی مفہوم و مطالب سے لوگوں کو ہٹانے اور انہیں مسلم نما عیسائی بنانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اس رسوائے زمانہ تصنیف کے بارے میں حالی لکھتے ہیں:

”الحمد لله اس حق کو تفسیر کی بدولت ان روحانی مہلک بیماریوں سے آج غسل صحت ملا۔ مسلمانوں کے پاک دلوں میں وہ گندی باتیں جمی ہوئی تھیں جیسے کعبے کے بتاں، اب ان کا یک بیک دور ہونا خدا کے مقدس کلام کی سچی تفسیر کا نتیجہ ہے۔ ہم اس احسان کے بدلے اپنی کھال کی جوتیاں بنادیں۔ تو حضرت کی تفسیر کے ایک فقرے کا معاوضہ نہ ہوگا۔“ (۲)

سر سید احمد خان صاحب کا عقیدہ تھا کہ انجیل میں لفظی تحریف قطعاً نہیں ہوئی ہے۔ یہ قرآن کریم کی صریحاً تکذیب اور مسلمانوں کو عیسائیت کی جانب مائل کرنے کیلئے وہ زبردست اقدام ہے جو متحدہ ہندوستان کے کسی بھی رہزن دین و ایمان اور بدخواہ اسلام و مسلمین سے نہ ہوسکا بلکہ لندن سے بھیجے گئے پادری صاحبان ان کے عشرِ عشیر کو نہ پہنچ سکے۔ انجیل کو غیر محرف ماننے کی صورت میں قرآن کریم کا آسمانی کتاب ہونا خود غلط ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیوں کہ ایک آسمانی کتاب اصلی حالت میں موجود ہو تو دوسری کی ضرورت کہاں؟ اس سلسلے میں موصوف کے سوانح نگار نے یوں تصریح کی ہے:

”نیز محققین اور اکابر اسلام مثل امام اسماعیل بخاری، امام فخر الدین رازی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم کے اقوال سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح عیسائی کتب مقدسہ میں تحریف لفظی کے قائل نہیں ہیں اور جس قسم کی تحریف کو عیسائی محققوں نے تسلیم کیا ہے، صرف اسی قسم کی تحریف آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہے۔“ (۱)

موصوف نے انجیل کی تفسیر بھی لکھی تھی۔ اس میں انگریز پرستی سے سرشار ہو کر عیسائیوں سے کہا تھا:

”یقیناً میں بائبل کا اتنا ہی طرفدار اور مؤید ہوں جس قدر کہ آپ ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ میں ڈاکٹر کلنز و کے اعتراضات کا اپنی تفسیر کے مناسب حصوں میں جب ان کا موقع آئے جواب دوں۔“ (۲)

کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جو مقصد حکومت سینکڑوں پادریوں کے ذریعے حاصل نہ کر سکی وہ چند سکوں کے بدلے سر سید احمد خان اینڈ کمپنی کے مسلم نما پادریوں کے ذریعے بڑی آسانی اور پوری رازداری سے حاصل ہونے لگ گیا تھا۔

چنانچہ بائبل کی علی گڑھی تفسیر کے بارے میں اپنے غیر اسلامی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حالی پانی پتی نے جو مسلمانان پاک و ہند کو مسلم نما عیسائی بنانے اور حکومت کی خوشنودی کا سٹوفلیٹ حاصل کرنے کی خاطر بیان دیا وہ بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ انہوں نے لکھا تھا:

”یہ تفسیر جو انجیل کو بجائے لغو سمجھنے کے جیسا کہ اب تک خیال تھا، واجب التعظیم بیان کرتی ہے اور اس کا ثبوت خود قرآن سے دیتی ہے، اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ مسلمانوں کی ہر زبان اور بالخصوص عربی میں ہو، کیوں کہ مسلمانوں کے واسطے اس سے زیادہ مفید بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ انجیل کو اسی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں جس سے وہ قرآن کو دیکھتے ہیں“۔ (۱)

سر سید احمد خان صاحب کے خیالات کو پنجاب کے سوا متحدہ ہندوستان کے ہر صوبے میں ٹھکرا دیا گیا تھا۔ کیوں کہ وہ مکمل اسلام دشمن اور انگریز پرستی کے آئینہ دار تھے یہ تحریف دین کا ایسا شرمناک ڈرامہ تھا جس کی نظیر اس سے پہلے دیکھنے میں آئی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے علاوہ وہابی علماء نے بھی موصوف کے خیالات کی تردید کی اور ان سے اظہار برأت کے بغیر نہ رہ سکے۔ کتنے علماء نے موصوف کے غیر اسلامی عقائد و نظریات کے باعث ان کی تکفیر میں فتوے جاری کئے حالات کی اس کے باوجود ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ برٹش نواز طبقہ آج تک یہ کہہ کر مسلمان کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا ہے کہ سر سید احمد خان صاحب پر انگریزی زبان کی حمایت کرنے اور علی گڑھ کالج کی بنا پر کفر کے فتوے لگائے گئے تھے حالانکہ ایسا ایک فتویٰ بھی نہیں دکھایا جاسکتا جو علی گڑھ کالج جاری کرنے کے باعث موصوف کی تکفیر میں جاری کیا گیا ہو۔

دیوبندی جماعت کے مقتدر عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے کسی معتقد کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”ایک صاحب نے عرض کیا کہ سرسید کی وجہ سے ہندوستان میں گڑ بڑ پھیلی۔ لوگوں کے عقائد خراب ہوئے۔ فرمایا گڑ بڑ کیا معنی اس شخص کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تباہ و برباد ہو گئے۔ ایک بڑا گمراہی کا پھانک کھل گیا۔ اس کے اثر سے اکثر نیچریت ایمان سے کورے ہوتے ہیں۔“ (۱)

دوسرے کسی موقع پر موصوف نے نیچریت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان لفظوں میں کیا تھا:

”ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید احمد خان کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد کی۔ اس کی پھر شاخیں چلی ہیں۔ یہ قادیانی اسی نیچریت ہی کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سرسید احمد خان سے بازی لے گیا اور نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔“ (۲)

مدرسہ دیوبند کے سابق صدر علامہ انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) نے بانی نیچریت کے بارے میں لکھا ہے:

”سرسید ہو رجن زندیق او جاہل ضال“ (۳)
یعنی سرسید احمد خان زندیق اور ملحد آدمی ہے یا وہ جاہل اور گمراہ ہے۔

۱۔ الاضافت الیومیہ ج ۵ ص ۱۰۶

۲۔

۳۔ الاضافت الیومیہ ج ۵ ص ۸۴

مقدمہ مشکلات القرآن ج ۱ ص ۳۲

دوسرا راستہ: انگریز بخوبی جانتے تھے کہ سرسید احمد خان کے حواریوں کے ذریعے مغربی نظام تعلیم کو رائج کرنے میں تو خاطر خواہ مدد ملی ہے اور ان لوگوں کے غیر اسلامی عقائد و نظریات بھی پسندیدہ بنا کر سکولوں اور کالجوں میں رائج کر دیے گئے ہیں لیکن حکومت بخوبی جانتی تھی کہ علمائے کرام سے وابستہ رہنے والے مسلمان ان لوگوں کے آگے کبھی گھاس ڈالنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ برٹش گورنمنٹ کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی خاطر با اثر علماء کی ضرورت تھی۔ چنانچہ فرنگی شاطر ایسے بعض صاحبان جبہ و دستار کو خریدنے میں کامیاب ہو گئے اور ان کے ذریعے دہلی کالج سے مولوی مملوک اعلیٰ نانوتوی (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء) کی سرکردگی میں مطلوبہ علماء کی کھیپ تیار کر لی گئی۔ ان حضرات سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام ایسی رازداری سے لیا گیا کہ شیطان بھی عیش عیش کراٹھا ہوگا۔ ہم نے ایسے تخریب کار علماء کے حقیقی خدو خال دکھانے کی خاطر ”معارف رضا“ میں اتنا ٹھوس اور تاریخی مواد اکٹھا کر دیا ہے کہ دوسری کسی تصنیف میں نظر نہ آیا ہوگا۔

یہاں ان چند علمائے دیوبند کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے برٹش گورنمنٹ کے اشارہ چشم و ابرو اور اس کے وظیفوں نذرانوں کے طفیل شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کے پیوند لگائے اور امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کو جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ اس المیہ کے بارے میں مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی (المتوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) نے صاف لکھ دیا تھا:

اگر خان صاحب (فاضل بریلوی) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے..... کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (۱)

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۴ء) نے ۱۹۰۱ء میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۹ء) نے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۲ء میں تحذیر الناس کتاب لکھ کر مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ فخر دو عالم کو بلحاظ زمانہ آخری نبی ماننا جاہلوں کا خیال اور قرآن کریم کا انکار ہے اور تصریح کی کہ آپ بلحاظ زمانہ نہیں بلکہ بلحاظ مرتبہ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ کے بعد بھی ہزاروں نبی پیدا ہو جائیں تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) نے اپنے ایک مہری دستخطی فتویٰ میں اللہ جل شانہ کو کاذب بالفعل ٹھہرا دیا۔ ان کا یہ فتویٰ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ سے شائع ہوا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اس شرمناک فتویٰ کا رد شائع ہوتا رہا۔ لیکن مرتے دم تک موصوف نے اس فتویٰ کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ خود کی کوئی تاویل و توجیہ پیش کر سکے۔

مولوی خلیل احمد انبٹھوی (المتوفی ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) اس کی رسوائے زمانہ کتاب براہین قاطعہ پہلی مرتبہ ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ موصوف نے محیط زمین کا علم شیطان اور ملک الموت کے لیے نصوص سے ثابت بنا کر ایمان کی آنکھ پر کفر کی ٹھیکری رکھ دی اور اسی علم کو سرور کون و مکان ﷺ کیلئے ثابت کرنا ایسا شرک ٹھہرا دیا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ اس عبارت کے مفاد کی دو شقیں ہیں۔

نمبر ۱: اگر محیط زمین کا علم سرور کون و مکان ﷺ کے لیے ثابت کرنا واقعی شرک ہے تو شیطان اور ملک الموت کو خدا کے شریک اور قرآن وحدیث کو شرک کی تعلیم دینے والی چیزیں ماننا لازم آئے گا۔

نمبر ۲: اگر قرآن اور حدیث انبٹھوی صاحب کے نزدیک شرک کی تعلیم نہیں دیتے نیز شیطان اور ملک الموت کو وہ خدا کا شریک تسلیم کرنے سے انکاری ہوں۔ تو جو چیز

مخلوق کے کسی فرد کو نصوص سے ثابت ہوا سے دوسرے کے لیے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا، قطع نظر اس کے کہ وہ ثابت ہے یا نہیں۔ غرض یہ کہ کسی بھی شق پر محمول کیا جائے انیسٹھوی صاحب کی عبارت صریح کفریہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی حفظ الایمان ۱۳۱۹ھ میں منظر عام پر آئی۔ موصوف سے کسی نے عالم الغیب لفظ کے اطلاق کے سلسلے میں اس کا استدلال پیش کرتے ہوئے زید کے عمل اور عقیدے کا شرعی حکم پوچھا۔ تھانوی صاحب نے اس عقیدے کا شرعی حکم بتاتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا عقیدہ کل غیب کی وجہ سے رکھا جاتا ہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے۔ اور اگر بعض علم غیب کی بنا پر یہ عقیدہ ہے تو اس میں حضور علیہ السلام کی ہی کیا خصوصیت ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ یہ تھانوی صاحب کی عبارت کا آسان لفظوں میں مفہوم جو یقیناً شان رسالت کی ایسی گستاخی اور اہانت پر مبنی ہے جس کی جرأت کبھی کھلے کافروں کو بھی نہیں ہوئی۔ یہ دیوبندی حضرات ہی کا دل گردہ ہے کہ جب بعض علماء نے اللہ اور رسول کی شان میں گندے عقیدے اور توہین آمیز کلمات جاری کیے تو دیوبندیوں نے اللہ اور رسول ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے حملہ آور علماء کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ یہی تو شرک کا وہ انتہائی درجہ ہے جسے قرآن کریم نے ”اتخذوا اٰخبارہم و دہبانہم ارباباً من دون اللہ“ کے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کے سمندر میں پڑے رہنے کی وجہ سے ان حضرات کو سچے اور یکے مسلمان بھی مشرک ہی نظر آتے ہیں۔

قادینی کرام ان کفریات کی ابتداء ۱۲۹۰ھ سے ہوئی جبکہ امام احمد رضا

خان بریلوی رحمہ اللہ نے ”المعتمد المستند“ کے اندر ۱۳۲۰ھ میں ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا۔ کیا سمجھانے بچھانے، خوف خدا و خطرہ روز جزا یاد دلانے کے لیے تیس سال کی مدت ناکافی ہے؟ اس دوران میں علمائے اہلسنت اور وہابی علماء کے درمیان متعدد

مناظرے ہوئے۔ طرفین سے سینکڑوں کتابیں ان کفریات کے باعث لکھی گئیں، لیکن اللہ اور رسول ﷺ کے ان دشنامیوں نے پرنا لہ اسی جگہ رکھا اور کفریات لکھنے اور شائع کرنے والے علماء میں سے کوئی ایک بھی عمر بھر میدان مناظرہ میں آنے اور اپنی خرافات کی توجیہ و تاویل پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکا اور نہ ان کفری عبارتوں کو بدل کر اسلامی بنانے پر آمادہ ہوا۔ ان کے راہ راست پر آنے سے ناامید ہو کر ۱۳۲۰ھ میں تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا گیا اور تین سال بعد اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ رحمہ اللہ کو سرور کون و مکان ﷺ نے اپنی بارگاہ یکس پناہ میں بلایا تاکہ دشنامیوں کے سرکردہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی موجودگی میں حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو۔ چنانچہ علمائے حرمین طہیین نے اعلیٰ حضرت کے فتوے سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں، نیز ”الدولة المکیة“ اور ”کفل الفقیة“ کو بھی تقاریظ سے مزین کیا۔ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا علمائے حرمین نے ایسا اعزاز و اکرام کیا کہ اس مقدس سرزمین پر شاید ہی متحدہ ہندوستان کے کسی بزرگ کو نصیب ہوا ہو۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں جن میں سے ”بعض الاجازات المتینة“ میں موجود ہیں۔

علمائے حرمین شریفین نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کو مرجع خلافت، مرکز دائرہ تحقیق بحر العلوم، امام زمانہ، یگانہ روزگار اور چودھویں صدی کا مجدد نامدار تسلیم کیا اور مذکورہ پانچوں لصوص دین و سرخیل مبتدعین کے بارے میں واضح شرعی فیصلہ سنا دیا کہ یہ حضرات دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے غیر مسلم ہونے میں شک کرے وہ کافر و مرتد ہو جائیگا۔

علمائے حرمین شریفین کی مذکورہ تقاریظ کے مقدس مجموعے کا نام ”حسام الحرمین علی منہر الکفر والظہین“ ہے۔ جو ۱۳۲۴ھ میں اردو ترجمے کے ساتھ اور ۱۳۲۶ھ میں تمہید ایمان سمیت منظر عام پر جلوہ گر ہوگی۔ حرمین شریفین میں تو مبتدعین کو

زبردست رویا ہی کے باعث راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی، لیکن جہلاء کے درغلانے، اندھے مقلدوں میں بھرم رکھنے کی خاطر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے گھر میں بیٹھ کر المہند لکھنے کا جُل کھیلا اور مدرسہ دیوبند کے سابق کانگری صدر مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے ”شہاب ثاقب“ کے نام سے ایک گالی نامہ مرتب کر لیا۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”التحقیقات لدفع التلبیسات“ نامی رسالے (۱) کے ذریعے المہند کی جعل سازی کا بھانڈا سر بازار پھوڑ دیا۔ مفتی سنبھل مولانا محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (انتوفی ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۳ء) نے ”الشہاب الثاقب“ کا مبسوط اور انتہائی مدلل رد لکھا اور ٹانڈوی صاحب کے عائد کردہ الزامات و اتہامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ان دونوں تحقیقی تصانیف کے مطالعے سے صاف نظر آنے لگتا ہے کہ چاروں دیوبندی علماء کی کفریہ عبارتوں میں اسلامی مفہوم و معانی کی کوئی ادنیٰ سی رمت بھی نہیں پائی جاتی۔

ذیل میں ہم قارئین کرام (وہابیت و دیوبندیت) کے سامنے چند ایسے حقائق پیش کرتے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہر انصاف پسند کے سامنے اپنے اصلی رنگ و روپ میں موجود ہوگی۔ اور کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری پیش نہیں آئے گی۔

”واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔“

ضمیمہ ۱: اگر مذکورہ کفریہ عبارتیں لکھنے والے علماء میں دین و دیانت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی باقی رہ گیا ہوتا اور حکومت کی شہ پر انہوں نے یہ تخریب دین و افتراق بین المسلمین کا پیشہ اختیار نہ کیا ہوتا تو جب علمائے کرام نے ان عبارتوں پر اعتراضات کئے تھے اسی وقت انہیں اس طرح بدل دیتے کہ ان کا قابل اعتراض ہونا متصور نہ رہتا یعنی انہیں پوری

یہ رسالہ اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

Marfat.com

طرح اسلامی عبارات بنا دیا جاتا۔ لیکن ان علماء نے ہرگز ایسا نہیں کیا، بلکہ دور از کار تاویلات کے ذریعے انہیں اسلامی عبارتیں منوانے پر مُصر رہے۔ عبارتوں کو وحی الہی کا درجہ دے کر ان میں ترمیم نہ کرنا بلکہ ہر وقت جھگڑنے کے لیے تیار رہنا کہاں کی دانشمندی اور دیانتداری تھی؟

نمبر ۲: علمائے دیوبند اپنی کسی عبارت کو تبدیل کر کے اسلامی عبارت بنانے پر عمر بھر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر وہ قرآن کریم کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا کوئی مجاز نہیں۔ رفع اختلاف اور رفع فساد کی خاطر ایسا کر لینے میں آخر اس کے سوا اور کیا رکاوٹ تھی کہ یہ حضرات حکومت کے وظیفوں نذرانوں کے تحت چوں قلم در دستِ کاتب ہو چکے تھے۔

نمبر ۳: اگر علمائے دیوبند اپنی کفریہ عبارتوں میں صلاح مشورہ سے تبدیلی کر لیتے اور اس کے باوجود بھی ان کے مخالفین ان کی تردید کا سلسلہ جاری رکھتے تو واضح ہو جاتا کہ فریق ثانی کسی کی شہ پر انہیں طعن و تشنیع، رد و تردید کا نشانہ بنانے پر مجبور ہے، لیکن ہزاروں علمائے اہلسنت کا یہی مطالبہ تھا کہ ان کفریہ عبارتوں کو بدل دیجئے۔ علمائے دیوبند نے ان کی آواز پر ذرا کان نہیں دھرے بلکہ ہر وقت آمادہ پیکار ہی رہے آخر ایسا طرز عمل اختیار کرنے کی انہیں ضرورت کیا تھی؟

نمبر ۴: گنگوہی صاحب جو ان چاروں علمائے دیوبند بلکہ ساری دیوبندی فوج میں قافلہ سالار لشکر تھے۔ ان کا مہری دستخطی فتویٰ متعلقہ وقوع کذب باری تعالیٰ ۱۳۰۸ھ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوا۔ اسی وقت سے اس کے متواتر رد شائع ہوئے جو گنگوہی صاحب اور دیگر علمائے دیوبند تک پہنچتے رہے، لیکن ملک عدم کو سدھارنے تک گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ فلاں فتویٰ میرا نہیں ہے اور نہ ان کے قبیحین ہی نے اس کی نسبت کا انکار

کیا۔ پورے پندرہ برس کے بعد جب گنگوہی صاحب شہر خموشاں کے مکین جا ہوئے تو علمائے دیوبند نے شور مچانا شروع کر دیا کہ وہ فتویٰ ہمارے گنگوہیت مآب کا کب ہے؟ یہ ہمارے گنگوہی سرکار پر بہتان ہے۔ کیا اس حیاداری اور دیانتداری کا کوئی ٹھکانا ہے؟

نمبر ۵: نانوتوی صاحب تو پہلے ہی شہر خموشاں کے مکین ہو چکے تھے۔ گنگوہی صاحب بھی اپنی تکفیر کے پروانے کو علمائے حریمین کی تقاریظ سے مزین ہو جانے سے ڈر کر پہلے ہی ملک عدم کی جانب وسط ۱۳۲۳ھ میں سدھار گئے۔ باقی دیوبندی عالم رہ گئے جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

نمبر ۱: مولوی خلیل احمد انیسٹھوی جن کا ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں خاتمہ ہوا۔

نمبر ۲: مولوی اشرف علی تھانوی جنہوں نے ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۳ء میں رحلت کی، فتویٰ تکفیر پر علمائے حریمین طہیین نے ۱۳۲۳ھ کے آخر اور ۱۳۲۴ھ کے شروع میں تقاریظ لکھیں۔ انیسٹھوی صاحب ان تقاریظ کے بعد بائیس سال اور تھانوی صاحب انتالیس سال بقید حیات رہے۔ اس عرصے میں سینکڑوں ہیرا پھیریاں اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی بجائے کیا یہ صاف اور سیدھا راستہ نہیں تھا کہ ان دونوں حضرات میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی حریمین شریفین چلے جاتے۔ اگر بقول علمائے دیوبند کے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی عبارتوں پر قطع وید کی تھی یا علمائے دیوبند کو کسی قسم کا دھوکہ دیا تھا۔ یا علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتوں کو من مانے مفہوم مطالب کا لباس پہنایا تھا، تو علمائے حریمین کے سامنے اس دھوکے کی وضاحت کرتے اگر صورتحال کوئی مختلف تھی تو اس سے آگاہ کرتے اور کسی بھی مکی یا مدنی عالم سے ایسی تحریر حاصل کرتے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے ہمیں فلاں عبارت کے بارے میں یہ دھوکا دیا اور فلاں حقیقت سے اندھیرے میں رکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات تصدیق کرنے والے علمائے حریمین میں سے کسی ایک عالم کا بھی ایسا ایک

ہی تحریری بیان حاصل کر لیتے تو یقیناً حسام الحرمین بے وقعت ہو کر رہ جاتی۔ لیکن ایسا ایک بھی بیان دستیاب نہ ہو سکا اس حقیقت کا یہ واضح اعلان ہے کہ علمائے حرمین کو دھوکا دینے یا عبارات میں قطع و برید کرنے کے دعوے سراسر بے بنیاد اور معاندانہ روش کی المناک تصویر ہے جو کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج پر مخفی نہیں۔

نمبر ۶: جب علمائے حرمین شریفین دھوم دھام سے فتویٰ تکفیر پر تقریفیں لکھ رہے تھے اور مجدد مائتہ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عدیم النظیر اعزاز و اکرام کر رہے تھے اس وقت سرخیل دیابنہ، مولوی خلیل احمد انبٹھوی وہاں بنفس نفیس موجود تھے۔ اگر دھوکا بازی یا قطع و برید والا ذرا بھی معاملہ ہوتا تو انبٹھوی صاحب علی رؤوس الاشہاد وضاحت کرنے کی بجائے کبھی مکہ مکرمہ سے ۲۷ ذی الحجہ کو راتوں رات بھاگ کر جدہ جانے کا تکلف نہ کرتے۔

نمبر ۷: انبٹھوی صاحب نے اپنی بقیہ بائیس سالہ اور تھانوی صاحب نے انتالیس سالہ باقی زندگی میں ایک مرتبہ بھی ایسی جرأت نہ کی کہ علمائے حرمین طہیین کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بتاتے کہ جس انبٹھوی اور تھانوی کی آپ حضرات نے تکفیر کی ہے وہ مابدولت ہیں اور ہمیں از روئے دلائل آپ کے فیصلے سے اتفاق نہیں ہے۔

نمبر ۸: جب علمائے حرمین فتویٰ تکفیر پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ رہے تھے۔ اگر فاضل بریلوی نے کسی قسم کی دھوکا بازی یا عبارات میں قطع و برید کی تھی۔ تو انبٹھوی صاحب کے لیے اس سے مناسب موقع اور کب ہاتھ آ سکتا ہے؟ اگر صورت حال واقعی وہی تھی جو علمائے دیوبند بتاتے ہیں تو انبٹھوی صاحب بڑی جرأت کے ساتھ علمائے حرمین کے سامنے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے دلائل و براہین کو بکھیر کر رکھ دیتے اور ان کی دھوکہ بازی کو سب کے سامنے واضح کر دیتے۔ اگر صورت حال یہی ہوتی تو انبٹھوی صاحب اس

موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حالانکہ ہوا یہ کہ انبیٹھوی صاحب تصدیق کرنے والے کسی مکی عالم کو منہ دکھانے کی بھی جرأت نہ کر سکے۔ ان حالات میں صورتحال ہر منصف مزاج پر واضح ہے یا نہیں؟

نمبر ۹: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے سابق مفتی و احناف، قاضی و مکہ مکرمہ، علامہ شیخ صالح کمال رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو اسی دوران میں خفیہ ملاقات کی۔ کیوں کی؟ نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ یہ حضرت علامہ صالح کمال رحمہ اللہ کے اس مکتوب گرامی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے جو موصوف نے اگلے ہی روز محافظ کتب حرم، فاضل جلیل علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے پاس بھیجا۔ وہ مکتوب گرامی یہ ہے:

”صاحب الفضیلة والا خلاق والمحببة الجميلة حضرة السيد اسمعيل آفندی حافظ الكتب حضر عندنا قبل تاريخه رجل من اهل الهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطرنا عليه لانه قد بلغه اني شديد الغيظ عليه وانا لا اعرفه شخصاً فقال يا سيدى بلغنى انكم واحدون على وذلك بسبب اني ذكرت ما وقع منه في البراهين القاطعة لدى حضرة الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد انبيتهى فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول في البراهين القاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجوز الكذب على الله جل جلاله كيف لا اغناظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق و كيف تعتذر و تذكر وهي قد طبعت وشاعت عندك فقال يا سيدى هي لي ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولان كان فيها فانا تائب وراجع عما فيها

مما يخالف اهل السنة والجماعة فقلت له ان الله يحب التائبين و
البراهمين موجوده وساخرج لك منها هذا الذي انكرته وتجا سرتہ
على الله جل شأنه فصار ينتصل و يعتذر ويقول ان كان فهو
مكذوب على وانا رجل مسلم موحد من اهل السنة والجماعة
ماقلت فيها هذا ولا غيره مما يخالف مذهب اهل السنة والجماعة
فتعجبت منه كيف ينكر ما هو مطبوع في رسالته البراهمين القاطعة
المطبوعة بلسان الهند وظهر لي انه انما قال ذلك تقية كأنهم مثل
الرافضه يرون التقية واجبة و اردت ان احضرها واحضر من يفهم
ذلك اللسان لا قرره وما فيها واستتبيه لكنه في ثانی يوم من
مجيئه عند ناهرب الى جدية ولا حول ولا قوة الا بالله احبينا
اعلامكم بذلك و دتم محمد صلح کمال۔ ۲۸ ذی الحجہ
۱۳۲۳ھ۔ (۱)

صاحب فضیلت و اخلاق و محبت جمیلہ حضرت سید اسماعیل آفندی محافظ
کتب (حرم) کل ہمارے پاس ایک ہندوستانی شخص آیا۔ جسے خلیل احمد کہا
جاتا ہے اس کے ساتھ بعض وہ ہندوستانی علماء بھی تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ
میں مجاورت اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ ہمیں اپنے اوپر دلی مہربان کرنا چاہتا تھا
کیوں کہ اسے خبر پہنچی تھی کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں۔ میں اس کی
صورت کا شناسا نہ تھا۔ اس نے کہا، اے میرے سردار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ
آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ یہ اس سبب سے تھا کہ براہین قاطعہ میں اس
سے جو واقع ہوا ہے میں نے اس کا تذکرہ حضرت امیر (شریف مکہ) حفظہ اللہ

سے کر دیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو خلیل احمد ایٹھوی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو میں نے اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے تو براہین قاطعہ میں ایسی گندی باتیں کیوں کر کہتا ہے؟ اور اللہ جل جلالہ پر کذب جائز ٹھہراتا ہے۔ میں تجھ پر کیوں ناراض نہ ہوں؟ اور اس بنا پر میں لکھ (نقدیس الوکیل کی تقریظ میں) چکا ہوں کہ تو زندیق ہے۔ تو کس طرح عذر اور انکار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ (براہین قاطعہ) تیری جانب سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہنے لگا۔ اے میرے سردار! کتاب تو میری ہے لیکن اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ اس میں ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور ان باتوں سے رجوع کرتا ہوں جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔ میں نے اس سے کہا، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین قاطعہ میرے پاس موجود ہے، ابھی نکال کر دکھاتا ہوں، وہ جس بات کا تو انکار کرتا ہے اور اللہ جل شانہ پر جسارت کی اس پر وہ خوشامد اور عذر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر کوئی بات ہے تو وہ مجھ پر بہتان باندھا گیا ہے اور میں تو ایک مسلمان موحد ہوں اور اہلسنت و جماعت سے ہوں۔ میں نے اس (براہین قاطعہ) میں یہ بات یا مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ میں اس کی گفتگو سے متعجب تھا کہ کس طرح ایک ایسی بات کا انکار کر رہا ہے جو اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو ہندی زبان میں طبع ہوا۔ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی باتیں روافض کی طرح ازراہ تقیہ کر رہا ہے جو تقیہ کو واجب گردانتے ہیں، اور میں نے (براہین قاطعہ) لانے اور ایسے شخص کو بلانے کا ارادہ کیا جو اس زبان کو سمجھتا ہو کہ اس کے مندرجات کا اس سے اقرار کراؤں اور اس سے توبہ لوں

لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے اگلے ہی روز جدہ کی جانب بھاگ گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں نے اس واقع کو آپ کو مطلع کرنا پسند کیا اور آپ سلامت رہیں۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اصل صورت واقعہ یہ تھی اس کے باوجود مدرسہ دیوبند کے سابق صدر مولوی حسین احمد ٹانڈوی (المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) نے بغیر کسی ثبوت کے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی خاطر اپنی مخصوص گاندھوی ترنگ میں یوں لکھ مارا ہے:

”بعد ازاں مولانا (انبیٹھوی صاحب) ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس بھی گئے۔ مفتی صاحب موصوف سے ملاقات بھی ہوئی۔ اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے۔ مگر جب مولانا نے حقیقت حال کا انکشاف فرمایا اور میدان تقریر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدل بہ فرح و سرور ہو گئی اور جملہ تقریرات حضرت مولانا کو انہوں نے تسلیم کیا اور بہت خوش ہوئے۔“ (۱)

معلوم نہیں ٹانڈوی صاحب کو بغض معاویہ میں ایسا سفید جھوٹ بولنے پر دارین کی کوئی بھلائی مجبور کر رہی تھی؟ اگر حضرت علامہ شیخ کمال مکی رحمہ اللہ نے انبیٹھوی صاحب کی جملہ تقریرات کو درست تسلیم کر لیا ہوتا تو اس کا یہ لازمی نتیجہ سامنے آنا چاہیے تھا کہ ۱۳۰۸ھ میں اس سے پندرہ سال قبل جو تقدیس الوکیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء) پر تقریظ لکھتے ہوئے علامہ موصوف نے انبیٹھوی صاحب کو

زندیق قرار دیا تھا اسے غلط اور منسوخ ٹھہرا دیتے۔ ”حسام الحرمین“ اور ”الدولة المکیة“ پر کبھی تقریظیں نہ لکھتے بلکہ اس سلسلے میں انہی ٹھوی صاحب کو کوئی تازہ وضاحتی بیان مرحمت فرماتے، جس سے ان کے علمائے دیوبند کے خلاف جاری کردہ سارے بیانات منسوخ ہو جاتے۔ لیکن انہی ٹھوی صاحب کو موصوف سے ایسا ایک لفظ بھی حاصل نہ ہونا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ ٹانڈوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان صداقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا بلکہ جو حضرات صورت حال سے ناواقف تھے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔ اصل واقعات وہی ہیں جن کا علامہ صالح کمال رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب گرامی میں ذکر فرمایا ہے اور جسے ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔ ہر منصف مزاج یہی کہے گا کہ فریقین کے بیانات سے بہر صورت خود علامہ موصوف کی وضاحت ایک غیر جانبدار کی نظر میں زیادہ قابل قدر اور وزنی ہے۔

۱۰۔ علمائے حرین شریفین دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں سے بے خبر نہیں تھے کہ انہیں دھوکا دیا جاسکے۔ ۱۳۰۸ھ میں جب انہوں نے تقدیس الوکیل پر تقریظیں لکھیں تو ان حضرات کے زمرے میں گنگوہی صاحب کے استاد یعنی پایہ حرین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) بھی تھے۔ تمام علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) اور ان کے سب سے نامور شاگرد مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمہ اللہ بھی تھے۔ کیا ان حضرات کو بھی دھوکا دیا جاسکتا تھا؟ آخر یہ استاد اور پیرو کیوں اپنے شاگردوں کو زندیق قرار دے رہے تھے اور کیوں زندیق قرار دینے والوں کی تائید کر رہے تھے؟ رہا اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کا معاملہ۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے حرین طہیین آپ سے بھی نا آشنا نہیں تھے۔ او (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) میں وہ آپ کے رسالہ فتاویٰ الحرمین برہنہ ندوۃ المین پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ چکے تھے۔ اگر ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت ان کے پاس بطور ایک

نبی کے جاتے تو علمائے حرمین شریفین نے آپ کا جیسا عدیم المثال، اعزاز و اکرام کیا، سندیں اور اجازتیں تک لی تھیں، مشکل مسائل آپ سے حل کروائے تھے، یہ معاملات پانک ملنے کی صورت میں کبھی نہیں ہو سکتے تھے۔ کاش! غیر جانبدار حضرات اس حقیقت پر غور رکھیں کہ مجددِ مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبندی حضرات کہتے ہوئے نہیں تھکتے تھے کہ انہوں نے ہمارے اکابر کی عبارات میں قطع و برید کی تھی۔ اور علمائے حرمین شریفین کو دھوکا بھی دیا تھا۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ علمائے حرمین نے وہ اعزاز و اکرام کیا جس کی نظیر وہاں کی تاریخ میں شاید ہی ملے لیکن دوسری جانب علمائے دیوبند اپنی حقانیت کا ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے کسی بڑے شہر یا علم کے سامنے علمائے مکہ مکرمہ یا علمائے مدینہ منورہ نے کبھی گھاس بھی نہیں ڈالی۔ نہ کبھی انہوں نے پوچھا کہ حضرت جی آپ کون ہیں؟ نہ ان حضرات کو کبھی اتنا ماننے کی جرأت ہوئی کہ میں فلاں بن فلاں مدظلہ العالی ہوں کیا ان حالات میں حقیقت واضح نہیں ہے؟ افسوس!

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

۱۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو سارا دیوبندی قبیلہ ہی حکیم الامت، مجددِ دین و ملت، بلکہ جامع المجہد دین تک قرار دیتا ہے۔ کیا مجددِ دین ہوتا ہے جس کے کفر و ارتداد کا ساری دنیا میں چرچا ہو، عالم اسلام کے جید اساطین علم جس کے مرتد ہونے پر متفق ہوں لیکن وہ چپ پڑا رہے۔ اتنی بھی ہمت نہ رکھتا ہو کہ ساری عمر میں کم از کم ایک مرتبہ ہی میدانِ مناظرہ میں آکر اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔ یہ نہ سہی تو تحریری طور پر اپنے مخالفین کے الزامات کو دلائل و براہین سے بے بنیاد ثابت کرے تاکہ معاندین کو لب کشائی کی گنجائش نہ رہے۔ لیکن تھانوی صاحب ہر میدان میں باطل کی علمبرداری کے باعث اپنے دیگر اکابر کی طرح پھسڈی ہی رہے کیا مسلمانوں کی پوری تاریخ میں کہیں ایسا بھی کوئی مجدد نظر آتا ہے؟

marfat.com

Marfat.com

اگر حقیقی مجدد اور امام زمانہ کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ تھی تو دیگر علمائے اہلسنت ہی میں سے کسی ایک کے روبرو آ کر اپنا اسلام ثابت کرتے لیکن عمر بھر اس تصور سے بھی لرزہ طاری ہوتا رہا۔ خیر جب وہ اپنی مہربان سرکار کی نظر بدولت و چشم و کرم کے طفیل حکیم الامت اور مجدد دین و ملت کے جہوں اور قبوں میں ڈھانپ ہی دیئے گئے تو اگرچہ ”ذیاب فی ثیاب“ ہی تھے لیکن ظاہریت کا لحاظ کر کے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہزار دوسو روپے کی سالانہ وظیفہ کی بدولت چہل قدم فرماتے ہوئے حرمین طہیین تک پہنچ جاتے۔ انہیں بتاتے کہ حضور والا! میری عبارت حفظ الایمان میں اگرچہ کفر کا یہ پہلو ضرور ہے مگر فلاں ایک پہلو اسلامی بھی تو موجود ہے۔ لہذا میری عبارت کو اسی اسلامی پہلو پر محمول کر کے مجھے تکفیر سے محفوظ و مامون رکھیے اور میری گردن پر تکفیر کی شمشیر نہ چلائیے کیوں کہ ائمہ دین کی واضح تصریحات موجود ہیں کہ اگر کسی قول میں ننانویں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو اسلامی بھی پایا جائے تو جب تک قائل کسی اور مفہوم کی وضاحت نہ کر دے اس وقت تک اسی اسلامی پہلو کو قائل کی مراد قرار دے کر اس کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ لہذا فلاں اسلامی پہلو کے پیش نظر مجھے مسلمان قرار دیجئے اور اپنے سابقہ تقاریط کو منسوخ فرمائیے۔

جب تھانوی صاحب نے ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۶۲ھ تک اپنی بقیہ انتالیس ۳۹ سالہ زندگی میں ایسی ایک مرتبہ بھی جرأت نہیں کی تو ایک غیر جانبدار اور منصف مزاج آخر یہی فیصلہ کرے گا کہ اگر تھانوی صاحب اور ان کے تینوں اکابر ساتھیوں کی عبارات میں اگر ایک بھی اسلامی پہلو ہوتا تو خواہ تھانوی صاحب کو تھانہ بھون میں پابند سلاسل بھی کر دیا جاتا پھر بھی وہ سو جتن کر کے حرمین طہیین تک پہنچنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا بلکہ گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور لگاتے اور وضاحت کر کے کافر و مرتد قرار دینے والے ایک آدھ عالم کی تحریر تو ضرور حاصل کرتے کہ یہ مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ بغیر کسی ادنیٰ رکاوٹ کے حرمین شریفین جانے اور ان علمائے کرام کے روبرو ہونے سے لرزاں و ترساں رہے تو بھیگی بلی بن

کر تھانہ بھون کے حجرے میں بند رہنے اور زمین پکڑ جانے کی آخر اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ چاروں علمائے دیوبند کی کسی عبارت میں ایک بھی اسلامی پہلو نہیں پایا جاتا۔ اسی لیے تو اپنے دارالخلافت میں آرام سے پڑے ہوئے کفر بیزی و کفر ریزی و کفر خیزی کا کاروبار کرتے اور

سیاں بھیتے کو تو اب ڈرکا ہے کا

والا وظیفہ پڑھتے پڑھاتے رہے۔

گویا:

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے

وفا کے بھیس میں بیٹھا تو کوئی بے وفا ہو کر

۱۲۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی کتاب ”الشہاب الثاقب“ میں

گالیوں اور جھوٹے الزامات و بہتانات کے تو خیر سے اگلے پچھلے سارے ہی ریکارڈ توڑ دیے ہوئے ہیں لیکن موصوف نے ایک امتیازی حیثیت یہ بنفس نفیس ضرور حاصل کی کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ کے اکابر کے سرد و ایسی کتابیں گھڑ کر منڈھ دیں، جن کا دنیا میں کہیں وجود ہوا ہی نہیں ہے بلکہ اس میدان میں پوری ترقی کرتے ہوئے ان کتابوں کے مطبع، صفحات اور عبارتیں تک اپنے گاندھی ذہن سے پیدا کر لیں بلکہ اس میدان کی ترقی کے آخری نقطے کو چھوتے ہوئے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بالمقابل ان سے استناد کر کے اس جعل سازی پر افتخار کرتے رہے کیوں کہ دیوبندی قوم کے شیخ الاسلام جو ٹھہرے چنانچہ موصوف کی ایک گھڑنت خود ان کے لفظوں میں ہی ملاحظہ فرمائی جائے:

”جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو ”عالم الغیب والشہادۃ“ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب

marfat.com

Marfat.com

کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا۔ جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے، ورنہ جمیع مخلوقات ”نعوذ باللہ عالم الغیب“ ہے۔“

اب ذرا موصوف کی دوسری گھڑنت بھی ملاحظہ فرمائی جائے۔ کیوں کہ یہی تو اکابر دیوبند کے کمالات ہیں:

”مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں: حضور سید عالم ﷺ کو علم غیب بالواسطہ تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے۔ اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفسی الی الکفر ہے۔ اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ہیر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے“

مفتی سنہیل، اجمل العلماء مولانا محمد اجمل رحمہ اللہ نے ”رد شہاب الثاقب“ کے اندر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۴ء میں صدر دیوبند کی اس جعل سازی اور دیدہ دلیری پر گرفت فرمائی تو علمائے دیوبند آج کے دن تک خاموش ہیں، صرف علامہ شبیر احمد عثمانی کے برادر زادہ، مولوی عامر عثمانی دیوبندی (المتوفی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) نے اتنی تلک بندی ضرور فرمائی تھی جو انہیں کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

”کتاب کے لب ولہجہ سے سخت وحشت زدہ ہونے کے باوجود اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا بھیا تک اور فکر انگیز لگایا ہے۔“

ان کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیئے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں۔۔۔ تاہم یہ

قیاسات ہیں بلکہ محض عقلی تک بندی پر ہیں۔ حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقولی جواب یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طول عمرہ کے ذمہ ہے یا پھر ان مریدین و متوسلین کے ذمے ہے جو بطور پر مولانا کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔ (۱)

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انہیں گم کردہ راہوں میں

اس سے بیشتر حسام الحرمین اور ”الدولة المکیة“ کے منظر عام پر آنے سے بوکھلا کر علمائے دیوبند نے مل جل کر ”سیف النقی“ نامی کتاب تیار کی اور اسے مدرسہ دیوبند سے شائع کیا۔ اس میں علمائے دیوبند نے سر جوڑ کر سات کتابیں اسی طرح گھڑیں اور انہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے اکابر کی جانب منسوب کر دیا۔ کمال دیانت داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کتابوں کے مطابح صفحے اور عبارتیں تک اپنے ذہنوں سے گھڑ کر استناد و افتخار کرنے لگے۔ فاضل بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمہ اللہ کی جعلی مہر بھی گھڑ لی اور اس پہ ۱۳۰۱ھ لکھ دیا۔ حالاں کہ مولانا کا ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں وصال ہو گیا تھا، گویا اپنے وصال کے چار سال بعد مولانا نقی علی بریلوی رحمہ اللہ نے اپنی مہر بنوائی تھی۔ ان حضرات کی ایسی کارگزاریوں کے پیش نظر خالص الاعتقاد کی تمہید، مباح القہار علی کفر الکفار کے اندر ۱۳۲۸ھ میں مولانا سید عبدالرحمن پتھوی رحمہ اللہ کو بریلی شریف سے یہ عام اعلان کرنا پڑا:

”ارے دم ہے کسی تھانوی، در بھنگی، سر بھنگی، سر بھنگی، انبٹھی، دیوبندی، نانوتوی، گنگوہی، امرتسری، دہلوی، جنگلی کو ہی میں کہ ان من گھڑت کتابوں ان کے صفحوں ان کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے۔“ (۲)

اگر ان حضرات کا تقویٰ و طہارت، انصاف و دیانت اور حقانیت و صداقت سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو ایسی شرمناک اور انتہائی گری ہوئی شعبہ بازی کے کبھی نزدیک تک نہ پھٹکتے۔ کیا حقانیت کے علمبردار ایسی خیانتوں کا سہارا لینے پر مجبور ہوتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ علمبرداران حق کے لیے حق و انصاف ہی کافی ہے۔ انہیں ایسے شرمناک راستوں سے ہمیشہ نفرت ہی رہی ہے اور رہے گی۔

۱۳۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے نامور خلیفہ، مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن پر قبلہ حاجی صاحب کو سب سے زیادہ اعتماد تھا کیوں کہ وہ علم و فضل میں اپنی نظیر آپ تھے اور ان کے انوار مکہ مکرمہ میں بھی ظاہر تھے کیا علمائے دیوبند کے بارے میں موصوف کو کسی قسم کا دھوکا دیا جاسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں کے باعث اکابر دیوبند کی تکفیر سے اتفاق کرتے ہوئے تقریظ لکھی جو حسام الحرمین کے اندر چھٹی تقریظ ہے۔ اگر علمائے دیوبند کا کفر یقینی نہ ہوتا تو مولانا موصوف ہرگز تقریظ نہ لکھتے۔

حضرت حاجی صاحب کے دوسرے خلیفہ، مولانا شیخ احمد کی امدادی نے بھی دھوم دھام سے تقریظ لکھی اور کفریہ عبارتوں کے بارے میں حکم شرع بیان فرمایا۔ ان کی تقریظ کے چند جملوں کا ترجمہ:

”حمد و صلوٰۃ“ کے بعد کہتا ہے بندہ ضعیف، اپنے رب لطیف کا امیدوار احمد کی چشتی صابری امدادی کہ میں اس رسالہ پر مطلع ہوا جو چار بیانونوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے مؤید اور ایسی حجّتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دینوں کے دل میں بھالے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا، کافر، فاجر و ہابیوں کی گردن پر۔ اللہ تعالیٰ اس کے

مؤلف کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور اس کا حشر زیر نشان سید الانبیاء ﷺ کرے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ دریائے زخار ہے، صحیح دلیلیں لایا، جن میں کوئی قلت نہیں اور سزاوار ہے کہ اس کے حق میں کہا جائے کہ وہ حق و دین کی مدد کرنے اور بے دینوں سرکشوں کی گردنیں قلع قمع کرنے پر قائم ہے۔ سن لو وہ پرہیزگار، فاضل، ستھرا، کامل، پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم، فخر اکابر، مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں ہے۔ اللہ اس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازی، عمر سے نفع بخشے۔ (آمین) کچھ شک نہیں کہ یہ طائفے صراحۃً دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو ان پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، تو سلطان اسلام پر۔۔۔۔۔ واجب ہے کہ ایسوں کی آلودگی سے زمین کو پاک کرے اور ان کے اقوال و افعال کی قباحتوں سے لوگوں کو بچائے۔ (۱)

مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد یعنی محافظ کتب حرم سید اسماعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے ہاشمی تیور اور امدادی جوہران کی تقریظ کے ہر لفظ سے عیاں ہیں۔ قارئین کرام اس میں سے چند فقروں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”حمد و صلوة کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبٹھوی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے بارے میں شک کرے بلکہ کسی طرح، کسی حال میں

انہیں کافر کہنے میں توقف کرے تو اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں کہ ان میں کوئی دین متین کو پھینکنے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے، جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام و نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ (۱)

فرمان رسالت ”اتَّقُوا اِفْرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ“ کے تحت دیکھا جائے تو علامہ موصوف کی ایمانی فراست قابل رشک اور لائق تحسین تھی۔ کفر یہ عبارتیں اپنی جگہ، لیکن ان مصنفین کو ایسا لکھنے، اپنی عاقبت برباد کرنے اور اپنے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے دین و ایمان کا بیڑہ غرق کرنے کی آخر ضرورت کیا پیش آئی؟ موصوف نے اس ضرورت پیش آنے کا فراست مومنانہ سے یوں جواب دیا:

”مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی (یعنی ایجنٹ) ہیں۔ دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔“ (۲)

کفار کی طاقت ان حضرات سے دوسرا کام کیا لے رہی تھی، یہ بھی موصوف کی زبانی سنئے:

”حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں۔ اور یہ باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے رازدار ہیں۔ اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔“ (۳)

۱۔ حسام الحرمین ص ۱۳۱ ۲۔ حسام الحرمین ص ۱۳۱

۳۔ حسام الحرمین ص ۱۳۳

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں ۱۳۱۷ء سے عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والے اس بطل جلیل علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل آفندی رحمہ اللہ نے جب ۱۳۲۳ء میں پورے سات سال انتظار کرنے کے بعد چودھویں صدی کے آفتاب علم و عرفان کو نگاہوں کے سامنے جلوہ گر پایا تو مجدد برحق کے بارے میں ان کے مقدس قلم نے یوں صفحہ قرطاس پر حقیقت کے موتی بکھیرے:

”میں اللہ عز و جل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا، جو فاضل کامل ہے، منقبتوں اور فخروں والا، اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، حضرت احمد رضا خاں، اللہ بڑے احسان والا، پروردگار اسے سلامت رکھے ان کی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لیے، اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لیے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں، اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق و صحیح ہے۔“ (۱)

مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمہ اللہ کے دوسرے نامور شاگرد مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی لاجواب کتاب ”الدولة المکیة“ کی تقارین کے لیے آپ کی مراجعت کے بعد سب سے بڑھ کر کوشش کی، حالاں کہ موصوف بھی ہندوستان کے رہنے والے تھے۔

انہوں نے اپنی تقریظ کے اندر مبتدعین کا ذکر ان لفظوں میں کیا:

”(حمد و نعت کے بعد میں نے واقفیت حاصل کی ”الدولة المکیة“ کی جو امام، بزرگ، محقق نکتہ رس، سیدی و مولائی، اس زمانے کے مجدد، عبدالمصطفیٰ، ان پر روح و دل فدا ہوں۔ یعنی مولانا احمد رضا خاں، اللہ حنان و منان انہیں سلامت رکھے، کی تالیف ہے۔ تو جو کچھ جھوٹے وہابی، دروغ باف گنگوہی کے قبعین و غیرہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ سردار (اعلیٰ حضرت) اللہ ان کا ذکر بلند کرے وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خالق ارض و سماء و جل جلالہ اور باعث تخلیق کائنات (ﷺ) کا علم مساوی ہے، یہ صریح جھوٹ، بالکل افتراء اور بدترین بہتان ہے۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور ظالموں کا ٹھکانہ بُرا ہے۔ انہیں ملعون اتہامات کو دفع کرنے کے لیے حریم شریفین کے ہمارے سرداروں اور علماء کی تقاریظ لکھی گئیں)۔“ (۱)

یہ ہے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا وہ تحفہ جو انہوں نے حریم شریفین سے اپنے ان متوسلین کے لیے بھیجا یا آپ کے علمی اور روحانی فرزندوں کی جانب سے حضرت حاجی صاحب کے ان متوسلین و قبعین کو عطا فرمایا گیا جو اپنے پیرومرشد کے مسلک سے منہ موڑ کر، حکومت کے ایجنٹ بن کر تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا منحوس مشغلہ، دنیا سنبھالنے کی خاطر اختیار کر بیٹھے تھے، کیا ان حضرات کو کوئی ہندوستانی عالم بھلا علمائے دیوبند کے بارے میں دھوکا دے سکتا تھا؟ کیا علمائے دیوبند کی تصانیف اور عقائد و نظریات ان کے پیش نظر نہیں تھے؟

بہر حال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ متوسلین نے اپنا شرعی فریضہ ادا کیا اور گمراہ گروں کے رد میں انہوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا۔ قبلہ حاجی صاحب نے شاید اسے علمی اختلافات سمجھا ہوگا کہ اپنے ان نام نہاد متوسلین کو سمجھانے کی خاطر فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے ایک تحریر لکھی اور امور مختلفہ کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت کر دی، یہ کتابچہ مکہ مکرمہ سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس آیا کہ اسے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس پہنچا دیا جائے۔ گنگوہی صاحب نے اپنے پیرومرشد کے شرعی فیصلے کا جو احترام کیا، وہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی کی زبانی سنئے اور معاملے کو غیر جانبدار ہو کر سمجھنے کی کوشش کیجئے، انہوں نے لکھا ہے:

”نذر آتش کرنے کی یہ خدمت والدی حضرت خواجہ حسن نظامی کے سپرد ہوئی، جو اس وقت گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد کے ہاں زیر تعلیم تھے۔ لیکن خواجہ صاحب نے جلانے سے پہلے اس کو پڑھا اور جب ان کو وہ کتاب اچھی معلوم ہوئی تو انہوں نے استاد کے حکم کی تعمیل میں آدمی کتابیں تو جلا دیں اور آدمی بچا کر رکھ لیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا گنگوہی سے ملنے آئے اور ان سے پوچھا کہ میں نے کچھ کتابیں تقسیم کرنے کے لیے آپ کے پاس بھیجی تھیں ان کا کیا ہوا؟ مولانا گنگوہی نے اس کا جواب خاموشی سے دیا۔ لیکن کسی حاضر الوقت نے کہا کہ علی حسن (خواجہ حسن نظامی) کو حکم ہوا تھا کہ انہیں جلا دو۔ مولانا تھانوی نے میاں علی حسن سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے کتابیں جلا دیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ استاد کا حکم ماننا ضروری تھا۔ اس لیے میں نے آدمی کتابیں تو جلا دیں اور آدمی میرے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب

بیان کرتے تھے کہ مولانا تھانوی اس سے اتنے خوش ہوئے کہ آم کھا رہے تھے فوراً دو آم اٹھا کر مجھے انعام دیئے۔ (۱)

دیکھو تو دل فریبیء انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

۱۲۔ اسی طرح مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جن سے کتنے ہی دیوبندی علماء نے علمی استفادہ کیا اور جن کے بارے میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی رسوائے زمانہ تصنیف براہین قاطعہ میں لکھا ہے:

”خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔“

اس عبارت میں تو انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے شیخ الہند کہا ہے۔ موصوف نے مکہ مکرمہ سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، حکومت کی جانب سے پایہء حریمین اور قاضی القضاۃ کا عہدہ ملا۔ اسی کتاب میں انبیٹھوی صاحب نے ان کے بارے میں دوسرے مقام میں لکھا ہے:

”یہ اس آخر وقت میں اب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ پر فائق اور بہ اقرار علمائے مکہ اعظم ہیں۔“

۱۳۰۴ھ میں انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ لہذا موصوف کا فیصلہ کسی حالت میں علمائے دیوبند کے متعلق معاندانہ نہیں کہا جاسکتا۔ مولانا کیرانوی کو کسی مرحلے بھی بریلوی نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ وہ ہندوستان میں رہے تو کیرانوی تھے اور حجاز مقدس میں گئے تو مکی ہوئے۔

چنانچہ مولانا کیرانوی مرحوم نے گنگوہی اور انیسٹھوی صاحب کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تقدیس الوکیل پر طویل تقریظ لکھی۔ پہلے تقریظ کے چند ابتدائی جملے ملاحظہ ہوں:

”بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے (راجی رحمت ربہ المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفرلہم الحنان) کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا، جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے، جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے منع کرتا تھا۔ کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علمائے مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح مستدرہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی ہے تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونکلا کھڑا ہوتا ہے“۔ (۱)

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تقریظ میں یہ بھی فرمایا ہے:

”پھر حضرت رشید نے جو نواسے (امام حسین علیہ السلام) کی طرف توجہ کی تھی اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو

کہنیے کا جنم اشمی ٹھہرایا اور اس کے بیان کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ہی ذوق و شوق میں ہو بہت بڑا منکر (برا کام) فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھو کھہا علمائے صالحین اور مشائخ مقبول رب العالمین ان کے نزدیک بُرے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفانہ کر کے اور امکان ذاتی کے اعتبار کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑا نہ رہا اور بڑی کوشش اس میں کہ حضرت (نبی کریم ﷺ) کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک ٹھہرایا۔

پھر اس توجہ ذات اقدس نبوی کی طرف کی اکتفانہ کیا، ذات اقدس الہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں، بلکہ امکان، جھوٹ بولنے کو اللہ تعالیٰ کی بڑی صفت کمال کی فرمائی، ”نعوذ باللہ من هذه الخرافات“۔ میں تو ان امور مذکورہ بالا کو باطن میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے مجہین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کچھ کھلم کھلاتا ہوا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہاں آفریں ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی“۔ (۱)

احقر نے قارئین کرام کی سہولت کے لیے یہ چند حقائق پیش کر دیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات کو ان کی روشنی میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری

پیش نہیں آئے گی۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی کا معاملہ بھی اور ہے۔ اگر احقر کی معروضات سامنے رکھی جائیں تو مولوی حسین احمد ٹانڈی (مصنف شہاب ثاقب) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مصنف المہند) مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی، مصنف توضیح البیان (المتوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (المتوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) مولوی محمد منظور نعمانی، مصنف فیصلہ کن مناظرہ اور فتح بریلوی کا دلکش منظر اور مولوی فردوس علی قصوری وغیرہ حضرات کی دھاندلی اور انصاف دشمنی صاف نظر آنے لگے گی۔ اللہ جل شانہ ابنائے زمانہ کو سچی ہدایت نصیب فرمائے (آمین)

اکابر علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول (جل جلالہ، وعلیہ السلام) کی شان پر حملہ کیا، نازیبا الفاظ لکھے اور شائع کیے، یہ امر دیوبندی حضرات کے نزدیک نہ قابل اعتراض ہے اور نہ اس بارے میں وہ کسی کو ایک لفظ تک کہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اللہ اور رسول کو گالیاں دینے والے ان علماء کے خلاف اگر کوئی بولے تو یہ ایسا جرم ہوگا کہ یہ حضرات کسی مرحلے پر اس سے درگزر کرنے کے روادار نہیں ہو سکتے۔

چونکہ عظمت خداوندی اور ناموس مصطفیٰ کا دفاع کرنے والے علمائے کرام میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ نے مجددانہ صلاحیتوں کے باعث سب سے نمایاں کارنامہ دکھایا، لہذا ان کا یہ ایسا جرم ہے جس کی پاداش میں علمائے دیوبند نے انہیں آج تک سب و شتم کا نشانہ بنایا ہوا ہے، اور اس اللہ کے بندے پر بہتان باندھنا، الزامات عائد کرنا تو ان حضرات کا ایسا محبوب مشغلہ ہو کر رہ گیا ہے جیسے روافض نے سب سے بڑی عبادت حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کرنے کو ٹھہرایا۔

اسی طرح ان حضرات نے تبرا کے لیے مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہ کو چن لیا، جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول (جل جلالہ وعلیہ السلام) کے دشمنوں کے خلاف بولتے

تھے۔ جب علمائے دیوبند اپنے کفریات کی اشاعت سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کی تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کیا تھا حالاں کہ:

نہ وہ کفر کرتے، نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

اسی حق دشمنی اور اکابر پرستی کے نشے میں چکنا چور ہو کر آج کل مولوی ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر گکھڑوی دیوبندی کچھ زیادہ ہی اچھل کود رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ موصوف دوسروں سے کچھ زیادہ ہی پی بیٹھے ہیں۔ آنجناب کی علمائے اہلسنت اور خصوصاً اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ پر الزامات و بہتانات کی دھواں دھار بمباری دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو اپنے سابقہ مصنفین و مناظرین کے بھی کان کترتے جا رہے ہیں۔ اگر موصوف اپنی تصانیف میں ناجائز حملے نہ کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی تھی خواہ مخواہ انہیں مخاطب کرتے لیکن گکھڑوی صاحب کی لن ترانیاں نظر انداز کرنے کے قابل نہیں، مثلاً انہوں نے اپنی مخصوص ترنگ میں کس ٹھاٹ باٹ سے لکھا ہے:

”مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب کا مزاج نہایت جذباتی اور طبیعت بے حد غلو پسند اور متعصبانہ تھی۔ ان کی عبارات میں اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے۔ اپنے مخالفین اور خصوصاً علماء دیوبند کی تکفیر میں جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہے۔ عالم تو درکنار دنیا کا کوئی شریف انسان بھی اس کو اختیار نہیں کر سکتا کہ ان کی مراد اور نیت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب از خود تراشے اور بزور کشید کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگائے اور پھر ان کی تکفیر نہ کرنے والوں بلکہ شک کرنے والوں کو بھی کافر قرار دے۔“

حالاں کہ اکابر علماء دیوبند چلا چلا کر کہتے ہیں لکھتے ہیں کہ جو مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو مراد تم لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں اور نہ ہم اسے

صحیح سمجھتے ہیں بلکہ ہم اس کو کفر سمجھتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کا تقاضا تو یہی تھا کہ خان صاحب اس کے بعد ان کی تکفیر سے باز آ جاتے اور علمائے دیوبند سے معافی مانگ لیتے کہ میں نے غلط سمجھا تھا۔ اور میں اب اپنے سابق غلط فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں۔ لیکن خان صاحب نے مرتے دم تک اپنی ضد نہیں چھوڑی اور اکابر علمائے دیوبند کی ناروا تکفیر سے باز نہیں آئے۔ ان کی چند عبارات ملاحظہ کریں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ (حسام الحرمین ۱۳۱، فتاویٰ افریقہ ۱۰۹) (۱)

گکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف کی مذکورہ بالا دھاندلی اور شعبدہ بازی کے پیش نظر ہمیں احقاق حق اور ابطال باطل کا پورا حق حاصل ہو گیا ہے۔ ہم قارئین کرام کے سامنے چند حقائق پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑیں گے اور مصنف کی طرح تحکم اور سینہ زوری سے قطعاً کام نہیں لیں گے۔ چنانچہ:

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

اولاً: مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے حرمین طہیین کے پاکیزہ کلمات اور اعزاز و اکرام کے الفاظ فتاویٰ الحرمین، حسام الحرمین، الدولة المکیة، الاجازات المتینہ اور کفل الفقیہ وغیرہ کتب

درسائل میں موجود ہیں۔ جن کی ایمان افروز خارجیت و نجدیت سوز جھنکار شرق سے غرب اور عجم سے عرب تک گونج رہے ہیں اگر اس کے خلاف کوئی کواخو شیخ نجدی کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کائیں کائیں کرتا پھرے تو مسلمان ایسے بے ذوق کہاں جو زاغ و بوم کی دلخراش آوازوں پر کان دھرتے رہیں۔

ثانیاً: علمائے دیوبند نے کفریہ عبارتیں لکھیں، سالہا سال تک شائع کرتے رہے، علمائے اہل سنت کی جانب سے متواتر مواخذہ ہوتا رہا، اعلیٰ حضرت بھی مدتوں انہیں سمجھاتے اور رد شائع کرتے رہے۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے کفریات پر مصر ہیں، نہ ان عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو دکھانے پر قادر نہ ان سے رجوع کرنے پر آمادہ تو مسلمانوں کو ان کے کفر میں ملوث ہونے سے بچانے کی خاطر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ یہ علمائے دیوبند کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے باعث عبارات اکابر کے مصنف کو چودھویں صدی کے مجدد اور اسلام کا بطل جلیل بھی ایک شریف انسان نظر نہیں آتا۔ بہر حال یہ اپنی اپنی نظر اور پسند کا معاملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مبتدعین زمانہ کی اس جماعت میں اللہ و رسول (جل جلالہ و علیہ السلام) کو گالیاں دینا، انہیں فخریہ شائع کرنا، پھر انہیں اپنی ساختہ توحید کے دودھ کی ملائی بتانا ہی بزرگی کی سند اور شرافت کا معیار ہو کر رہ گیا ہے، ایسے حضرات کو کفریات سے روکنے، اپنی اور دوسروں کی عاقبت برباد کرنے سے باز رہنے کی تلقین کرنے والے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھلا یہ لوگ کس طرح شریف انسان تسلیم کر سکتے ہیں؟ علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول کو کھل کر اپنی تصانیف میں گالیاں دیں اور مرتے دم تک نہ وہ عبارتیں بدلیں، نہ ان سے توبہ کی۔ عبارات اکابر کے مصنف کی اصطلاح میں یہ بات شرافت کے معیار سے ذرا بھی گری ہوئی نہیں ہے بلکہ بزرگی کی سند ہے۔ ہاں قابل اعتراض ان کی نظر میں یہ امر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان کے ”ارباباً من دون اللہ“ کے خلاف ایک لفظ بھی کیوں

کہا؟ جرم ہے تو یہ ہے۔ افسوس!

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی، یار الٹا

کاش! یہ حضرات تھوڑی دیر کے لیے دیوبندیت اور بریلویت کی تفریق سے بالا
تر ہو کر این و آں کی محبت و نفرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، صرف اللہ جل شانہ کے
بندے اور نبی آخر الزمان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی بن کر ان کفریہ عبارتوں کو بغور
پڑھیں، انصاف کی میزان پر تولیں تو صاف نظر آئے گا کہ:

وفا کے بھیس میں بیٹھے ہیں پانچوں بے وفا ہو کر

ثالثاً: مصنف کا یہ کہنا کہ: اکابر دیوبند چلا چلا کر کہتے اور لکھتے رہے ہیں کہ جو
مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو تم مراد لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں۔

گلکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف سے کہیے کہ وہ عبارتیں اردو زبان
کی ہیں کوئی لاطینی یا عبرانی زبان نہیں جن کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ ہر پڑھا لکھا انسان
ان عبارتوں کا مفہوم آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ بریں وہ پہیلیاں یا بھارتیں بھی نہیں ہیں
کہ گتھیاں سلجھانی پڑیں گی۔ بلکہ ان عبارات کے وہی مفہوم و مطالب لیے جاسکیں گے جو
عبارات کے الفاظ سے نکل سکتے ہیں۔ اگر کوئی آم سے انگور مراد لے یا کوا کھائے اور کبوتر
بتائے تو ایسی کر توت کسی عاقل کے نزدیک کب قابل قبول ہے؟ ایسی مراد کوئی چلا چلا کر
بتائے یا روپیٹ کر نامراد ہی رہے گا۔ اگر ان علمائے دیوبند کا مقصد کفر کی نشر و اشاعت نہیں
تھا تو ان عبارتوں میں رد و بدل کر کے ایسی بنا لیتے کہ کفریہ معافی کا شائبہ بھی نہ پایا جاتا، اس
طرح سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ لیکن انہوں نے مرتے دم تک ایسا نہیں کیا۔ آخر اتنے بڑے
اختلاف کو چند لفظوں کی تبدیلی کر کے ختم کر دینے میں نقصان کیا تھا؟ اس کے بعد اگر

مواخذہ کرنے والے باز نہ آتے تو ہر سمجھ دار شخص یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ معترضین کی نیت میں کھوٹ ہے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ لیکن جب ان مصنفین نے مرتے وقت تک ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا اور ساری عمر اس اختلاف کی آگ کو ہوا دینے میں ہی مصروف رہے تو کون یہ سمجھنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ ان حضرات کا مشن ہی کافر گری ہو کر رہ گیا تھا۔

دابعاً: مصنف عبارات اکابر کا لکھنا کہ فلاں صورت حال کے بعد خان صاحب بریلوی کو چاہیے تھا کہ علمائے دیوبند سے معافی مانگ لیتے اور اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے۔

گکھڑوی صاحب! اپنے اونچی چوٹی کے مصنف صاحب کو بتا دیجئے کہ سرکار! اگر آج بھی آپ اپنے اکابر کی کفریہ عبارتوں کو اسلامی ثابت کر دیں تو اختر شاہ جہانپوری وعدہ کرتا ہے کہ وہ اخبارات و رسائل میں یہ اعلان شائع کروادے گا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اعلیٰ حضرت مجدد ملت حاضرہ سے غلطی واقع ہو گئی ہے۔ اس کے برعکس اگر مصنف صاحب اپنی ساری برادری کے تعاون سے بھی ان عبارتوں کو اسلامی ثابت نہ کر سکیں تو اپنے گنگوہی، نانوتوی، انیسٹھوی، اور تھانوی "ارہاباً من دُون اللہ" کو مرتد مان کر مسلمان ہونا پڑے گا۔ اگر یہ منظور ہے اور مصنف صاحب ایسی تحریر دینے کے لیے تیار ہیں تو جلد از جلد بسم اللہ کریں اور مکتبہ حامد یہ گنج بخش روڈ لاہور کی معرفت ٹھنڈے دل و دماغ سے، افہام و تفہیم کی خاطر تحریری گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے مصنف صاحب کے سارے جوہر کھل جائیں گے۔ حق و باطل میزان تحقیق و انصاف پر تل جائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عبارات اکابر کے مصنف کا منہ کب اور کیسے کھلتا ہے؟ گکھڑوی صاحب!

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار!

اعداء سے کہہ دو خیمہ منائیں نہ شر کریں

marfat.com

Marfat.com

خامساً: گلکھڑوی صاحب! ذرا عبارات اکابر کی مذکورہ بالا عبارت پھر

ملاحظہ فرمائیے، خط کشیدہ عبارت موصوف نے مجموعہ فتاویٰ حسام الحرمین ص ۱۳۱ اور فتاویٰ افریقہ ص ۱۰۹ سے نقل کر کے اسے امام رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بتایا ہے۔

جناب والا! ذرا حسام الحرمین اور فتاویٰ افریقہ کی مذکورہ عبارت کو ایک مرتبہ اور

دیکھ لیجئے اگر یہ عبارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے علمائے مکہ مکرمہ سے

محافظ کتب حرم، اسلام کے بطل جلیل، سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ کے ان

لفظوں کا ترجمہ ہو۔ جن کے ذریعے موصوف نے اکابر دیوبند کی کفریہ عبارتوں کے بارے

میں حکم شرع بیان فرمایا تھا، تو اپنے قبیلے کے مصنف کو اس علمی خیانت کی داد تو دے دیتا، جو

اہل حق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور ذرا نہیں شرماتے، نہ

ارشاد خداوندی ”لعنة الله على الكاذبين“ کو ذرا بھی خاطر میں لاتے ہیں۔ کیوں

گلکھڑوی صاحب! کیا ایسا دروغ گو از روئے شرع مردود الشہادۃ اور ناقابل اعتبار نہیں

ہوتا؟ کیا حق و باطل کا فیصلہ کرنا ایسے ہی فنکاروں اور شعبہ بازوں کا کام ہوتا ہے؟

سادساً: علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نعرۂ شیراز سے معلوم

نہیں سو منات نجد کے ہر دیو کا بند بند کیوں کانپ اٹھتا ہے؟ کیوں ان کی عبارتوں تک کو

دوسروں کے سرمند ہونے کا فراڈ کیا جاتا ہے؟ حالانکہ کہ علامہ موصوف تو حاجی امداد اللہ

مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فرزند تھے۔ علمائے دیوبند کو چاہیے تھا کہ ان کے فیصلے کو خوف خدا

اور شرم نبی کے باعث نہ سہی کم از کم قبلہ حاجی صاحب ہی کی وجہ سے تسلیم کر لیتے۔ خدا ہی

بہتر جانتا ہے کہ علمائے دیوبند کے سامنے وہ کونسی مصلحت تھی جو انہیں حق کو قبول کرنے سے

باز رکھے ہوئے تھی اور ان کی مردانگی صرف یہی رہ گئی تھی کہ عمر بھر حق کو باطل اور باطل کو حق

بتاتے رہیں:

کہنے کو ان سے کہہ رہا ہوں حال دل مگر

ڈر ہے کہ شان ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

marfat.com

Marfat.com

سابعاً: مصنف صاحب تاثر دے رہے ہیں کہ اللہ و رسول (جل جلالہ و
 یرحمہ) کو گالیاں دینے والے مذکورہ چاروں اکابر دیوبند کو صرف چند بریلوی علماء ہی کافر
 سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک اکثر علمائے اہل سنت ان کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ توقف کرنے
 والے تو بے شمار ہیں۔ لکھنؤوی صاحب! ذرا مصنف عبارات اکابر کے عقل کے ناخن تو
 لیجئے۔ علمائے پاک و ہند کی تصدیقات پر مشتمل یہ رسالہ انصوارم الہندیہ آپ کے سامنے
 ہے۔ کیا یہ دواڑ سٹھ (۲۶۸) علمائے کرام محض چند ہیں؟ حالاں کہ ہم اس تعداد کو بفضلہ تعالیٰ
 کئی گنا بڑھا بھی سکتے ہیں۔ لیکن ہماری فہرست کے علماء مصنف کی نظر میں چند ہوں
 گے۔ اس کے بالمقابل مصنف صاحب تکفیر نہ کرنے والے بیشتر علماء اور توقف کرنے
 والے بے شمار علمائے اہلسنت کی فہرستیں بھی دکھائیں تاکہ قارئین کرام بھی دیکھ لیں کہ
 واقعی یہ صرف چند ہیں اور مصنف کے پیش کردہ بیشتر اور بے شمار ہیں۔ دیکھتے ہیں ایسی
 فہرستیں کب تک منظر عام پر آتی ہیں۔

مصنف صاحب نے اپنی دوسری تصنیف میں مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ
 (المتوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کو لٹکارتے ہوئے کیسی جو انمردی دکھائی ہے کہ پیش خویش اپنے
 اکابر کا سارا قرضہ چکا دیا۔ آسمان میں تھکلی لگا دی۔ ان کی ایٹمی عبارت کے تیر تو ملاحظہ
 ہوں:

”مفتی صاحب نے دیوبندی مظلوموں پر کفر و ارتداد کا ظالمانہ نشر چلاتے
 ہوئے بے دھڑک علمائے عرب و عجم کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ بھی مفتی
 صاحب کی انتہائی خیانت ہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ انگریز کے زمانے
 میں ایک خاص مصلحت کے پیش نظر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی
 نے اکابر علمائے دیوبند کی عبارات کو قطع و برید کر کے علمائے حجاز سے ان کے
 خلاف فتوے لیا تھا۔ اور حسام الحرمین کے نام سے وہ شائع کیا تھا۔ لیکن

جب اکابر علمائے دیوبند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور شام و فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفیس کی اور اکابر علمائے دیوبند کو پکا مسلمان اور سنی مسلمان کہا اور ان اکابر کے عقائد اور علمائے حرمین وغیرہ کے فتویٰ کتاب ”المہند علی المہند“ میں مذکور ہیں۔ جو ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ سے مسلسل کئی بار طبع ہوئی اور اب صرف اردو میں عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد مقامات سے وہ کتابچہ شائع ہو چکا ہے اور اس کے حرمین اور عرب وغیرہ ممالک کے کسی معتبر عالم نے دیوبندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر مفتی صاحب میں دم ختم ہے تو اس کے بعد کے علمائے حرمین اور عرب کے ”المہند علی المہند“ کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتاتے اور اب بھی ہمت ہے تو بتا دیں۔ (۱)

لکھنوی صاحب! آپ نے مصنف باب جنت کے بلند بانگ دعا وے ملاحظہ فرمائے۔ ڈیگیں اور لن ترانیاں سنیں۔ یہ فقیر محض احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر اپنے رب قدیر اور اس کے حبیب بشیر و نذیر (ﷺ) کی تائید و اعانت کے بھروسے پر میدان تحقیق میں قدم رکھتا اور یہ کہتے ہوئے اپنے رہوار قلم کو اذن خرام دیتا ہوں:

ہاں چاہتے ہیں کہنا اپنی لے میں ہم بھی
نغمہ نواز رکھ دے اب ساز لن ترانی

گکھڑوی صاحب! آپ ذرا مصنف باب جنت کو بتا دیجئے کہ اے ساتھی! ابرہہ کے ہاتھی وہ دیکھتے خدائی فوج ظفر موج کا ایک ابا نیل (اختر شاہجہانپوری) آیات محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کی تین کنکریاں لے کر عین آنجناب معلی القاب کی نجدی چندیاپ پر منڈھلا رہا ہے۔ اب حضور والا بھی ”کعصف ماکول“ ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اولا: مصنف صاحب! علمائے دیوبند ہی نے تو غیر اسلامی روش اختیار کر کے اللہ و رسول (جل جلالہ و یدہ) کو گالیاں دیں، بڑے اہتمام سے شائع کیں، علمائے اہل سنت کے سمجھانے بجھانے کے باوجود نہ ان میں ترمیم کر کے اسلامی عبارتیں بنانا گوارا کیا، نہ ان سے توبہ کی۔ اس پر علمائے عرب و عجم نے مسلمانوں کو خبردار کرنے کی غرض سے مشتہر کیا کہ فلاں فلاں حضرات ایمان سوز راہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ مصنف صاحب! مسلمانوں کو خبردار کرنے والے علماء نے تو اپنا فریضہ ادا کیا تھا۔ لیکن کیا اللہ و رسول (جل جلالہ و یدہ) کو گالیاں دینا اور انہیں شائع کرنا علمائے دیوبند کا اسلامی فریضہ تھا؟ کیا عظمت خداوندی اور ناموس مصطفوی پر حملہ کرنا ان حضرات کا پیدائشی حق تھا؟ علمائے اہل سنت کا معاملہ تو بعد میں شامل ہو گا پہلے فریقین کا تعین تو ہونے دیجئے۔ اس تصادم کا فریق اول علمائے دیوبند ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول (جل جلالہ و یدہ) کی شان پر ناپاک حملے کئے۔ فریق ثانی اللہ اور رسول ہیں، جن پر حملہ ہوا۔ کیا مصنف صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ فریقین میں سے کس کو ظالم سمجھتے ہیں؟

اگلا مرحلہ حامیوں اور طرفداروں کا ہے۔ اکثر علمائے کرام نے اللہ اور رسول (جل جلالہ و یدہ) کے حامی بن کر حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا اپنا اسلامی اور ایمانی فریضہ شمار کیا اور اس فرض کے ادا کرنے میں اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائے جب کہ بعض وہ بھی صاحبان جبہ و دستار تھے جنہوں نے عظمت خداوندی اور ناموس مصطفوی کو نظر انداز

کرتے ہوئے اللہ اور رسول (جل جلالہ وعلیہ السلام) کے دشمنوں، حملہ آوروں کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ اس قصے کو صرف علمائے دیوبند اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کا ٹکراؤ قرار دینا محض ایک مغالطہ ہے کیوں کہ یہ اس ایسے کا ایک حصہ تو ضرور ہے لیکن اس تصادم کی بنیاد تو یہی ہے کہ اکابر علمائے دیوبند نے عظمت خداوندی اور شان مصطفوی پر حملہ کیا تھا اور جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے اس ظالمانہ اور غیر اسلامی روش سے ایک انچ نہیں ہٹے۔ اسی کے پیش نظر علمائے عرب و عجم نے ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

اسی حقیقت کو اگر مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ نوک قلم پر لے آئے تو انہوں نے کوئی خیانت کا مظاہرہ کر دیا؟ مفتی صاحب یا کسی سنی عالم کو علمائے دیوبند پر ظالمانہ نشتر چلانے کی نہ اس سے پہلے کوئی ضرورت تھی نہ آج ہے جب کہ علمائے دیوبند نے مدت ہوئی کہ کفر وارداد کے کڑوے پیالے خود ہی برضا و رغبت پی لیے تھے۔ ویسے چند روزہ زندگی کے آرام و راحت کی خاطر انہیں اپنی آخری زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہیے تھا۔

ثانیاً: مصنف صاحب اس عبارت کے ذریعے یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ امام احمد رضا خاں بریلوی نے گویا حکومت کے ایما پر علمائے دیوبند کی تکفیر کا فریضہ ادا کیا تھا۔ حالانکہ یہ مصنف کا ایسا الزام ہے جس کی صحت پر وہ اپنی ساری زندگی میں ایک دلیل بھی قائم نہیں کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچوں حضرات کی تکفیر محض ان کی کفریہ عبارات کے باعث ہوئی تھی۔ مصنف صاحب خواہ مخواہ اس میں سیاسی رنگ بھرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس تکفیر میں حکومت کا معمولی سا اشارہ بھی ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہرگز تکفیر نہ کی جاتی۔ اس تکفیر نے تو حکومت کو اتنا نقصان پہنچایا کہ شاید ۱۸۵۷ء کے بعد کی پوری نوے سالہ تاریخ میں اسے اتنا نقصان سب مل کر بھی نہ پہنچا سکے ہوں کہ اس کی پراسرار شطرنج کے مہرے مات ہو گئے۔ اس کے وہ خود کاشتہ بڑے بڑے پودے جو تناور ہو چکے تھے انہیں بریلی کے ایک مرد حق آگاہ نے جڑ سے اکھاڑ کر

پھینک دیا۔ اس کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو عالمی سطح پر ننگا کر دیا گیا۔

ثالثاً: ہو سکتا ہے کہ مصنف صاحب اس بات پر چین بجیں ہوں کہ اکابر علمائے دیوبند کو مرزا غلام احمد قادیانی کی برٹش گورنمنٹ کے ایجنٹ کیوں کہہ دیا گیا۔ ممکن ہے کہ وہابی حضرات کے شبانہ روز پروپیگنڈے کے باعث بعض قارئین بھی ہمارے بیان سے اتفاق نہ کریں۔ ایسے جملہ حضرات کی خدمت میں ہم خود علمائے دیوبند کی تصانیف سے چند عبارتیں پیش کر کے قارئین کرام ہی سے فیصلہ چاہیں گے۔ علمائے دیوبند کی مشترکہ کوششوں سے مرتب کردہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی رام کہانی میں ایک واقعہ متعلقہ ۱۸۵۷ء میں یوں مرقوم ہے:

”ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے اور بندو قچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پر جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جانثاری کے لیے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کے جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لیے جم غفیر بندو قچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں، چنانچہ آپ (گنگوہی صاحب) پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔“ (۱)

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف باب جنت سے پوچھتے تو سہی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے آباؤ اجداد حریت پسندوں سے مقابلہ کر رہے تھے یا مصنف کے ”ارباباً من دون اللہ“ یہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں سے لڑنے والا اور سرکار پر جان قربان کرنے والا گروہ کن افراد پر مشتمل تھا؟ ذرا ملک و ملت کے ان پراسرار باغیوں، جعفر بنگال و صادق دکن کے جانشینوں کے نام تو بتائیے؟

رہزنوں اور رہبروں کو غور سے پہچان کر
مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

گکھڑوی صاحب! مصنف کے خانہ ساز امام ربانی یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں موصوف کے سوانح نگار مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی کا یہ بیان کتنا فیصلہ کن اور ایسا واضح ہے، انہوں نے بقلم خود لکھا ہے:

”جیسا کہ آپ حضرات (گنگوہی صاحب اینڈ اکیڈمی) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیت خیر خواہ ہی ثابت رہے“۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! آپ نے مصنف کے ”ارباباً من دون اللہ“ کا حال تو ملاحظہ فرمائیا ہے، گئے ہاتھوں مصنف صاحب سے پوچھ لیجئے کہ حضور والا! انگریز جیسے اسلام کے ازلی دشمنوں، مسلمانوں کے بدخواہوں کو کون سے غدران ملک و ملت اپنی مہربان سرکار کہہ رہے تھے؟ وہ کون سے لصوص دین اور ذیاب فی ثياب تھے۔ جو برٹش گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بن کر رہے؟ ان بد بختوں کے نام کیا ہیں جو تازیت برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ثابت قدم رہے تھے۔

اگر اب بھی کوئی کسرباتی رہ گئی ہو تو مصنف صاحب کو سرکار گنگوہیت مآب کا اپنے متعلق یہ ذاتی بیان بھی سنا دیجئے:

”جب میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا اور اگر مارا گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔“ (۱)

گکھڑوی صاحب! کیسے واشگاف الفاظ میں گنگوہی صاحب نے یہ وضاحت فرمادی تھی کہ میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں۔ اس کے باوجود اگر آپ کے سامنے کوئی انہیں برٹش گورنمنٹ کا مخالف بتائے تو اسے ”لعنة الله على الكاذبين“ سنا دینا۔ آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بارے میں دیوبندی حضرات کا نقطہ ملاحظہ ہو:

”جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔“ (۲)

گکھڑوی صاحب! بے ذوق لوگوں کا تو ذکر ہی کیا۔ کسی صاحب ذوق سے پوچھنا کہ کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ اپنی رحم دل گورنمنٹ کے لفظوں میں جو معافی کا سمندر پوشیدہ ہے آخر اس کا لحاظ رکھتے ہوئے انگریز بہادر کے ان پجاریوں کو کم از کم برٹش گورنمنٹ کا مخالف کہتے ہوئے کچھ تو شرم آجانی چاہیے؟ مسلمانوں کو تو انگریزوں نے اپنے ظلم و جور کی چکی میں پس کر رکھا تھا۔ کمپنی سراج الدولہ اور نیپو سلطان کی قاتل سہی لیکن جعفر و صادق کی ڈگر پر چلنے والوں کے لیے تو رحم دل گورنمنٹ ہی تھی۔ اور ان کے لیے اس ظالم کمپنی کا زمانہ امن و عافیت کا زمانہ تھا۔

کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی صاحب کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! ان لوگوں سے پوچھئے تو سہی کہ اگر آپ کے تھانوی صاحب کو حکومت کے وظیفے کا علم نہ ہوتا تو دوران ملفوظات یہ کیسے فرما دیا تھا کہ ہماری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کو نہایت راحت و آرام سے رکھا جائیگا، اس لیے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔ علاوہ بریں اگر نذرانے اور دیگر عنایات سے تھانوی صاحب بے خبر ہوتے تو کفر یہ عبارت ہی کیوں لکھتے اور سہوا اگر یہ لفظ صادر ہو گئے ہوتے تو ہرگز کفر پر قائم رہنے کا عزم بالجزم نہ کرتے۔ لہذا موصوف کے معتقدین کو ڈنکے کی چوٹ پر بتا دیجئے کہ آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا کو برٹش گورنمنٹ کی عنایات و وظائف کا پورا پورا علم تھا۔ اور انگریزی عہد کا وہ انتہائی المناک ڈرامہ حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب بن کر ہی کھیل رہے تھے اور حکومت کے گن گار رہے تھے: کیوں کہ:

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کاٹا نکل گئی

علمائے دیوبند کے مذکورہ بالا اجلاس میں مشہور دیوبندی عالم اور جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولوی حفظ الرحمن سیوہاروی (المتوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے تبلیغی جماعت کے بانی، مولوی محمد الیاس کاندھلوی (المتوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء) کے بارے میں علی رؤوس الاشہاد ایک المناک انکشاف اور بھی کیا تھا۔

جو مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

”اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا، پھر بند ہو گیا“۔ (۱)

موجودہ دیوبندی علماء کہا کرتے ہیں کہ مانا ہمارے اکثر اکابر نے قیام پاکستان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگادیا تھا۔ اپنی تمام تر صلاحیتیں بت پرستوں کے قدموں پر نچھاور کر رکھی تھیں۔ بت پرست نوازی کا ہمارے اکابر نے بین الاقوامی ریکارڈ بھی قائم کر دکھایا تھا۔ لیکن ہمارے دو چار ایسے عالم بھی تو ہیں جنہوں نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ علامہ عثمانی نے جمعیۃ الاسلام اسی غرض سے قائم کی تھی۔ ہمیں بھی اس امر کا اعتراف ہے کہ واقعی چند دیوبندی علماء نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ لیکن کیوں حصہ لیا؟ اپنے سارے بت پرست نواز ٹولے کو چھوڑ کر چند مولوی کیوں قیام پاکستان کے حامی بنے؟ اس کا جواب مولوی حفظ الرحمن سیوہاری نے مذکورہ اجلاس میں اکثر علمائے دیوبند کے سامنے علامہ شبیر عثمانی کو یوں دیا تھا اور وہ قطعاً تردید نہ کر سکے:

”مولانا حفظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیۃ العلماء کے سلسلے میں دہلی آئے اور حکیم دلبر حسن صاحب کے یہاں قیام کیا۔ جن کی نسبت عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ مولانا آزاد سبحانی صاحب اسی قیام کے

دوران میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ آف انڈیا کے ایک مسلمان اعلیٰ عہدیدار سے ملے، جن کا نام بھی قدرے شبہ کے ساتھ بتلایا گیا اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیتہ العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لیے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد ملے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لیے دے گی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کر سکتے ہیں۔“ (۱)

گلکھڑوی صاحب! اب تو بابِ جنت کے مصنف پر دیوبندیت کے سارے طبق روشن ہو گئے ہونگے۔ سرِ دست انہیں یہ بھی بتا دیجئے کہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے مقصد کے علماء کی کھیپ دہلی کالج سے مولوی مملوک علی نانوتوی (المتوفی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء کی سرکردگی میں تیار کروائی تھی۔ حکومت کی مشینری کے ان پرزوں میں سے جو ڈھل کر تیار ہو جاتا اسے حکومت جہاں چاہتی فٹ کر دیا کرتی تھی جب ان میں سے چند حضرات سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو انہوں نے علی نژدہ کالج کی طرح دہلی کالج کی دوسری شاخ مدرسہ دیوبند کے نام سے قائم کر دی۔ تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ اس مدرسہ کے بانیوں میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) اور حاجی عابد حسین کے علاوہ دیوبندی حضرات کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن (المتوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۹۰ء) کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (المتوفی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۳ء) بھی تھے۔ یہ پہلے بریلی کالج میں مدرس تھے۔ اس کے بعد ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہوئے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر مدرسہ دیوبند کے قیام کی تجویز میں شامل ہو گئے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمن صاحب کا شمار بھی مدرسے کے بانیوں اور چلانے والوں میں ہے۔ یہ بریلی میں انسپکٹر مدارس تھے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر بانیان مدرسہ میں شامل ہو گئے۔ مدرسہ دیوبند کے سب سے پہلے صدر مدرس، مولوی مملوک علی نانوتوی کے صاحبزادے، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (المتوفی ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء) مقرر ہوئے تھے۔ شروع میں موصوف اجمیر کالج میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بنارس، بریلی اور سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہونے والے حضرات کو اہالیان ملک ان دنوں کالے پادری کہا کرتے تھے۔ (۱)

جب برٹش گورنمنٹ نے اپنے تربیت یافتہ افراد سے مدرسہ دیوبند قائم کروالیا تو کچھ عرصہ بعد اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعے خفیہ معائنہ کروایا، تاکہ جائزہ لیا جائے کہ جس مقصد کی خاطر یہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ آیا وہ مقصد اس کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے یا نہیں چنانچہ معائنہ کرنے والے مسٹر پامر کی یہ کہانی محمد ایوب قادری کی زبانی سنئے:

”اس مدرسہ نے یونانیوں کی ترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسکی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنے کی چند سطور درج ذیل ہیں: جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں، بلکہ مدد و معاون سرکار ہے۔ یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں۔ کوئی فن ضروری ایسا نہیں

جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو۔ صاحب! مسلمانوں کے لیے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں۔“ (۱)

گکھڑوی صاحب! باب جنت کے مصنف کو اب تو سمجھا دیجئے کہ جو مدرسہ کالے پادریوں نے قائم کیا، جس کے بارے میں خود انگریزوں نے اعتراف کیا کہ یہ مدرسہ ممدومعاون سرکار ہے جس کے اکابر نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی بھرپور حمایت کی، اپنی تمام ہمدردیاں ایسٹ انڈیا کمپنی سے وابستہ رکھیں بلکہ انگریز کی حمایت میں حریت پسندوں سے برسر پیکار بھی ہوئے۔ جو اپنے آپ کو سرکار کا وفادار کہتے اور منواتے رہے، جو خود اعلان کرتے رہے کہ اگر ہماری حکومت ہو جائے تو ہم انگریزوں کو نہایت آرام و راحت سے رکھیں گے کیوں کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے؟ جو انگریزوں سے ہزاروں روپیہ سالانہ بطور نذرانہ وصول کرتے رہے اور اس کے بدلے میں تخریب دین و افتراق بین المسلمین کا ظالمانہ کھیل کھیلتے رہے۔ ایسے لصوص دین اور دشمنان ملک و ملت کا محاسبہ کرنے والا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۳ء) کی طرح اپنے دور میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ اسلامیان ہند کے اس عظیم محسن یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت اور مبتدعین زمانہ سے عقیدت رکھنا ایسی ہی تو ہے جیسے کوئی سلطان ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ کو ملک و ملت کے غدار اور جعفر بنگال و صادق دکن کو مسلمانان ہند و پاک کے محسن و خیر خواہ بتاتا پھرے۔

گکھڑوی صاحب! ساتھ ہی مصنف باب جنت سے یہ بھی تو پوچھ لیجئے کہ رہنماؤں کو راہزن اور راہزنوں کو رہنما بتانا باب جنت ہے یا باب جہنم؟

دابعاً: مصنف باب جنت نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ:

”مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علماء دیوبند کی عبارات کو قطع و برید کر کے علماء حجاز سے ان کے خلاف فتویٰ لیا تھا۔“

گکھڑوی صاحب! ذرا اس تمیں مار خاں مصنف کو بتا دیجئے کہ مجدد مائتہ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عبارتیں ہی پیش نہیں کی تھیں بلکہ مبتدعین کی متعلقہ کتابیں بھی پیش کی تھیں۔ بلکہ براہین قاطعہ کے متعدد نسخے تو وہاں ۱۳۰۴ھ اور خصوصاً ۱۳۰۸ھ سے موجود تھے۔ جب کہ تقدیس الوکیل پر تقاریظ لکھی گئی تھیں۔ علاوہ برائیں علمائے حریم شریفین فاضل بریلوی سے نا آشنا نہیں تھے۔ اکثر حضرات آپ کے علمی کارناموں سے آگاہ تھے اور جب ۱۳۱۷ھ میں علمائے حریم طہیین نے آپ کے رسالہ فتاویٰ الحرمین برہنہ ندوۃ المیین پر تقاریظ لکھیں تو اس وقت سے آپ کے علمی تبحر اور درجہ امامت کے باعث ان میں سے متعدد حضرات آپ کے شیدائی اور زیارت کے لیے سراپا اشتیاق ہوئے بیٹھے تھے۔

اگر بالفرض یہ کچھ بھی نہ ہوتا تو بقول مصنف صاحب جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع و برید کر کے علمائے حریم شریفین کی خدمت میں پیش کرنی شروع کی تھیں اور علمائے مکہ مکرمہ ان پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھ رہے تھے، اکابر علمائے دیوبند اور خود انہی ٹھوی کی گردن تیغ تکفیر سے کٹ رہی تھی، اس وقت خود انہی ٹھوی صاحب بھی تو بنفس نفیس مکہ مکرمہ میں موجود تھے انہیں کونسا سانپ سونگھ گیا تھا کہ علمائے مکہ مکرمہ اور مجدد مائتہ حاضرہ کو منہ دکھانے کی ایک مرتبہ بھی جرأت نہ کر سکے۔ گکھڑوی صاحب! علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع و برید تو بقول مصنف صاحب اعلیٰ حضرت کریں اور چوروں کی طرح منہ انہی ٹھوی صاحب چھپائیں۔ خدا لگتی کہنا کہ نتیجہ کیا سامنے آتا ہے؟

جناب والا! اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نے ذرا بھی قطع و برید سے کام لیا ہوتا تو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اس سے بہتر موقعہ اور کب مل سکتا تھا؟ وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قطع و برید کو ظاہر کر کے پوری قوم دیوبندی کا قرضہ تنہا چکا کر رکھ دیتے کیوں کہ ایسی حالت میں علمائے مکہ مکرمہ کی نگاہوں میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک کوڑی کے نہ رہتے۔ بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں واپس آ کر کسی اہل علم کو منہ نہ دکھا سکتے۔ لیکن صورت حال اس کے برعکس سامنے آئی تھی کہ انبیٹھوی صاحب ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کو راتوں رات مکہ معظمہ سے ایسے بھاگے کہ جدہ پہنچ کر دم لیا۔ جیسا کہ قاضی مکہ و سابق مفتی احناف، شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی سے واضح ہے۔ بہر حال! انبیٹھوی صاحب تو مکہ معظمہ سے اس طرح بھاگ آئے جیسے اذان کی آواز سن کر ابلیس علیہ اللعنة دم دبا کر بھاگتا ہے حالاں کہ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے درمیان یون جلوه افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں۔ شاید مصنف صاحب کے نزدیک حق کا یہی خاصا ہوگا کہ وہ باطل کے سامنے آنے سے منہ چھپائے اور موقع ملے تو راہ فرار اختیار کر جائے؟ کیا ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا“ کا مفہوم یہی ہے؟

خامساً: مصنف صاحب نے لکھا ہے، جب اکابر علمائے دیوبند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفریں کی۔

گکھڑوی صاحب! مصنف باب جنت کی اس ”جب“ پر شیطان بھی بیساختہ جھوٹے لگا ہوگا۔ گویا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر جب علمائے مکہ معظمہ تقاریظ لکھ رہے تھے اس وقت وہاں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی تو تھے ہی نہیں بلکہ انبیٹھ سے

کوئی چھلاوا گیا ہوا تھا اسے کہتے ہیں:

چہ ولا وراست دزدے کہ بکف چراغ دارد

شاید عارف روم، حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہے:

چوں قلم در دست غدارے بود

لا جرم منصور بر دارے بود

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف کی عقل کے ناخن تو لیجئے کہ جس مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو رہا تھا، وہاں تو صفائی میں ایک لفظ تک کہنے بلکہ رو برو ہونے کی جرأت بھی نہ ہوئی، کیوں کہ ان صریح کفریات میں لب کشائی کی گنجائش ہی کہاں ہے؟ وہاں سے دم دکھا کر بھاگ آئے۔ گھر میں رہ کر سال ڈیڑھ سال کی سر جوڑی سے غیر متعلقہ سوالات بنائے۔ اپنے مذہب اور اپنے اکابر کی تقاریر کے خلاف، اہلسنت سے ملتے جلتے جواب لکھے۔ سوالات و جوابات کا یہ غیر متعلقہ پلندہ دوسروں کے ہاتھوں غیر متعلقہ علماء تک پہنچایا۔ بھلا اس غیر متعلقہ شعبہ بازی کا حسام الحرمین پر کیا اثر پڑا؟ تصدیق کرنے والے کون سے مکی یا مدنی عالم نے یہ لکھ دیا کہ ہمیں مولوی احمد رضا خاں نے دھوکا دیا تھا ان میں سے کسی نے یہ کہا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر کی ہم سے غلطی ہو گئی۔ وہ کافر و مرتد نہیں بلکہ سنی مسلمان ہیں؟ اگر کسی ایک عالم نے بھی ایسا نہیں کہا تو مصنف باب جنت کس خوشی میں غبارے کی طرح پھولتے اور جامہء شرافت سے باہر نکلتے جا رہے ہیں؟

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف باب جنت سے یہ مطالبہ تو کیجئے کہ علمائے حرمین کے المہند میں وہ الفاظ تو دکھائیے جن کے ذریعے انہوں نے فاضل بریلوی پر صد نفریں کی؟ اگر وہ ایسی عبارتیں نہ دکھاسکیں مرتے دم تک نہیں دکھاسکیں گے تو ان سے کہیے

marfat.com

Marfat.com

کہ بندہ خدا حق کی مخالفت سے باز آ جانا چاہیے، کیونکہ ان کی بھلائی اسی میں ہے۔ خواہ مخواہ کسی کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت برباد کر لینا۔ ابدی عذاب خریدنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

سادس: مصنف نے باب جنت میں لکھا ہے کہ:- اس (المہند) کے بعد

حرین اور عرب وغیرہ تک کے کسی معتبر عالم نے دیوبندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر ہے مفتی صاحب میں دم تو اس کے علماء عرب کے دو چار فتوے وہ ہمیں دکھا دیں۔۔۔۔ مفتی صاحب کا فریضہ تھا کہ علمائے حرین اور عرب کی المہند علی المہند کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتاتے اور اب بھی ہمت ہے تو بتا دیں۔

لکھنوی صاحب! ذرا مصنف صاحب سے یہ تو پوچھئے کہ المہند کا حسام الحرمین پر کیا اثر ہوتا ہے؟ کیا مصنف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ المہند نے حسام الحرمین کی تقریظوں کو منسوخ کر دیا، یا بے اثر بنا دیا ہے؟ اگر ثابت نہیں کیا اور ہم ڈنگے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ وہ اپنی باقی ساری زندگی میں بھی یہ چیز ثابت نہیں کر سکیں گے۔ تو کس خوشی میں المہند جیسے مجموعہ تلبیسات کا درمیان میں فخر یہ ذکر کر رہے ہو اور ایسی رسوائے زمانہ تصنیف کا نام لیتے ہوئے شرماتے تک نہیں؟ جب حسام الحرمین کی تقریظیں چمک دمک کے ساتھ موجود ہیں۔ آج تک ان میں ادنیٰ کوئی شرعی کوتاہی ثابت نہیں کی جاسکی، تو ان کی موجودگی میں علمائے حرین مزید فتوے کس لیے جاری کرتے؟

اگر مصنف صاحب کا یہ خیال ہے کہ المہند کی طباعت کے بعد علمائے حرین شریفین نے اللہ رسول (جل جلالہ وعلیہ السلام) کو گالیاں دینے والے ان علمائے دیوبند کو کافر کہنا چھوڑ دیا تھا اور مصنف کے نزدیک ایسی کوئی عبارت نہیں دکھائی جاسکتی جس میں علمائے حرین نے اکابر دیوبند کو کافر کہا ہو، اگر یہی مراد ہے تو مصنف کا ن کھول کر سن لیں کہ بفضلہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت میں یہ دم خم موجود ہے اور رہے گا۔

لکھنوی صاحب! لگے ہاتھوں مصنف سے پوچھ لیجئے کہ اگر آپ کو المہند کی طباعت کے بعد کی دو چار عبارتیں یا دو چار ایسے فتوے دکھا دیے جائیں تو آپ عظمت خداوندی اور شان مصطفوی پر حملہ کرنے والے علمائے دیوبند کی حمایت سے دستبردار ہونے اور اسلام قبول کر لینے کا وعدہ کرتے ہیں اگر مصنف صاحب تحریری طور پر ایسا وعدہ کر لیں تو ہم ان کے اس مبارک ارادے کو دیکھ کر مطلوبہ توقع سے زیادہ عبارتیں اور فتوے بھی دکھانے کے لیے تیار ہیں۔ دیکھئے اب اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

دیکھئے اس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبد نیلو فری رنگ بدلتا ہے کیا

سابعاً: اگر علمائے حریم شریفین کے سامنے علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں قطع و برید کر کے پیش کی گئی تھیں اور انہوں نے بغیر تحقیق کیے آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھ دیں کہ واقعی فلاں فلاں حضرت کافر و مرتد ہیں۔ تو اس صورت میں علمائے حریم کے تقویٰ و طہارت اور ان کے فتوؤں کی کیا قیمت رہ جاتی ہے؟ آخر ان مقدس ہستیوں کو کس خوشی میں علمائے دیوبند پر قیاس کیا جا رہا ہے؟ کیا وہ حضرات دیانت اور رسم المفتی سے اتنے بے خبر تھے کہ تکفیر جیسے نازک مرحلے پر بھی کسی ایک نے تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی۔

مصنف صاحب! آخر ایک روز آپ نے بھی مرنا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر بھی ہونا ہے۔ وہاں اگر ان حضرات نے آپ کو گریبان سے پکڑا اور بارگاہ رب العالمین سے انصاف کے طلب گار ہوئے تو وہاں بھی سب کی آنکھوں میں دھول جھوٹلنے والا کوئی شعبہ ایجاد فرماتا ہے یا نہیں؟

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

marfat.com

Marfat.com

ثامناً: مجدد ملتِ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں المستند المستند کے اندر مذکورہ پانچوں حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ ۱۳۲۳ھ میں علمائے حریم شریفین نے آپ کے مقدس فتوے کی تائید کرتے ہوئے تقاریظ لکھیں اور انیسٹھوی صاحب کی موجودگی میں تصدیق و تائید کا شرعی فرض ادا کیا۔ اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں قطع و برید سے کام لیا گیا تھا تو مذکورہ تقاریظ کے بعد انیسٹھوی صاحب بائیس ۲۲ سال زندہ رہ کر ۱۳۴۵ھ میں فوت ہوئے اور انتالیس ۳۹ سال زندہ رہ کر تھانوی صاحب ملک عدم کو سدھارے تھے، اتنے عرصے میں علمائے حریم کے سامنے جا کر وہ قطع و برید ظاہر کر کے حسام الحرمین کے خلاف ان سے کوئی تحریر کیوں حاصل نہ کی؟ ہر صاحب عقل و دانش یہی کہے گا کہ اگر ذرا بھی سچے ہوتے تو ان کے سامنے جا کر وضاحت کرتے اور اپنے موافق تحریر حاصل کرنے سے کبھی نہ ٹلتے، کیوں لگھڑوی صاحب! کیا خیال ہے؟

ثاسعاً: چلے حریم شریفین تک نہ سہی، اپنے ملک میں محمدی کچھار کے شیر، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے سامنے کم از کم ایک مرتبہ آنے کی جرأت تو کرتے، میدانِ مناظرہ میں آ کر ظاہر تو کرتے کہ کوئی قطع و برید کی گئی تھی، بقول مصنف تحریف تو قاضی بریلوی کریں اور ساری عمر منہ انیسٹھوی اور تھانوی صاحبان چھپائیں۔

لگھڑوی صاحب! اگر انصاف سے کام لیا جائے تو صورت حال بالکل واضح ہے یا نہیں؟

مولوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی ڈرامہ:

عبارات اکابر کے مصنف نے مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارت متعلقہ حفظ الایمان کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لیے اس کے لفظ ”ایسا“ کے اسیر اللغات جلد دوم ۳۰۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھا ہے:

”لفظ ”ایسا“ سے اس قسم کا یا اس قدر یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اس کے پیش نظر حضرت تھانوی کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے اور انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی“۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! ذرا عبارات اکابر کے مصنف کو بتا دیجئے کہ جناب والا کی اس تحقیق انیق کے مطابق تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت یوں ہو جائے گی:

”اگر اس سے مراد بعض غیب ہے تو اس قسم کا علم غیب یا اس قدر علم غیب یا اتنا علم غیب تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔“

گکھڑوی صاحب! ذرا بانکے مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آپ کے نزدیک جو بعض غیب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اگر اسی قسم کا یا اسی قدر یا اتنا علم غیب ہر بچے پاگل اور جانور کے لیے ماننا بھی کفر نہیں ہے۔ تو بندہ خدا! اتنا ہی بتا دیا جائے کہ آپ کے نزدیک کفر کون سے جانور کا نام ہے:

سورواسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

عبارات اکابر کے مصنف نے اپنی اس توجیہ سے تھانوی صاحب کو پیش خویش کفر کے سمندر میں ڈوبنے سے بچالیا ہے۔

اس سلسلہ میں اگر ہم کچھ عرض کریں گے تو دیوبندی نقار خانے میں طوطی کی آواز بھلا کون سنے گا؟ ان حضرات نے تو اپنے علماء کو ”اریاباً من دون اللہ“ بنا کر اپنے اوپر اس طرح مسلط کیا ہوا ہے کہ ان کے خلاف قرآن و حدیث کے فیصلے بھی قابل تسلیم نہیں رہتے۔ ان حالات میں اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ انہیں دیوبندی سپریم کورٹ کی بھول بھلیاں میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اسی لفظ ”ایسا“ کے بارے میں سابق صدر دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے:-

”اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟“ (۱)

گنگوڑی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف نے بتایا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو اگر ”اتنا“ کے معنی میں لیا جائے تو تھانوی صاحب کی عبارت بے غبار ہو جاتی ہے اور اس میں توہین رسالت کا شائبہ بھی نہیں رہتا لیکن جناب ٹانڈوی صاحب نے بتایا ہے کہ لفظ ”ایسا“ کو ”اتنا“ کے معنی میں شمار کرنا توہین شان رسالت ہے۔ دریں حالات صدر دیوبند کے فیصلے کی رو سے تھانوی صاحب کے ساتھ عبارات اکابر کا مصنف بھی شاتم رسول ہوا یا نہیں؟ ساتھ ہی ٹانڈوی صاحب نے یہ توجیہ کرنے والوں کے لیے جہالت کا سرٹیفکیٹ بھیجا ہے، اسے سنبھال کر رکھنا چاہیے بوقت ضرورت کام آئے گا۔

دوسرا ڈرامہ: مدرسہ دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات، مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کے بے غبار ثابت کرنے کی غرض سے اسی لفظ ”ایسا“ کے بارے میں دوسری توجیہ کی ہے:

”اگر تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اسی پر موقوف ہے کہ لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لیے ہو۔ حالاں کہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ (۱)

اسی لفظ پر اپنی تحقیق کے دریا بہاتے ہوئے مولوی محمد منظور سنبھلی ایڈیٹر الفرقان لکھنؤ نے لکھا ہے:

”حفظ الایمان کی اس عبارت میں ”ایسا“ تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں ہے۔“ (۲)

در بھنگی اور سنبھلی صاحبان کی تحقیق یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ کیوں کہ تشبیہ کی صورت میں ان کے نزدیک عبارت توہین شان رسالت کی آئینہ دار ہوتی اور کفریہ قرار پاتی اب ان دونوں کے خلاف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے:

”اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ ”ایسا“ کلمہ تشبیہ کا ہے۔“ (۳)

گکھڑوی صاحب! اب ذرا عبارات اکابر کے مصنف سے پوچھئے کہ سرکار! اگر جناب کے صدر دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو سچا سمجھا جائے تو تھانوی صاحب کے ساتھ در بھنگی اور سنبھلی صاحب بھی شاتم رسول قرار پاتے ہیں۔ اگر در بھنگی اور

فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۳۴

۲۔

توضیح البیان ص ۱۳

۱۔

الشہاب الثاقب ص ۱۰۳

۳۔

سنبھلی صاحبان کی تو جیہات کو درست قرار دیا جائے تو جناب تھانوی صاحب کے ساتھ ٹانڈوی صاحب بھی کفر کے سمندر سے نہیں نکلتے تھانوی صاحب کا کفر تو جوں کا توں رہا، کوئی بھی کروٹ بدلے وہ کفر کے سمندر سے نہیں نکلتے عبارات اکابر کے مصنف کو چاہیے کہ ازراہ ہمدردی تھانوی صاحب کے ان حمایتی حضرات کی اس جوتم پیزار کا کوئی شرعی فیصلہ تو کر کے دکھائیں کیوں کہ یہ تھانوی صاحب کو بچانے کے شوق میں مصنف کی طرح اور گہرے ڈوبے ہیں۔ اللہ اور رسول جل جلالہ و ین علیہ السلام کے دشنامیوں کی حمایت یہی رنگ نہ لاتی تو اور کیا ہوتا؟ اسلام تو اب بھی آپ حضرات سے پکار پکار کر یہی کہ رہا ہے:

بمتر گانِ سیہ کر دی ہزاراں رختہ در دینم
بیا کز چشمِ بمارت ہزاراں درد برچینم

تیسرا ڈرامہ: مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے عبارت حفظ الایمان کی

صفائی میں تیسری توجیہ یہ پیش کی ہے:

”اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم مغیبات میں تشبیہ مقصود ہو کیوں کہ خود تھانوی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم لازمہ نبوت بتما مہا آپ کو حاصل تھے۔“ (۱)

اسی سلسلے میں مولوی مرتضیٰ حسن در بھٹلی نے یوں اپنی تحقیق کا دریا بہایا ہے:

”حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ین علیہ السلام کو علم غیب عطا ئے الہی حاصل ہے۔“ (۲)

مولوی محمد منظور نعمانی سنبھلی نے تھانوی صاحب کی بگڑی بنانے کی یوں کوشش کی ہے:

”تمام کائنات، حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی مطلق بعض علوم کا علم حاصل

ہے اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا اہم جزو ہے“۔ (۱)

ٹانڈوی، در بھنگی اور سنبھلی صاحبان اس توجیہ میں متفق و متحد ہیں۔ تینوں ہی سرور کون و مکاں میں سنبھلی کے لیے مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول تسلیم کر رہے ہیں، حتیٰ کہ نباتات و جمادات تک کے لیے مان رہے ہیں۔ اب آئیے مناظرہ مونگیر کی روئداد مسماۃ نصرت آسمانی کی طرف اور تھانوی صاحب کے مذکورہ تینوں حامیوں کو دیوبندی حضرات کے امام اہلسنت، مولوی عبدالشکور لکھنوی کی توپ کے سامنے کھڑا کیجئے۔ لکھنوی صاحب نے عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں ان تینوں حمایتی حضرات پر یوں دھواں دھار بمباری کی ہے:

”جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا ﷺ کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں، لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی“۔ (۲)

لکھنوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف سے مطالبہ تو کیجئے کہ وہ ہمت کر کے تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت کو خود ان کے حامیوں کی تاویلات و توجیہات کے پیش نظر بے غبار اور بے داغ ثابت کر کے تو دکھائیں:

”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين“۔

بندۂ خدا! (جب نہ ساری عمر میں تھانوی صاحب اسے اسلامی عبارت ثابت کر سکے اور نہ کوئی ان کا کوئی حمایتی اور وکیل، بلکہ جو بھی حمایتی بن کر اس میں کودا اس نے بھی بالواسطہ تھانوی صاحب کی تکفیر ہی کی ہے۔ دریں حالات ہم کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے مصنف عبارات اکابر کو یہ خیر خواہانہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیوبندیت کی کفر ریز کفر بیزو کفر خیز فضا سے باہر نکل کر دائرہ اسلام میں آجائیں کیوں کہ دارین کی اسی میں بھلائی ہے۔ اپنے استادوں اور پیروں کی حمایت میں اللہ اور رسول (جل جلالہ وعلیہ السلام) کی دشمنی مول لے کر اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت برباد کر لینا آخر کہاں کی دانشمندی ہے:

من آنچہ شرط بلاغ ست باتومی گویم
تو خواہ از خنم پند گیر و خواہ ملال

عبارات اکابر کے مصنف نے اپنے اکابر علمائے دیوبند کی جانب سے صفائی پیش کرتے ہوئے مجدد مائے حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ مضحکہ خیز الزام بھی عائد کیا ہے۔

(۱) انہوں نے (علمائے دیوبند) نے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی اور نہ ان کے وہم میں بھی اس کا خیال گزرا ہے مگر خانصاحب بلا وجہ ان کو کافر بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ (۱)

(۲) مگر خانصاحب کا مشن ہی ان کو کافر بنانے کا تھا۔ (۲)

(۳) حالاں کہ شرعاً اور اخلاقاً ان کا فریضہ تھا کہ اپنے اس ناروا فتوے سے رجوع کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ ان کا مشن ہی یہ تھا کہ دیگر اکابر علمائے دیوبند سمیت حضرت تھانوی کو بہر قیمت کافر بنانا ہے۔ (۳)

گلکھڑوی صاحب! تینوں عبارتیں آپ بھی بغور ملاحظہ فرمالیجئے۔ آخر عبارات اکابر کے مصنف صاحب اتنے جاہل تو ہرگز نہیں ہوں گے کہ وہ ”بنانے“ اور ”بتانے“ کا فرق نہ جانتے ہوں۔ یقیناً جانتے ہوں گے لہذا ان کی مذکورہ تینوں عبارتوں کا ماہر حاصل یہی تو ہوا۔ کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کافر تو ضرور ہو گئے تھے لیکن انہیں کافر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے بنایا تھا کیوں کہ وہ انہیں کافر بنانے پر تلے ہوئے تھے۔

گلکھڑوی صاحب! جہاں تک پہلی شق یعنی اکابر علمائے دیوبند کے راہ کفر اختیار کرنے کا تعلق ہے تو اس امر کی تصدیق تو علمائے عرب و عجم نے اسی وقت کر دی تھی۔ رہی دوسری شق کہ انہیں کافر فلاں نے بنایا تھا۔ تو اس سلسلے میں یقیناً ہمیں کم از کم آج تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے پاس بلا کر کہا ہو کہ آپ کافر بن جائیں یا ان کے پاس جا کر ایسا کہا ہو یا کسی شخص کے ذریعے انہیں ایسی ترغیب دی ہو۔

بات اصل میں یہ تھی کہ کافر انہیں انگریز نے بنایا۔ انگریز کے نذرانوں اور وظیفوں نے بنایا، ان کی حرص و ہوس اور پیٹ پرستی نے بنایا اور عاقبت فروشی نے بنایا۔ ہاں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ بتایا تھا کہ فلاں فلاں پانچ حضرات اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے باہر لے گئے ہیں، مدتوں انہیں سمجھا سمجھا کر دیکھ لیا۔ تحریر و تقریر کے میدانوں میں ان عبارتوں کو کفریہ ثابت کر دیا، اس کے باوجود وہ رجوع کرنے، تائب ہونے اور اپنی کفریہ عبارتوں کو بدلنے پر آمادہ نہیں ہوتے، لہذا مسلمان ان پانچ سے کنارہ کش رہیں۔ انہیں پیشوانہ بنا بیٹھیں، کیوں کہ اب وہ رہنمائی کے بھیس میں رہزنی کر رہے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں سمجھا کر دیکھ لیا تھا۔ فیصلہ ہفت مسئلہ لکھ کر بھیجا تو اسے نذر آتش کرنے کا ایٹمی حکم گنگوہی سرکار سے صادر ہو گیا۔ سارے ملک کے علمائے کرام نے ان حضرات کی کفریہ عبارتوں پر شدید احتجاج کیا۔ رد و تردید اور بحث و تمحیص کا بازار گرم ہوا۔ حتیٰ

کہ ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کرنا پڑا۔ ان حالات میں سوچنا پڑتا ہے اگر ان حضرات کی نیت میں کھوٹ نہیں تھی اور کفر کی اشاعت مد نظر نہ تھی، رہنمائی کے پردے میں رہزنی کرنا نہیں جانتے تھے تو ان عبارتوں کو تبدیل کر کے اسلامی بنا لینے میں آخر نقصان کیا تھا؟ یہ کتاب الہی کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا مجاز کوئی نہیں۔ بظاہر یہ حضرات ان عبارتوں کو تبدیل کرنے سے کسی طرح مجبور بھی نہیں تھے۔ نہ ایسا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی نہ کوئی قانونی رکاوٹ لیکن پورے ملک کے سامنے یہ چند اینگلو انڈین علماء اکڑ گئے، برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی کے باعث دماغ آسمان پر تھا کہ کسی کی مانتے ہی نہیں تھے۔ آخر یہ المیہ ہمیشہ کے لئے ایک درد سر بن گیا۔ چند مولویوں کی دین فروشی نے مدرسہ دیوبند سے ایک نئے فرقے کو جنم دے دیا۔ اور اس فتنے کا برطانوی پودا نشوونما پاتا ہوا پروان چڑھ گیا یہاں تک کہ ایک تناور درخت کی شکل میں آج پورے ملک میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ عبارات اکابر کے مصنف نے عبارت حفظ الایمان کے تحت یوں دل کھول کر بھول بھلیاں کی سیر کے مزے بھی لوٹے ہیں:

”خان صاحب کا پہلے تو یہ فریضہ تھا کہ تکفیر جیسے سنگین قدم اٹھانے سے پہلے حضرت تھانوی صاحب سے ان کی مراد دریافت کر لیتے، اگر ان کی مراد سے توہین کا ادنیٰ سا احتمال بھی نکلتا تو بلاشبہ ان کی تکفیر کرتے بلکہ یوں کہتے کہ تھانوی ڈبل کافر ہے اور دوسرے درجے پر ان کا یہ فریضہ تھا کہ جب حضرت تھانوی نے اپنی مراد بیان کر دی اور اس پہلو اور اس مطلب و مراد کو کفر کہا جس کو لے کر خان صاحب ان کی بلا وجہ تکفیر کر رہے ہیں تو خان صاحب کے لیے مناسب تھا کہ وہ اپنے اس ظالمانہ فتوے سے رجوع کرتے اور اخبارات و اشتہارات میں اسے شائع کرتے کہ میں نے تھانوی صاحب کی عبارت سے جو مراد سمجھی ہے، تھانوی صاحب خود بھی

اسے کفر کہہ رہے ہیں۔ اس لیے میں اپنے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اور
تھانوی صاحب اور ان کے معتقدین سے معافی کا خواستگار ہوں۔“ (۱)

گلکھڑوی صاحب! مصنف عبارات اکابر تو تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے
ہیں۔ جناب ہی انہیں سمجھا دیں کہ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ قدس
سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں المستند المستند کے اندر برٹش گورنمنٹ کی شطرنج کے پانچ بڑے
بڑے اور پراسرار مہروں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ اس وقت حفظ الایمان کی عبارت
منظر عام پر آئے پورا ایک سال، گنگوہی صاحب کے فتویٰ کذب وقوعی کو پورے بارہ
سال، براہین قاطعہ کو سولہ سال اور تحذیر الناس کو تیس سال ہو چکے تھے۔ اس دوران میں
فریقین کے ترجمان بن کر سینکڑوں کتب و رسائل اور اشتہارات منظر عام پر آئے۔ یہاں
تک کہ بریلی شریف سے ساری کفریہ عبارتوں کا ایک مجموعی رد شائع ہوا۔ اس سے بیس
سوالات کا انتخاب کر کے ایک وفد کے ذریعے تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے کہ ان
کا بقلم خود جواب دیجئے۔ تھانوی صاحب یوں گویا ہوئے:

”ایک نہ، ہزار نہ معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے
اساتذہ بھی جاہل ہیں جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت
کرو۔ طبیب کا کام نسخہ دینا ہے، یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھڑی رکھ
دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں سب کو داخل کر لو۔ میں جو کچھ کہہ چکا
ہوں کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دیجئے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف
کیجئے، آپ جیتے میں ہارا“۔ (۲)

۱۔ عبارات اکابر ص ۲۱۹

۲۔ وقعات السان ص ۶۷ مطبوعہ لاہور

جب موصوف نے یوں جان چھڑائی، تحریری جواب نہ دیئے تو وہی سوالات ان کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے۔ تھانوی صاحب نے رجسٹری واپس کر دی۔ تیسری مرتبہ رسالہ ظفر الدین الجید (۱۳۲۳ھ) کی صورت میں پیش کیے، لیکن مصنف کے حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کا منہ (تھا) نہ کھلا چوتھی مرتبہ رسالہ بطش غیب (۱۳۲۳ھ) کے ذریعے تھانوی صاحب اور سارے دیوبندی قبیلے سے جواب مانگا۔ لیکن وہی یا مظہر العجائب، جواب مع مجیب غائب۔

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آنجناب کے تھانوی صاحب سے کچھ گویا تھا یا نہیں؟ کیا ایسے عالم آشکار میں مصنف صاحب کو ایک مولوی کہلاتے ہوئے ایسا سفید جھوٹ زیب دیتا ہے؟ جب تھانوی صاحب اشاروں کنایوں میں کہہ رہے تھے کہ میری عبارت کو صریح کفر بھی ثابت کر دیجئے تو بھی اس کفر سے نہیں ہٹوں گا۔ ”لکم دینکم ولی دین“ یہاں چھ سو روپے ماہوار بھلا کفر کے سمندر سے اب نکلنے دیتے ہیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے مختلف تصانیف میں ان حضرات کے متعدد کفریات واضح کیے لیکن تکفیر نہیں کی۔ کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے کہ شاید عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو نکل آئے کیوں کہ کلام کا کفر ہونا اور بات ہے لیکن قائل کو کافر قرار دے دینا آخری مرحلہ ہے۔ آپ نے ان شرعی احتیاط و مراعات کو پورے طور پر ملحوظ رکھا جن کا پورا پورا لحاظ رکھنا ایسے اہم ترین اور نازک مواقع پر انتہائی ناگزیر ہوتا ہے۔ کاش! وہابی حضرات بھی اسلام کے اس بطیل جلیل سے سبق سیکھتے کہ ادھر کوئی مسلمان یا رسول اللہ (ﷺ) کا نعرہ لگاتا ہے اور فوراً یہ مہربان شرک کی توپ داغ دیتے ہیں۔ ایک منٹ کی مہلت بھی تو دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جب کوئی مسلمان سرور کون و مکاں (ﷺ) کو بے طائے الہی مشکل کشا، دافع البلاء، نور خدا اور علم ماکان و مایکون کہتا ہے تو بوکھلا کر یہ صاحبان کفر

کا ایٹم بم دے مارتے ہیں۔ کلمہ گوئی کا ذرا لحاظ نہیں کرتے، حق و باطل کا فرق قطعاً روا نہیں رکھتے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ۱۳۰۹ھ میں رسالہ ”سبحان السبوح“ پہلی بار شائع ہوا۔ اس میں گنگوہی صاحب اور قائلین امکان کذب پر اٹھتر وجہ سے الزام کفر ثابت کیا، لیکن تکفیر نہیں کی۔ ۱۳۰۶ھ میں رسالہ ”الکوکبة الشهائية“ شائع ہوا۔ جس میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء) کے ستر کفریات گنائے لیکن تکفیر سے اجتناب ہی کیا۔ اس حقیقت کو خود مجدد مائتہ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

”مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے ”المعتمد المستند“ چھپی، اب عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔ یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افتراء ہی رو نہیں کرتیں بلکہ صراحتاً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا، جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو لیا جس میں اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی“۔ (۱)

کہ آخر یہ بندہ خدا ہی تو ہے، جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے ”لا الہ الا اللہ“ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے، یہ بندہ خدا وہی تو ہے، جو خود ان دشنامیوں کی نسبت، جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی۔ اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشا للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، رنجش ہو گئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوئی؟ حاشا للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا رسول (جل جلالہ و ین علیہ السلام) ہے۔ جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول (جل جلالہ و ین علیہ السلام) کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔ غایت احتیاط سے کام لیا۔ حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا۔ مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور مستکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین دشنام دہی رب العالمین، و سید المرسلین ﷺ آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی نصرت تحسین سن چکے کہ:

”مر، شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر، جو ایسے کے معذب و کافر

ہونے میں شک کرے خود کافر ہے اپنا اور اپنے دینی بھائیوں، عوام اہل

اسلام کا ایمان بچاؤ ضرور تھا، لا جرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ وذلک جزاء

الظالمین“۔ (۱)

لکھنؤی صاحب! حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت کی جو مبارک تحریر، ایمان افروز کفر سوز تقریر ابھی ملاحظہ فرمائی۔ ۱۳۲۶ھ کی ہے۔ ۱۳۲۹ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ نے تھانوی صاحب تک یہ مکتوب گرامی پہنچایا:

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ ونُصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الهدی۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے۔ اب حسب معاہدہ و قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنادیں اور وہ دستخطی پر چہ اسی وقت فریق مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدکنے کی گنجائش نہ رہے۔

معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے! اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ میں تو ہیں یا نہیں! یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے، لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جاں افروز دو شنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے۔ آپ ذرا قبول کی تحریر اپنی مہر دستخطی روانہ کر دیں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔۔۔ اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم کو طے کر لیں۔ اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا؟ عاقل بالغ مستطیع غیر محذرہ کو توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آ سکتے تو وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیے؟ تو یہی لکھ دیجئے اتنا تو حسب

marfat.com

Marfat.com

جب تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اشاعت کے دس سال بعد چودرتی بسط البنان گھر میں بیٹھ کر لکھی اور وہ منظر عام پر آئی تو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی نے وقعات السنان کے ذریعے طائفہ بھر کا وہ منہ بند کیا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۶۲ھ تک نہ تھانوی صاحب سے ان کے ایک سو بیس سوالوں کا جواب ہو سکا اور نہ آج تک ان کے کسی حمایتی سے۔ آپ نے مسئلہ علم غیب پر بسط البنانی زیر کی کو ادخال السنان کے ذریعے زندہ درگور کیا۔ وقعات السنان کے آخر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تھانوی صاحب سے یوں فرمایا تھا:

”اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے، جن کی ابتداء ہم خود کریں ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ آپ نے ان سب سوالات کا جدا جدا معقول جواب لکھ دیا، جس میں نہ اڑان گھائی ہو نہ نمبر کترانا، نہ مکابرہ ڈھٹائی، نہ دھوکے دے کے عوام کو چندانا، تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ حفظ الایمان پر تکفیر غلط تھی اور اگر آپ ایمانا سمجھ لیں کہ الزام لا جواب ہے تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا ہے آپ مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں آپ کی کچھ بھی نہ ہوگی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت بڑھ جائے گی۔“ (۱)

لکھنؤی صاحب! پوچھئے تو سہی اب مصنف صاحب سے کہ علمائے اہل سنت اور خصوصاً مجدد ملت حاضریہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ نے تمام محبت کرنے میں کیا کسر کوئی اٹھا رکھی تھی؟ اس کے برعکس کیا ان کفریہ عبارتوں کے مصنفین نے ایک قدم بھی ایمانی راستے کی طرف بڑھایا؟ جب کہ نہ عبارتیں تبدیل کیں، نہ ان سے توبہ کی، نہ کبھی میدان

میں آکر انہیں اسلامی ثابت کرنے کی ایک مرتبہ بھی جرأت ہوئی۔ نہ مواخذوں کا جواب بقلم خود دیا، بلکہ علمائے اہلسنت کو گالیاں دینے، کٹ جتنی کرنے، مناظروں کا راگ الاپنے کے لیے چیلے چائے رکھ چھوڑے تھے اور بس۔

ان تمام حقائق کے باوجود اگر مصنف صاحب کی رٹ یہی ہے کہ تو بھی نہ مانوں، تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجدد ملتِ حاضرہ قدس سرہ نے پانچ حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ ان میں سے قادیانی دجال کے بارے میں موجودہ حکومت پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے فیصلے کی تائید و تصدیق کر دی ہے۔ اگر مصنف صاحب کسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں تو اپنے چاروں اکابر کا معاملہ بھی حکومت کے سپرد کر دیں۔ فریقین کے دلائل کی روشنی میں نتیجہ سامنے آجائے گا۔

الصوارم الہندیہ کے نام سے یہ مقدس مجموعہ پہلی بار شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علیخان پبلی بھیتی لکھنؤی رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ سے منظر عام پر آیا تھا۔ خوش قسمت اور لائق تحسین ہیں مولانا ابوالعطائے چشتی صاحب جو اس ہوش رو باگرانی کے دور میں اسے دوبارہ منظر عام پر لا رہے ہیں۔

”اللهم ارنا الحق حقاً و الباطل باطلا و الحقنى بالصالحين زينا
تقبل منا انك انت السميع العليم۔ و تب علينا انك انت التواب
الرحيم۔ و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا و مولانا محمد و على
اله و صحبہ اجمعين“

خاکبائے علماء

عبدالحکیم خاں اختر مجددی۔ مظہری، شاہجہانپوری
دار المصنفین لاہور

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ء / ۲۱ مئی ۱۹۷۵ء

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

خلاصہ استفتاء

سلام ہماری طرف سے مکہ معظمہ کے عالموں اور مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر آپ کی جناب میں عرض یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر وحی کا ادعا کیا پھر لکھ دیا کہ اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا، پھر اپنے کو بہت انبیاء علیہم السلام سے افضل بتانا شروع کیا اور کہا ابن مریم کے ذکر چھوڑ واس سے بہتر غلام احمد ہے۔ اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام وہ معجزے مسریم سے دکھاتے تھے میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھاتا اور لکھا پہلے چار سو انبیاء کی پشتگوٹیاں جھوٹی ہو چکی ہیں اور سب سے زیادہ جس کی پیش گوئیاں جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ ہیں علیہ السلام اور تصریح کر دی کہ یہودی جو عیسیٰ اور ان کی ماں پر طعن کرتے ہیں ان کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں نہ ہم ہرگز ان پر رد کر سکتے ہیں۔ اور تصریح کر دی کہ عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں ان کے بطلان نبوت پر قائم ہیں۔ ہم انہیں صرف اس وجہ سے مانتے ہیں کہ قرآن مجید نے انہیں انبیاء میں شمار کر دیا ہے، ان کے سوا اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں۔

قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہو تا بدستور رہتا ہے۔ (صفحہ ۱۲)

بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ

(صفحہ ۲۸)

آئے گا۔

marfat.com

Marfat.com

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (صفحہ ۳)

رشید احمد گنگوہی اپنے ایک فتوے میں لکھ گیا کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بُرا عیب بولا اور یہ بُرا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں۔ جیسا اس نے کہا اور بس زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس نے تاویل میں خطا کی اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا برا قول خود اس کے بد الفاظ میں یہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اشرف علی تھانوی نے چھوٹی سی رسلیہ (حفظ الایمان) میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے، آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کہا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے، جیسا کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ جیسا کہ

شفاء السقام و بزاز یہ و مجمع الانہر و در مختار و غیر ہا روشن کتابوں میں ہے۔ اور جوان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر تو ہین سے منع کرے تو شرع میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ ہمیں جواب افادہ کیجئے اور بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ سے بہت ثواب لیجئے۔

خلاصہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریف

مسمی بنام تاریخی

فوائد فتاویٰ کا خلاصہ:

۳۵ ۱۳ ۵

ان اقوال کے قائلین بدعت کفریہ والے اشقیاء سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، بیدینی و بد مذہبی کے خبیث سردار ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہیں۔ ملحد، کذاب، بد دین، زیان کار، گمراہ سمگارا، خارجی، دوزخ کے کتے، شیطان کے گروہ کافراں کے یہاں کے منادی ہیں۔ دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں، جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں، کافروں کے رازدار ہیں۔ دین کے دشمن ہیں ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال، ان میں کوئی دین متین کو پھینکتا ہے، کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے، اسلام میں ان کا نام نشان کچھ نہ رہا، مفتری ظالم ہیں۔ وہابی ہیں، ان سے بڑھ کر ظالم کون، اللہ کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں، اپنی خواہش کو خدا بنالیا، ان کی کہاوت کتے کی طرح ہے کہ تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے، حد سے گزرے ہوئے ہیں، توبہ سے محروم ہیں، اسلام کے نام کو پردہ بنائے ہیں۔ تمام علماء کے نزدیک دین سے نکل گئے جیسے بال آٹے سے جب تک اپنی بد مذہبی نہ چھوڑیں، ان کا نہ روزہ قبول، نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ کوئی فرض، نہ نفل۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بیزار ہیں، یہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اہل بطلان، اہل فساد، کافروں سے بھی بدتر، سخت رسوائی کے مستحق بطلان والے شیطان، عقلاء میں رسوا، ان کا مرتد ہونا پھر دن چڑھے کے آفتاب سا روشن ہے، وہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت

کی، انہیں بہرا کر دیا، ان کی آنکھیں اندھی کر دیں ان کو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ انہیں اللہ نے گمراہ کر دیا، ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی، ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، سو ۱۰۰ کافروں سے دین میں ان کا نقصان زیادہ سخت ہے، کہ عالموں، فقیروں، نیکوں کی شکل بنتے ہیں اور دل ان خباثتوں سے بھرا ہوا عوام مسلمانوں پر ان سے سخت خطرے کا خوف ہے۔ قیامت تک ان پر وبال ہے۔ بد مذہب گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے، کفری نجاستوں میں بھرے، زندیق بیدین دہریے ہیں، الوہیت و رسالت کی شان گھٹاتے ہیں۔ ان پر وبال اور ذلت لازم ہو چکی ہے۔ وہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اوندھے جاتے ہیں انہوں نے شان الہی کو ہلکا جانا، حضور اکرم ﷺ کی رسالت کو خفیف ٹھہرایا، شامت پھیلانے والے زہر دیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے خود اللہ و رسول (جل جالہ، ﷺ) پر زیادتی کی۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برامائیں کافر، شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے کام اچھے کر دکھائے تو انہیں راہ حق سے روک دیا کہ ہدایت نہیں پاتے، وہ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں کہ اے نبی ان سے فرما دے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد، شیطان نے اپنی خواہشوں کو ان کے سامنے آراستہ کیا، ان میں اپنی مراد کو پہنچ گیا، طرح طرح کے کفر اُن کے لئے لڑھے تو ان میں اندھے ہو رہے ہیں یہاں تک کہ خود رب کریم کی بارگاہ میں حملہ نہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور ان پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم ہیں ﷺ جو ان اقوال کا معتقد ہو کافر ہے گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

الہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہو کچھ مردود الہی، ان سے شہروں کو خالی کر، انہیں تمام خلق میں نکلا کر، انہیں عاد و ثمود کی طرح ہلاک کر، ان کے گھر کھنڈر کر دے، خدا ان پر

لعنت کرے، ان کو رسوا کرے ان کا ٹھکانہ جہنم کرے ان پر ایسے کو مسلط کرے جو ان کی شوکت کی بنیاد کو کھود کر پھینک دے، اور ان کی جڑ کاٹ دے تو وہ یوں صبح کریں کہ ان کے مکانوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ اللہ ان کی ناک خاک پر گرے انہیں ہلا کی ہو، خدا ان کے اعمال برباد کرے ان پر ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو انہیں قتل کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی، بے شک بزاز یہ اور درد و غرر اور فتاوے خیرہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے۔ یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے ان کے جنازے کی نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے، ان کے پاس بیٹھنے ان سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام اشد گناہ ہیں، جیسا کہ ہدایہ غرر، ملتقی، درمختار، مجمع الانہر، برجنندی، فتاوے ظہیر یہ اور طریقہ محمدیہ حدیقہ ہندیہ، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں تصریح ہے۔ ہاں ہاں احتیاط احتیاط کہ بیشک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی اور بیشک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور نفرت دلائے ان کے فاسد راستوں باطل عقیدوں کی برائی بیان کرے ہر مجلس میں ان کی تحقیر و توہین واجب ان کے عیب سب پر ظاہر کرنا درست ہے، اللہ رحم فرمائے اس مرد پر جو کافروں اور گمراہوں سے دور ہو اور ان کے پھندوں میں پڑنے سے اللہ کی پناہ چاہے۔ وہ لوگ تمام علماء کے نزدیک سزاوار تذلیل ہیں۔ کافروں سے ان کا نقصان زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ کھلے کافروں سے عوام بچتے ہیں اور یہ تو عالموں کی شکل میں ظاہر ہوتے

ہیں تو عوام ان کا ظاہر ہی دیکھتے ہیں جس کو انہوں نے خوب بنایا اور ان کا باطن جو ان خباثتوں سے بھرا ہے وہ اسے نہیں جانتے تو دھوکا کھاتے اور جو کفر ان سے سنتے ہیں اسے قبول کر لیتے ہیں۔ عوام مسلمانوں پر ان سے سخت خطرہ کا خوف ہے۔ خصوصاً ان شہروں میں جہاں حاکم مسلمان نہیں۔ ہر مسلمان پر ان سے دور رہنا فرض ہے جیسے آگ میں گرنے اور خونخوار درندوں سے دور رہنا ہے۔ اور جس سے ہو سکے کہ ان کو ذلیل کرے ان کے فساد کی جڑ اکھیرے اس پر فرض ہے کہ اپنی حد قدرت تک اسے بجالائے جو ان کی ناپاکیوں کے سبب انہیں چھوڑے اس پر اللہ کی رحمت و برکت۔ ہر عقل والے پر واجب ہے کہ ان کی تعظیم نہ کرے، مشہور علماء جن کی زبان کو اللہ نے وسعت دی ہے ان پر فرض ہے کہ ان لوگوں کی بد مذہبیاں مٹانے کی کوشش کریں اور شہر اور ذہن ان کی تکلیفوں سے راحت پائیں اور فرض ہے ہر مسلمان پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رحمت و ثواب کا امیدوار ہو کہ ان لوگوں سے پرہیز کرے اور ان سے ایسا بھاگے جیسا شیر اور جذامی سے بھاگتا ہے۔ کہ اس کے پاس پھگنا سرایت کر جانے والا مرض ہے اور چلتی ہوئی بلا اور نحوست ہے واجب ہے کہ منبروں پر اور رسالوں اور مجلسوں اور محفلوں میں مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے ان سے نفرت دلائی جائے تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے کہیں ان کی گمراہی کی روح اسلامی دنیا کی طرف سرایت نہ کرے۔ اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ان کافروں گمراہ گروں کی سرایت عقائد سے بچائے آمین:-

اسمائے مبارکہ: مفتیان حرمین طہیین جن کی تصدیقین حسام الحرمین پر ہیں:

۱۔ شیخ العلمائے مکہ معظمہ مفتی شافعیہ مولانا شیخ محمد سعید با بَصیل

۲۔ شیخ الخطباء والائمہ بمکہ معظمہ مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد

۳۔ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ مولانا علامہ صالح کمال

۴۔ صاحب رفعت و افضال مولانا شیخ علی بن صدیق کمال

marfat.com

Marfat.com

- ۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الآواخر جلوه گاہ نور مطلق مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی
- ۶۔ محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل
- ۷۔ صاحب علم محکم مولانا علامہ سید ابو حسین مرزوقی
- ۸۔ سرشکن اہل مکروکید مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید
- ۹۔ سابق مفتی مالکیہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی
- ۱۰۔ فاضل، ماہر، کامل مولانا شیخ علی بن حسین مالکی
- ۱۱۔ ذوالجلال والیزین مولانا شیخ جمال بن محمد بن حسین
- ۱۲۔ نادر روزگار مولانا شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس حرم شریف
- ۱۳۔ نکوئی روزگار مولانا شیخ عبدالرحمن دہان
- ۱۴۔ مدرس مدرسہ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی
- ۱۵۔ اجل خلفائے حاجی امداد اللہ صاحب مولانا شیخ احمد کی امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ
- ۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط
- ۱۷۔ والا منزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل
- ۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی
- ۱۹۔ فاضل کامل مولانا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی
- ۲۰۔ فاضل کامل حضرت مولانا حامد احمد محمد جداوی
- ۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیدنا مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ
- ۲۲۔ عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبہ عثمان بن عبدالسلام داغستانی
- ۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سید شریف مولانا سید احمد جزائری
- ۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی

- ۲۵۔ صاحب خوبی و کنوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید
- ۲۶۔ عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری
- ۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عز و شرف حضرت مولانا سید عباس بن جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل
- ۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محری
- ۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی دیداوی
- ۳۰۔ مدرس حرم مدینہ طیبہ مولانا شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری
- ۳۱۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی
- ۳۲۔ فاضل نامور حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونس
- ۳۳۔ شیخ فاضل مولانا عبدالقادر توفیق شلمی

فتاوائے علمائے اہلسنت وجماعت ہند در تصدیق حسام الحرمین شریف

الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

لحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان دین و ملت کثرہم اللہ تعالیٰ
وایدہم اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوے کیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
کی سخت سخت توہینیں اور گستاخیاں کیں، رشید احمد گنگوہی نے عزوجل کو جھوٹا کہا اور اسی
گنگوہی اور خلیل احمد انٹھوی نے رسول اللہ ﷺ کے علم کو شیطان کے علم سے کم
بتایا۔ اور اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس سید عالم ﷺ کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں
جانوروں چار پاؤں کے علم کی طرح لکھا اور قاسم نانوتوی نے حضور آخر الانبیاء ﷺ کے بعد
نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل ٹھہرایا، ان لوگوں کے متعلق حرمین شریفین کے
علمائے کرام و مفتیان عظام سے استفتاء کیا گیا۔ ان حضرات کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ
یہ لوگ اپنے ان اقوال ملعونہ کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے ان کفریات پر مطلع
ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر
کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے ان فتاوائے مقدسہ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام
الحرمین کے نام سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں اور تمام مسلمانوں پر
ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم و ضروری ہے یا نہیں۔ اظہار حق فرمائیے اور اللہ
عزوجل سے اجر پائیے۔ بینوا و توجرو۔

المستفتی عرب حسن بن احمد مصری عفی عنہ

از گونڈل کاٹھیاوار۔ رسالدار پشتر باست جونا گڑھ۔

marfat.com

Marfat.com

فتوائے سرکار مارہرہ مطہرہ

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب بیشک فتاویٰ مبارکہ "حسام الحرمین علی منہرا الکفر والمین" حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ ناقابل توجیہ و تاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں ایسے کہ جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الجواب صحیح

فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری

احمدی ہرکاتی



marfat.com

Marfat.com

جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت

بریلی شریف کافتوے

کتاب لا جواب حسام الحرمین الشریفین کے سب احکام بیشک واریتایا حق و صواب ہیں۔ بے شبہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کثیر کفریات واضحہ شنیعہ قبیحہ کے سبب کافر ہے اور یقیناً ایسا کہ اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک ذرا تا مل کچھ تردد تھوڑا سا شبہ کرنے والا بھی اسی کی طرح کافر کہ جس طرح ایمان کو ایمان جاننا لازم ہے۔ یوں ہی کفر کو کفر ماننا۔ کفر ضد ایمان ہے اور ”الاشیاء تعرف باضدادھا“ جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کی قدر کیا جانے گا۔ اندھے کو روشنی کا حال کیا کھلے گا۔ تو جو کفر کو کفر نہیں جانتا یقیناً وہ اندھے کی طرح ہے۔ روشنی ایمان سے اس کا قلب محروم ہے۔ ہر مسلمان کو بحکم قرآن کفر و ایمان دونوں کی پہچان ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروة الوثقی“

جس نے کفر کیا طواغیت سے اور ایمان لایا اللہ پر تو اس نے بے شک مضبوط گرہ

تھامی۔ تو جو بات اللہ عز و جل کے ساتھ کفر ہے اسے ہر مسلمان ضرور کفر جانتا ہے۔ اور جو اسے کفر نہ جانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قادیانی اس لئے کافر ہے کہ اس نے ختم نبوت کا انکار کیا اور انکار ختم نبوت قرآن کا انکار ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی کچھ کافر ہو کچھ مسلمان۔ اگر سارے قرآن پر دعوے ایمان رکھتا ہو اور کلمہ کی قرآنیت سے منکر ہو، وہ سب کا منکر اور کھلا کافر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض“۔

قادیانی اپنی نبوت کا مدعی ہے جو جھوٹا نبی ہے وہ مفتری علی اللہ کافر باللہ ہے۔ قادیانی حضرت روح اللہ و کلمۃ اللہ و نبی اللہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا ہے۔ یوں ہی موسیٰ علیہ السلام کی بلکہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی۔ اور جو کسی ایک نبی کی توہین کرے وہ

اجماعاً قطعاً یقیناً کافر ہے۔ ”ولا حول ولا قوة الا بالله“ اس کے کفریات اس قدر ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔ اور گنتی کیا درکار ہے کہ جو ایک ہی وجہ سے کافر ہو، انہیں کفار کی طرح بتلائے قہر قہار، مستوجب غضب جبار، مستحق سخت عذاب نار، لعنت حضرت کردگار ہے۔ ”ولا حول ولا قوة الا بالله العزیز الغفار“ یوں ہی قاسم نانوتوی جس نے قرآن عظیم پر بے ربطی کی لم لگائی، جس نے حضور ﷺ پھر صحابہ کرام ائمہ عظام و علمائے اعلام اور سب مسلمانوں خواص و عوام کو نافہم و خطا کار ٹھہرایا جس نے وضاحت سے ختم نبوت کا انکار کیا وغیرہ ذلک من الہزلیات۔ یوں ہی رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی جنہوں نے شیطان کے علم کو نبی ﷺ کے علم عظیم سے زائد بتایا۔ جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے علم غیب ماننے کو شرک جانا اور خود شیطان کے لئے علم محیط ارض مانا اور یوں ابلیس کو خدا کا شریک جانا۔ جنہوں نے مجلس میلاد مبارک کو کنھیا کے جنم سے بدتر کہا۔ گنگوہی صاحب نے تصریح کی کہ میلاد مبارک جس طرح بھی ہو ہر طرح ناجائز و بدعت ہے جس نے صاف منہ بھر کہا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معاذ اللہ خدا کے کذب کا امکان تو امکان وقوع ہوا۔ یوں ہی اشرف علی تھانوی جس نے حضور ﷺ کی شان رفیع میں وہ سخت گندی ناپاک گالی بکی۔ ضرور یہ سب کے سب بے شبہ ایسے ہی کافر مرتدین ہیں جن کے کفر میں ذرا شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ مجمع الانہر و در مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے۔ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر والعماد باللہ تعالیٰ۔ مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور ان کی مطابقت عمل فرض ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم قالہ بغمہ و امر برقمہ الفقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

هذا هو الحق والحق بالاتباع الحق
حرره الفقير الى رحمة ربه ونعمه

مصطفیٰ رضا خاں تارے
آل الرحمن محمد عرفان
ابو البرکات محی الدین حبیب

marfat.com

Marfat.com

(۴) المدعو بهامد رضا القادری النوری الرضوی البریلوی حماء

ربه من كل ضروري

وسقاه من ميرمهل

كرمه المروى آمين

(۵) لقد اصاب من اجاب رحم الهى غفرله (صدر المرسلين دارالعلوم

اهلسنت وجماعت)

(۶) الجواب صحيح الفقير القادری محمد عبدالعزیز عفی عنه (مدرس دوم

دارالعلوم منظر الاسلام)

(۷) ذلك كذلك خويدم الطلبة محمد حسنین رضا القادری البریلوی

(۸) لله درالمجيب محمد ابراهيم رضا رضوی عفی عنه (مهتم دارالعلوم

منظر اسلام)

(۹) الجواب صحيح سردار على البریلوی عفی عنه

(۱۰) لقد اجادالمجيب وافاده محمد تقدس على قادری رضوی غفرله (نائب

مهتم دارالعلوم)

(۱۱) ذلك هو الحق و بالقبول احق فقير احسان على عفی عنه مظفرپوری (مدرس

چهارم منظر اسلام)

مظفرپوری
محمد احسان علی

(۱۲) الجواب صحيح محمد نور الهدای حیات پوری

(۱۳) الجواب صحيح عبدالرؤف عفی عنه فیض آبادی

(۱۴) انه بهجواب صحيح لاياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه والله تعالى اعلم

راقم سب سنیوں کا خادم فقیر سید غلام محی الدین بن السید مولانا مولوی عفی عنه قادری عفی عنه

marfat.com

Marfat.com

- (۱۵) هذا هو تحقيق الحق الحقيقي والحق
 بالاتباع يليق العبد المسكين غلام معين الدين اللكهنوی
- (۱۶) الجواب صحيح فقير صديق الله بنارسی
- (۱۷) الجواب نور والمجيب منصور محمد نور عفا الله عنه آروی
- (۱۸) صح الجواب والله اعلم بالصواب مختار احمد عفی عنه بهاری
- (۱۹) ذلك كذا لك انا مصدق لذلك والله خير مآلك فقير غلام جيلانی
 اعظمی قادری ہر کاتی غفرلہ ماتقدم من ذنبه وماسياتی مدرس
 دارالعلوم منظر اسلام بریلی
- (۲۰) الجواب صحيح ابوالانوار سيد محمد شرف الدين اشرف اشرفی جيلانی
 جائسی غفرلہ
- (۲۱) هذا الجواب صحيح فقير حسين الدين قادری رضوی فزید پوری
- (۲۲) الجواب صحيح والمجيب نجم فقير عبدالعزیز القادری الرضوی
 المصطفوی المظفر پوری ثم الور کھپوری غفرلہ ذنبه المعنوی
 والصوری
- (۲۳) الجواب صحيح محمد شاهد الحق عفی عنه قادری
- (۲۴) صح الجواب والله تعالى اعلم فقير ابو المعانی محمد ابرار حسن
 صديقي مهري عفا الله تعالى عن ذنبه الجلي والخفي (مفتی دارالافتائے
 جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی)
- (۲۵) حسام الحرمین حسام وهو حق بالاتباع والله ولي الانعام وهو اعلم
 بمقه عبدة العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنه
- (۲۶) حسام الحرمین شمشیر بر اں ہے جس کی دھار مخالفین بیدین کے گرانے سے گر نہیں

سکتی فقیر ہمت میدان وزیر احمد خان محمدی سنی حنفی قادری
ہو الحسینی رضوی غفرلہ

(۲۷) اصحاب المجیب نملہ الفقیر ابو الفرح عبید الحامد محمد علی السنی
القادی الحامدی الانولوی غفرلہ ذنبہ الجلی والخفی مولانا علی القوی
امین

(۲۸) الجواب صواب والمجیب مثاب و علی من خالفہ اشد العذاب وسوء
العقاب فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی
لکھنوی غفرلہ ربہ القوی

(۲۹) بیشک حسام الحرین حق ہے اور اس میں جن اشخاص کی بابت فتوائے کفر ہے وہ صحیح
ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے مانیں اور اس پر عمل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الفقیر حشمت علی السنی الحنفی القادی البریلوی غفرلہ الولی

ہر پڑھی نہیں گئی

فتویٰ آستانہ کچھوچھہ مقدسہ

(۳۰) الجواب بعون اللہ الوہاب اقول و باللہ التوفیق بیشک مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلاشبہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد امجدی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت و دربار رسالت میں گستاخی اور منہ زوری کی جس کی بنا پر مردود بارگاہ ہوئے اور ذریت ابلیس میں پناہ پایا علمائے حرین طہیین نے جو فتویٰ ان کے حق میں صادر فرمایا ہے جس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق و درست ہے۔ جس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل یا منافق اسی بنا پر ہم ان لوگوں کو کافر و مرتد جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں اور ہر وہ شخص جو اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو اس پر فرض ہے کہ ان گستاخان بارگاہ محبوب ذی الجلال و الجاہ کو کافر جانے اور دل میں ایسا ہی اعتقاد رکھے کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر فقہائے کرام کا قانون ہے۔ هذا ما عندی والعلم عند اللہ سبحنہ و تعالیٰ و علمہ اتم و احکم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا محمد افضل العالمین۔ کتبہ العبد المسکین محمد المدعو بافضل الدین البھاری غفرلہ الباری۔ امین الافتاء فی الجامعة الاشرفیہ الکائفہ بحضرة کچھوچھہ المقدسہ ضلع فیض آباد۔

(۳۱) نعم الجواب وحبذ التحقیق و بالقبول و الاتباع حری حقیق واللہ تعالیٰ اعلم وانا العبد الفقیر السہد احمد اشرف القادری الشتی الاشرفی الجہلائی کان لہ الفضل الربانی۔

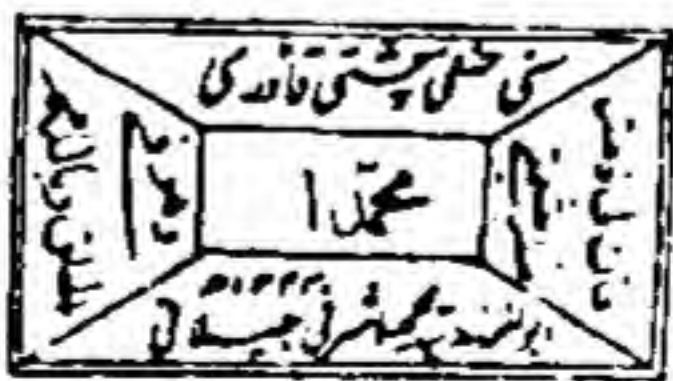
(۳۲) لایب ان فتادی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر هؤلاء المذکورین

صحیحہ وانا الفقیر ابو

المحامد السہد محمد

الاشرفی الجہلائی عفا

عنه اللہ الصمد



marfat.com

Marfat.com

(۳۳) انا مؤيد لما اجاب ارتدوا بعد ايمانهم كافرين وما افتى به علماء ناسن الحرمین المنورین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ منورہما والہ و صحبہ وبارک وسلم فهو حق صحیح لا شک فیہ اصلا ولا ینبغی ان یریب فیہ احد بعد ان شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ کیف لا وانہم کذبوا اللہ ورسولہ فہم الذین امنوا با فواہم ولم تؤمن قلوبہم وما قد روا اللہ حق قدرہ فختم اللہ علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة ولہم عذاب عظیم۔ قالہ بفہم و حررہ بیدہ الفقیر معین الدین احمد غفرلہ الاحد صدر المدرسین فی الجامعہ الاشرفیہ۔

(۳۴) للہ در المجیب المصیب فی ما اظهر الحق ویبین ان اولئک المذکورین قد کفروا باللہ العظیم فلا اعتذار لہم بعد ان کفروا بعد ايمانہم وهذا اعتقادنا انہم اتبعوا الشیطان فامثلوا ما امرہم واتخذوہ ولیا ومن یتخذ الشیطان ولیا فساء ولیا۔ قالہ بفہم و حررہ بید العبد المسکین ابوالمعین السید محی الدین الاشرفی البیلانی المتوطن فی الکچھوچہ المقدسہ۔

اشرفی جیلانی
ابوالمعین محی الدین

(۳۵) الجواب صحیح سید حبیب اشرف

(۳۶) الجواب صحیح فقیر محمد سلیمان اگر پوری

فتاویٰ حضرات جبلپور

(۳۷) فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین بے شبہ حق و صواب مطابق سنت و کتاب ہے۔ اس کا ماننا اس کے ارشادات جلیلہ کو عین مطلوب شرع مطہر اور اصول و مقاصد مذہب حق سے جاننا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا عمل رکھنا مسلمانوں پر فرض اور ان کے کامل الایمان صحیح الاعتقاد سچے پکے سنی مسلمان ہونے کی دلیل اور فرمان الہی جل و علاٰ "فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن تاویلا۔" کی عین تعمیل ہے اور اسکا انکار اس سے انحراف مذہب حق و ہدایت اور عقائد اہل سنت و اجماع ائمہ ملت سے انحراف اور حدیث شریف "اتبعوا السواد الاعظم" کے صریح خلاف اور تہدید نبوی "من شذ شذ فی النار" اور وعید شدید قرآنی "و من یشاقق الرسول من بعد ما تبیین لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا" کے تحت حکم اپنے داخل ہونے کا اعتراف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ عزمجدہ اتم و احکم

محمد عبدالباقی
برہان الحق

کتبہ الفقیر عبدالباقی محمد برہان الحق
القادی الرضوی الجبلپوری غفرلہ

محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی
حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی جبلپوری غفرلہ

(۳۸) الجواب صحیح

محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی

حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی جبلپوری غفرلہ

فتوائے دربار علی پور شریف

(۳۹) حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کو ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دور ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان مبارک میں جو شخص عداوت و سہواً بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا تقریر یا تحریر امر تکب ہو وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ جو شخص اس کا فرار و بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی اسی کا حکم رکھتا ہے۔ ”اھانة الالبیاء کفر“ عقائد کا صریح مسئلہ ہے اور رضا بالفکر بھی کفر ہے۔ جیسا کہ کتب اسلامیہ میں باتفاق جمہور علمائے متقدمین و متاخرین مرقوم ہے اس لیے ان اشخاص سے جو کہ حضرت رسول اکرم ﷺ یا دیگر حضرات انبیاء کرام ﷺ کی اہانت کریں نفرت و بیزاری ضروری و لازمی امر ہے۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔

(۴۰) الجواب صحیح محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں

(۴۱) جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الہی بی۔ اے سیکرٹری انجمن خدام انصوفیہ علی پور سیداں

(۴۲) الجواب حسن العاصی خان محمد بقلم خود مدرس اول مدرسہ اسلامی ٹولہ ضلع اٹک۔

(۴۳) الجواب صحیح محمد کامران بقلم خود

فتوای اسرار عظیم اجمیر مقدس

(۳۳) یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ ایسوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ”من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر“ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ فتاوائے علمائے حریم کریمین بلاشبہ حق ہیں۔ اور اتباع ان کا اہم الفرائض اور ان کا ماننا بہت ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

محمد امجد علی اعظمی رضوی ۱۳۲۹ھ

(۳۵) بیشک دعوائے نبوت کفر اور گستاخیاں شان اطہر ﷺ میں کفر اور ارتداد اور خدائے عزوجل صادق و سچان کو کذب کا عیب لگانا کفر صریح علی ہذا علم اقدس نبوی ﷺ کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتانا موجب لعنت و کفر نیز حضور اقدس و انور ﷺ کو ملعون کے علم اعلیٰ کو مذکورہ اشیاء کے علم سے تشبیہ دینا تو ہین علوم نبوی اور موجب ارتداد و کفر۔ اور ان کفریات کا قائل اور یہ اشخاص جن کی کتب مطبوعہ سے اس قسم کے عقائد ثابت ہیں۔ حسب فتاوائے علمائے حریم شریفین نہ محض بے ادب اور گستاخ بلکہ خدا اور رسول کے دشمن اور بقاعدہ شرعیہ کافر و مرتد ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امتیاز احمد انصاری مفتی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

(۳۶) بے شک ان اقوال کا قائل و معتقد کافر ہے اور فتاوائے حریم حق ہے۔

محمد عبد المجید عفی عنہ مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۳۷) ان کان ذلک فذلک عبدالحی عفی عنہ مدرس دارالعلوم عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۳۸) الجواب صحیح فقیر غلام علی عفی عنہ

marfat.com

Marfat.com

(۴۹) لاریب فیما صرح فی کتاب حسام الحرمین المکرمین الشریفین
فالعمل به واجب فقیر محمد حامد علی عفی عنہ

(۵۰) جواب صحیح ہے۔ غلام محی الدین احمد عفی عنہ بلیاوی

(۵۱) جواب صحیح ہے۔ فقط احمد حسین راپوری عفی عنہ

(۵۲) الجواب صحیح قاضی محمد احسان الحق نعیمی مفتی بہراج شریف

(۵۳) ما اجاب به المجیب اللیب فهذا هو الحق الصریح

احمد مختار الصدیقی صدر جمیعت علمائے صوبہ بمبئی۔

(۵۴) الجواب صحیح ابوالہدیٰ محمد عظیم اللہ علمی عفی عنہ

(۵۵) اصاب من اجاب ابوالحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔

(۵۶) اصاب من اجاب خادم الفقراء ظہور حسام غفرلہ

(۵۷) ختم نبوت کے بعد دعوائے نبوت کفر، توہین سرکار رسالت کفر بلکہ اعظم

الکفریات والعیاذ باللہ حررہ الفقیر محمد عبدالقدیر قادری (بدایونی فرزند حضرت
تاج الفحول رحمہ اللہ)

(۵۸) اشخاص مذکورہ کافر و مرتد اور فتوئے حسام الحرمین واجب العمل

فقیر سید غلام زین العابدین سہوانی

(۵۹) حسام الحرمین الشریفین بلا شک صحیح اور اس پر عمل لازم۔

فقیر محمد فخر الدین بہاری پورنوی غفرلہ

(۶۰) جواب صحیح ہے۔ فقیر اسد الحق مراد آبادی عفی عنہ

(۶۱) حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہوا ہے سب برحق ہے۔ فقیر محمد محسن عفی عنہ

(۶۲) فتاویٰ حسام الحرمین الشریفین بلاشبہ حق ست وبران عمل کروں از ضروریات دین ست۔ فقیر غلام معین الدین بہاری عفا عنہ الباری

(۶۳) من اعتقدوا وتفوة بقول من الاقوال المذكورة فهو كافر بلا شبهة ومن شك في كفره فقد كفر حسام الحرمین صحیح حق و العمل به واجب واللہ اعلم

الفقیر الحافظ عبدالعزیز المراد آبادی غفرلہ اللہ ذوالایادی

(۶۴) فتاویٰ حسام الحرمین بلاشبہ حق ہے اور اس پر عمل و اعتقاد اہم الفرائض۔

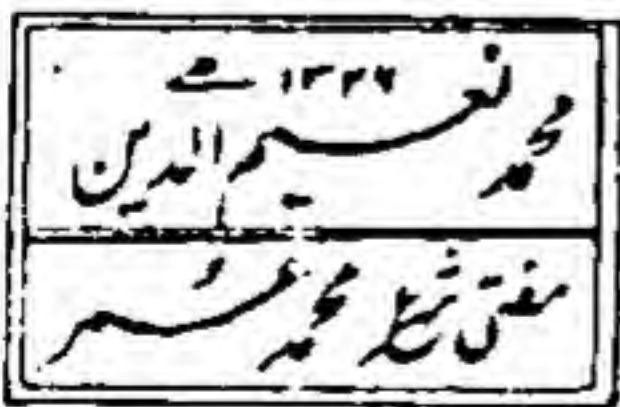
غلام سید الاولیاء محی الدین البجیلانی۔ المتعوذ باللطف الرحمانی علی گڑھی

فتاویٰ دارالافتاء مراد آباد

(۶۵) حسام الحرمین ہندوستان کے فخر و عزت حضرت عظیم البرکۃ خاتم الفقہاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کا محققانہ فتویٰ ہے۔ جس میں بیدینان ہند کے کفر کا حکم فرما دیا ہے۔ حرمین طہیین کے نامدار فاضل نے اس کی تصدیق فرمائی ہیں۔ براہین ساطعہ و نجح واضحہ سے موثق مؤید ہے۔ اہل حق کو اس کے حق ہونے میں شبہ نہیں کہ وہ حکم صاف ہے۔ شریعت غرائے مصطفویہ کا علی صاجھا الف الف صلاة و سلام و تحية واللہ سبحنہ اعلم کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

(۶۶) ما اجاب به سیدی فہو حق صراح عمر النعمی

(۶۷) الجواب صحیح محمد عبدالرشید غفرلہ المجید



فتوای مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

(۶۸) حسام الحرمین جو فتویٰ علمائے حرمین شریفین ہے۔ وہ سرتاپا حق و بجا ہے اور جن اقوال پر فتویٰ دیا گیا ہے فریقین میں منصف کو ان کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو توفیق انصاف دے اور ان بیدینوں سے اپنی امان میں رکھے۔ فقط

ابو محمد دیدار علی عفا اللہ عنہ

ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری
سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبر آباد، الحال خلیفہ
و مدرس مسجد زیر خان واقع دارالافتاء لاہور
مسلمہ بھری

(۶۹) رحمہ و نصلی علی حبیبہ الکریم۔ لاریب حسام الحرمین مجموعہ فتاویٰ علمائے حرمین طہمین زاد اللہ لہما تعظیما و شرفا حق و بجا ہے۔ اور جملہ مسلمانان عالم کا فرض اولین ہے کہ اسکو مانیں اور حق جانیں۔ قالہ بغمہ و نمقہ بقلمہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد سنی حنفی قادری رضوی الوری مدرس دارالعلوم حنفیہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

نقوی سید احمد
سراج اہل

- (۷۰) الجواب صحیحہ سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری گجراتی۔
(۷۱) الجواب صحیحہ سید عبدالرزاق نقشبندی مجددی حیدرآبادی۔
(۷۲) ذلک کذا لک انا مصدق لذلک نور محمد قادری دولوی شیخوپوری
(۷۳) هذا الجواب صحیحہ مفتی محمد شاہ پونچھوی۔

(۷۴) الجواب المذکور صحیح عبدالغنی ہزاروی کارکری

(۷۵) الجواب صحیح محمد مقصود علی عفی عنہ

(۷۶) الجواب صحیح خاکسار حاجی احمد نقشبندی عفی عنہ

(۷۷) هذا الجواب صحیح محمد عبدالغنی لاہور

فتوائے مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۷۸) بلاشبہ ایسے عقائد والے کافر و مرتد ہیں۔ اس لئے کہ ان میں توہین و تنقیص شان اللہ و رسول ہے یہ لوگ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں قُلْ اِذَا لَلَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یعنی کہہ دیجئے اے نبی ان سے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد عالمگیری میں یکفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به اونسبه الى الجہل او العجز او النقص الخ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے ناق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے اسی طرح جو اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ ”اعلام“ میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول ہے۔ من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الی قولہ) و کذا کل من ضحك عليه او استحسنه او رضی به یکفر جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا، اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھے سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہو جائے گا، میں نے حسام الحرمین کو شروع سے آخر تک دیکھا ہے۔ جو کچھ اس میں ہے صحیح ہے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا واجب ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ آرووی حنفی قادری رضوی مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ۔

marfat.com

Marfat.com

(۷۹) بیشک ایسے عقائد کفریہ کے قاتل کافر ہیں، میں نے حسام الحرمین کو دیکھا ہے صحیح ہے۔ اس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے۔

فقط محمد عبدالغفور عفی عنہ مدرس اول مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۸۰) صحیح الجواب محمد اسماعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ ضلع شاہ آباد۔

(۸۱) صحیح الجواب محمد نور القمر عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۸۲) الجواب صحیح فقیر محمد حنیف حنفی آروی عفی عنہ

(۸۳) الجواب صحیح سلطان احمد آروی عفی عنہ

(۸۴) الجواب صحیح محمد نعیم الدین عفی عنہ

(۸۵) اسباب من اجاب عبدالحکیم آروی عفا اللہ عنہ

(۸۶) الجواب صحیح فقیر محمد عبدالمجید غفرلہ الحمید رضوی آروی

(۸۷) الجواب صحیح عبدالرحمن در بھنگوی

(۸۸) اسباب من اجاب محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ،

(۸۹) اسباب من اجاب محمد نصیر الدین آروی عفی عنہ

(۹۰) الجواب صحیح محمد غریب اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ۔

فتوائے بانکی پور پٹنہ

(۹۱) فتاویٰ حرمین طہیین ضرور حق ہیں۔ جن کی حقیقت میں اصلاً شبہ نہیں اس کی حقیقت پر آفتاب سے بھی روشن تر دلیل یہ ہے کہ ان اقوال کے قائلوں نے اس کے مقابل نہ صرف سکوت ہی کیا بلکہ حکم میں اتفاق کیا جس کا مجموعہ ایک مستقل رسالہ میں بنام الختم علی لسان الخصم دیوبند میں چھپ چکا ہے۔ جس میں انہوں نے تصریح کی کہ بے شک ایسے اعتقاد و خیال و اقوال والے کافر ہیں۔ رہی یہ بات کہ ایسے اقوال کن لوگوں کے ہیں جن پر باتفاق علمائے بریلی و ہابی دیوبند کفر کا فتوے ہے۔ ان مطبوعہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن کا حوالہ ”حسام الحرمین“ میں ہے۔ جسے چھپے ہوئے بیس سال ہو گئے۔ کیا قادیانیوں کے ارتداد اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والے کے کفر جیسے اتفاقی مسئلہ میں بھی استفادہ و سوال کی ضرورت ہے۔

محمد ظفر الدین قادری رضوی

ملک العلما فاضل بہاری

واللہ اعلم

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

فتوائے سیتا پور

(۹۲) صورت مسئلہ میں جن لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں وہ ہر ایک شخص اپنے اقوال کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج اور جو شخص ان کے اقوال پر واقفیت تامہ رکھتے ہوئے ان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتا یا کچھ شک رکھتا ہے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین الشریفین حق ہے اور علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیا ہے۔ وہ قطعاً یقیناً حق ہے۔ اس حسام الحرمین کو غلط نہ جانے گا مگر وہ شخص اپنے پیارے جان سے زیادہ عزیز ایمان سے ہاتھ دھوئے گا۔ اس فتاویٰ مبارکہ کے حق ہونے میں اور اس کے

مسائل کے حق ہونے میں شک کرنا سراسر ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے کل غیوب کے صدقہ اور طفیل میں ہر ایک مسلمان کو اس مبارک فتوے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عامہ مسلمین کو ان عقائد باطلہ سے اپنے حفظ و ایمان میں رکھے۔ اور ان دشمنان دین کی ظاہری تقویٰ و طہارت پر والہ و شیدا ہونے سے بچائے۔ یہ اشخاص مذکورہ بالا اسلام سے کوسوں دور ہیں ان کی نماز و روزہ سب نامقبول اور عند اللہ تعالیٰ یہ مشرکین و نصاریٰ سے بدتر۔

واللہ الموفق للحق والصواب وما علینا الا البلاغ۔

فقیر سید ارتضا حسین قادری برکاتی خادم سجادہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایبہ

وارو حال ضلع سیتا پور۔ اودھ

فتوائے ریاست جلال آباد

(۹۳) مجموعہ حسام الحرمین یقیناً حق و درست ہے۔ اور اس کی تصدیقات میں علمائے آفاق کا اتفاق اس کی حقانیت پر آفتاب سے زیادہ روشن برہان ہے۔ صرف چند نجدی خیالات والے تو ہم پرست اگر انکار کریں تو حضور سید المرسلین ﷺ کے خادمان والا کو کچھ ضرر نہیں دے سکتا مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مجموعہ حسام الحرمین پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان اور صاحب ایمان رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسماعیل محمود آبادی مفتی ریاست جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب

فتوائے اپوکھریا ضلع مظفر پور

(۹۴) رب زدلی علما حسام الحرمین ایک معتبر اور مستند واجب العمل فتویٰ ہے۔ اس کی مفتی علام وحید العصر فرید الدہر مفتی اسلام مرجع عام امام انام بنجکن نجدیاں صف شکن بد مذہبان ہیں اور اس کے صدقین عالی مقام و مقررین اعلام علمائے بلد اللہ الحرام اور ساکنان بلدہ رسول ﷺ ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن سائر المسلمین ان خبثانہ مذکورین فی السؤال کے اقوال ملعونہ ان کی خباثت باطنی کا نمونہ ہیں۔ اے اللہ مجھے اور میرے سب سنی بھائیوں کو ان کے کید سے بچا۔ بجاہ المصطفیٰ ﷺ امین یا رب العلمین حسام الحرمین سنی مسلمانوں کا دستور العمل ہے۔ ہر سنی اس کو اپنا دستور العمل بنائے اور جس سے بچنے اور دور رہنے کو یہ رسالہ کہتا ہے اس کو اپنے سے دور کر دے کہ اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ هذا بیان للناس وهدی وموعظة و بشری للمؤمنین واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الكتاب۔

خاتم مفتی الاسلام ابوالولی محمد عبدالرحمن محبی ناظم نور الاسلام پور
کھریا محلہ نورالحلیم شاہ۔ شریف آباد ڈاکخانہ راپور ضلع مظفر پور۔

(۹۵) الجواب صحیح و المجیب نجیح فقیر رشید احمد عرف صاحبان مکیاوی در
بھنگوی کان اللہ ورسولہ

(۹۶) زہے کتاب مبارک حسام الحرمین ست کہ مزین بتصدیقات علمائے حرمین طہیین
ست۔ وراں لغو و دروغ بنظر نمی آید مگر کسے را کہ قائل کذب خدائے قدوس باشد وصف
حقانیت اواز من پیرسید بر حقیقت او گواہ عادل کلام اہل حرم را بہ ہند۔

محمد عطاء الرحمن المتخلص بطلاعی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریا۔

(۹۷) حسام الحرمین کتاب لادب فیہ ہدی للمتقین قہر رب العالمین علی

marfat.com

Marfat.com

المرتدين من الوهابيين والنجديين والقاديين خذلهم الله انى يوفقون

محمد ولی الرحمن غفرلہ المنان قادری رشیدی علیمی حلیمی مدرس اول مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریا۔

(۹۸) صدق الحبیب محمد شفاء الرحمن قادری رضوی کان اللہ مدرس سوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریا

(۹۹) الجواب حق والحبیب محقق شرف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کومان۔

(۱۰۰) کتاب حسام الحرمین کے ہر مسئلہ پر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب محمد رحیم بخش قادری رضوی عفی عنہ

(۱۰۱) فتاویٰ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا تعظیما کا ہر فتویٰ محقق و واجب العمل ہے رہے مخالفین تو لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ہیں۔

محمد حبیب الرحمن مدرس چہارم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریا

(۱۰۲) مجیب محقق کا جواب لا جواب ہے فقیر عبدالکریم بلیاوی

(۱۰۳) حسام الحرمین صارم ہندی برگردن بد مذہبی ہے۔ فقیر عبدالحفیظ در بھنگوی غفرلہ

(۱۰۴) الجواب لا ریب فیہ فقیر ابوالحسن مظفر پوری عفی عنہ

فتوائے ریاست بہاولپور

(۱۰۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی

رسولہ الکریم سہدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ اجمعین

الیٰ یوم الدین۔ اما بعد اشخاص مذکورین فی السؤال اعنی مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم

نانوتوی ورشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انیسٹھوی و اشرف علی تھانوی بلا شک و شبہ اپنے اقوال

معوذہ خبیثہ مجموعہ کفر و ضلال کے باعث یقیناً کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر

مطلع ہونے کے بعد بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے کتاب مستطاب: حاتم الحرمین شریف میں علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کے جو فتاویٰ مبارکہ مقدسہ ہیں وہ بالکل حق و صحیح ہیں اور مسلمانوں کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ ذلک ما عندی واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الاکرم سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و الکرم والہ و صحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ کتبہ عبدہ المذنب الفقیر ابو محمد محمدن المدعو بغلام رسول البہا و لفوری عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی والہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم۔

فقیر غلام رسول محمدی سنی عفی عنہ
حنفی قادری رضوی بہا و لفوری

فتوائے گڑھی اختیار خان بہا و لفور

(۱۰۶) حاتم الحرمین استفتاء کا کافی جواب اور سراسر حق و صواب ہے۔ اور میں نہ عالم ہوں اور نہ مفتی، صرف سرکار ابد قرار مظهر اتم لاسم اللہ الاعظم سمیع بصیر علیم و خبیر ہر غائب و حاضر در ہر زمان و مکان حاضر و ناظر سید المرسلین محبوب رب العلمین قاسم اذواق اولین و آخرین المنزہ عن ادناس البشریۃ والماء و الطین صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و باریک وسلم الیٰ یوم الدین کا نعت خوان اور سنگ آستان حضرت حسان ہوں۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ تو ہیں انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق علیہ کفر ہے۔

حضرت مولانا نے روم رحمہ القیوم کے ایک شعر پر جو مثل شیر ز حملہ آور ہے ختم کرتا ہوں:

کہست کافر غافل از ایمان شیخ

کہست مرفہ بیخہ از شان شیخ

ایک دوا اور بھی سن لیجئے:

کافر ایدد احمد را بشر

چون ندیدد از ویه اشق القمر

ہاں وہاں ترک حد کن مہاں

ورنہ ابلہ سے شوی اندر جہاں

فقط عبدالنبی المختار محمد یار فریدی محمدی معینی چشتی قادری۔

بقلم خود از گڑھی اختیار خاں ریاست بہاولپور۔

فتوائے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

(۱۰۷) الجواب وباللہ التوفیق فتاویٰ حسام الحرمین میں نے خود دیکھا مفتیان اعظم نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح و درست۔ اہل اسلام کو ان فتاویٰ کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کتبہ ابو یوسف محمد شریف الحنفی الکوٹوی عفا اللہ عنہ۔

(۱۰۸) حسام الحرمین میں جو فتوے مندرج ہیں وہ حق اور صواب ہیں جو ان کو نہ مانے خود کافر اور بیدین ہے۔ ابوالیاس امام الدین حنفی قادری رضوی عفی عنہ از کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔

(۱۰۹) الجواب صحیح ابو صالح سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں۔

فتوائے کھڑوٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ

حسام الحرمین نہایت صحیح فتاویٰ کا مجموعہ ہے علمائے حرمین کی اتباع ضروری ہے۔ جو نقائص سوال میں درج ہیں وہ واقعی کفریات ہیں خداوند قدوس پر جھوٹ کی تہمت لگانا صریح کفر ہے العیاذ باللہ علیٰ ہذا القیاس حضور پر نور شفیع یوم النشور ﷺ کی توہین خواہ کسی طرح ہو کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

الفقیر السید فتح علی شاہ القادری عفی عنہ من مقام کھڑوٹہ من مضافات سیالکوٹ

فتوائے چتوڑ۔ راجپوتانہ

(۱۱) بیشک فتاویٰ حسام الحرمین حق ہیں اور ان میں جن جن کو کافر کہا گیا وہ واقعی کافر ہیں ہر مسلمان کو ان کا ماننا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا کفر ایسا کھلا ہوا ہے کہ بقول علمائے کرام ان کے اقوال سے واقف ہو کر بھی جو شخص ان کے کفر پر شک کرے وہ بھی کافر ہے اور حسام الحرمین میں تو ان خبیثاء کے اقوال کی عبارتیں ان کی اصل کتابوں سے صفحہ بصفحہ نقل کردی گئیں جن کو دیکھ کر ہر منصف حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے خبیثاء سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ هذا هو الحق الصریح وخلافه باطل قبیح واللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر عبدالکریم غفرلہ المولے الرحیم۔ چتوڑی

فتوائے مفتی لدھیانہ

(۱۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد: استفتاء میں جو کچھ درج ہے وہ سب صحیح ہے۔ تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت کو کتاب مستطاب حسام الحرمین کے مندرجہ فتاویٰ کو مان کر ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہے اس کے سوا

ایک دیگر کتاب ”تعدیس الوکیل عن توهین الرشید و الخلیل“ مصدقہ علماء مغالی
ائمہ اربعہ حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں بھی اسی طرح لکھا ہے جیسے کہ
کتاب حسام الحرمین، یہ بات طے شدہ ہے کہ عقائد و اقوال مندرجہ استفتاء کلمات کفریہ
ہیں۔ پس تمام مسلمانان اہل سنت و جماعت کو حدیث شریف فایا کم وایا ہم اور آیات
وَأَمَّا يُنْسِمُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اور وَلَا
تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ پر عمل کر کے ان مذکورہ بالا اشخاص اور ان کے
پیروؤں سے مقاطعہ کرنا ضروری ہے جب تک کہ وہ علی الاعلان تحریری توبہ نہ کریں۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ پنجاب۔

فتوائے دہلی

(۱۱۳) اس عاجز کا یہ کہاں زہرہ کہ حضرات علمائے کرام حریم شریفین کے مخالف لب
کشائی کر سکے ان حضرات نے جو کچھ فرمایا حق و واجب العمل ہے۔
فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مجدد پوری دہلی۔

فتوائے مزنگ لاہور

(۱۱۴) باسم سبحنہ۔ الجواب بعون الملک الوہاب فتاویٰ حسام الحرمین
شریفین زادہما اللہ تشریفاً و تکریمات حق ہیں۔ والحق احق و احقری بالقبول اہل
اسلام کو ان کا ماننا لازم بلکہ الزام ہے۔ اور ان پر عمل کرنا لابدی امر ہے۔ مذکورۃ الصدر
اشخاص ذیاب فی ثیاب ہیں۔ ان سے اجتناب کلی ضروری ہے۔ هذا ما عندنا واللہ
تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔ وانا العبد المفتقر الی العزیز ابور رشید
محمد عبدالعزیز عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور متصل چاہ چنڈالہ۔

(۱۱۵) فتاویٰ حریم میں جو کچھ ہے چاہے کسی شخص یا کسی قول یا فعل کی بابت بیان اور حکم ہے، وہ سب مسلمانوں کو ماننا لازم اور واجب ہے۔ جیسا کہ مجیب مصیب نے تحریر فرمایا ہے۔
گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین۔ محلہ چاہ بچھواڑہ۔ مزنگ لاہور

فتاویٰ سہاورد ضلع ایٹہ

(۱۱۶) اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سب قبیح ہیں اور اس بارے میں ان کی تصریحات و تحقیقات بلیغ کی طرف رجوع کرنا بہت کافی و دوائی بہ نسبت اس کے کہ اب کسی سے جدید فتوے حاصل کئے جائیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔
فقط رقیمہ ہجمد ان بلید محمد عبدالحمید عفی عنہ۔

فتاویٰ مدراس

(۱۱۷) حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم اور ضروری اور واجب العمل ہے۔ ان فتاویٰ کا انکار گمراہی ہے۔ واللہ اعلم
فقیر محمد خلیل الرحمن بہاری قادری حنفی رضوی مقیم مدراس۔

فتاویٰ بھیں ضلع جہلم

(۱۱۸) باسمہ سبحنہ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے۔ عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرگروہ خلیل احمد ورشید احمد ہیں۔ نجدی گروہ قبعین محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیوں کہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہو گئے۔ مسلمانوں کو ان کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہوگئی اور ان سے مجتنب ہو گئے۔ لیکن

دیوبندی حنفی وہابی نما حنفی مسلمانوں سے شکر و شیر ہو کر گویا حلوے میں زہر ملا کر ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اعادنا اللہ منہم اور اب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ بہر حال نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا و رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔ امکان کذب باری کے قائل ہو کر انہوں نے توہین باری تعالیٰ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ حضور سرور عالم ﷺ کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے۔ حضور ﷺ کا علم معاذ اللہ حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔ میلاد النبی کو کنھیا کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ اور چوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ کا ذرہ بھی موجود نہیں۔ اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے حریم شریفین کا مدلل و مفصل فتویٰ ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔

والسلام خاکسار ابوالفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ

از ہمیں تحصیل چکوال ضلع جہلم

(۱۱۹) الجواب صحیحہ احمد دین واعظ الاسلام از با و سہائی ضلع جہلم۔

(۱۲۰) صحیح الجواب محمد فیض الحسن عفا عنہ (مولوی فاضل)

مدرس عربی گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال ضلع جہلم

فتوائے سنبھل ضلع مراد آباد

(۱۲۱) مجموعہ حسام الحرمین میں نے از اول تا آخر دیکھا اس کے سب فتاویٰ حق اور اقوال معتبرہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں کہ اس میں ان علمائے کرام کی تحقیقات کے دریا او منڈر ہے

marfat.com

Marfat.com

ہیں جن کو علاوہ فضل و کمال کے فیض حضوری کا بھی شرف حاصل ہے۔ واقعی غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انپٹھی، اشرف علی تھانوی اپنے اپنے مذکورہ بالا اقوال کی بنا پر کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں اور ان کے اقوال کی کفری مراد ایسی ظاہر ہے۔ کہ ان میں کسی ایسی تاویل کی گنجائش نہیں جس سے ان کا اسلام ثابت ہو سکے۔ لہذا جو شخص باوجود اقوال مذکورہ پر مطلع ہونے کے ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

کتبہ محمد اجمال قادری مدرس المدرستہ الاسلامیۃ الحنفیۃ میں منجمل۔

فتوائے دادوں ضلع علی گڑھ

(۲۲) الجواب وهو الموفق بالصدق والصواب كتاب حسام الحرمين بے شک درست اور بالکل صحیح اور بلا ریب قابل عمل ہے۔ جن جن اشخاص پر جو جو حکم بتایا گیا وہ میرے نزدیک یقیناً حتماً جزاً حق و صواب ہے۔ اور وہ شخص بحکم شریعت غرائے محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وآلہ وبارک وسلم وکرم ایسے ہی ہیں اور جو شخص ان ملاعنہ کے اقوال خبیثہ پر یقینی اطلاع پا کر ان کو مسلمان جانے وہ کفر میں ان کا ساتھی ہے۔ العیاذ باللہ العلیٰ العظیم ان کی یہ بھیا تک کالی بلا اس کو بھی لپٹ گئی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ بالصواب اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

وانا الفقیر القادری محمد المدعو محمد الدین الجمالی غفرلہ

(۱۲۳) میں مجیب کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔ فقیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہ

فتوائے شاہجہان پور

بے شک مرزا غلام احمد قادیانی مرتد و ملعون نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں اور دریدہ دہنیاں کی ہیں اور نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر محل ٹھہرایا اور رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب باری کو تسلیم کیا بلکہ محمود حسن دیوبندی نے جسے وہابیہ شیخ الہند کا خطاب دیتے ہیں ہر عیب کا ذات باری میں امکان مانا اور خلیل احمد انبٹھوی نے کتاب براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی میں علم اقدس کو شیطان کے علم سے کم بتایا اور اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں علم اقدس کو بچوں پاگلوں وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی اور بہت کچھ خرافات کہے۔ جس کی بناء پر علمائے حریمین طہمین زادہما اللہ شرفا نے کفر کے فتوے دیئے جو حسام الحرمین میں سب موجود ہیں۔ حسام الحرمین کے فتاویٰ کے موافق ہر مسلمان کو عمل کرنا چاہیے بلا ریب یہ سب فتوے درست اور صحیح ہیں اور ان کے حق ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں۔

خادم الاطباء فقیر سلامت اللہ قادری رضوی عفی عنہ۔ از رنگین چوپال شاہجہان پور

فتوائے انکودر ضلع جالندھر

(۱۲۵) کتاب براہین قاطعہ موقفہ مولوی خلیل احمد و مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدام میں اختلاف ہوا ہے اور اس پر طعن کرنا مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں امکان کذب کے قائل ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵ میں ہے: شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت علم نص سے ثابت ہے فخر عالم کی

وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔ صفحہ ۵۲ میں ہے: ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضرت محمد ﷺ سے زیادہ ہے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت کی وسعت علم قرآن سے ثابت نہیں۔ دوسری عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کا علم ملک الموت کے برابر بھی نہیں زیادہ ہوتا تو علیحدہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ اقوال باطلہ ہیں اور گمراہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہر مومن مسلمان کو ایسے بد عقیدے سے توبہ کرنی چاہیے۔ ان اقوال کا قائل اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص گمراہ ہے۔ حسام الحرمین کے فتاویٰ صحیح ہیں اور علمائے حق کے لکھے ہوئے ہیں۔ براہین قاطعہ کے دیگر مقاموں پر فاتحہ علی الطعام و میلاد شریف کو بھی ناجائز لکھا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ایسی بیہودہ کتاب کا پڑھنا بھی درست نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تو فتاویٰ مطبوعہ کثرت سے ہیں۔ جن میں ان کو قطعی کافر لکھا گیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

فقیر سید محمد حنیف چشتی مفتی نکودر ضلع جالندھر

فتوائے موضوع اعظم گڑھ

(۱۲۶) فتاویٰ مقدسہ حسام الحرمین بہت درست اور حق ہیں۔ صحیح العقائد مسلمانوں کو اس کا ماننا ضروری ہے۔ بد باطنوں کا ذکر نہیں۔

ابوالحاجہ احمد علی از منوناتھ بھجن ضلع اعظم گڑھ

ملخص از فتوائے معمر بنگلور

(۱۲۷) اہل ایمان کے لئے رسالہ قاہرہ حسام الحرمین حجت قوی ہے۔ اہل سنت اس رسالہ متبرکہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اس رسالہ بارقہ کا منکر و ہابی دیوبندی قادیانی ہے۔ اس کے مصنف مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ امام الحنفیہ شیخ الاسلام بحر العلوم علامہ زخار مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری حنفی سنی بریلوی قدس سرہ ہیں۔ اس رسالہ پر ہم اہلسنت کو عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ ہم اہلسنت کے امام تھے۔ پس اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر اور آپ کی تصانیف پر اعتراض کرنے والا و ہابی خبیث ہے اور وہابیہ کے لئے علمائے عرب بالخصوص مفتیان حرمین طہیین کا یہ فتوے ہے۔ ”من لم یکفر النجدیۃ الوہابیۃ فہو کافر“ جو شخص نجدیوں اور وہابیوں کو کافر نہ کہے تو وہ کافر ہے اور کفر بھی ایسا سخت کہ ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“ یعنی جو شخص وہابیوں دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے۔ فتاویٰ الحرمین اور فتوائے حرمین کا تازہ عطیہ ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ کو علمائے عرب و مفتیان حرمین طہیین نے گن خطاب سے یاد کیا اور آپ کی ذات بابرکات کی مغنمات سے جانا اور آپ کے وجود پر افتخار فرمایا۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

حررہ الراجی لطف ربہ القوی

عبدالنبی الامی السید

حیدر شاہ القادری الحنفی

بھروالہ المقیم فی معمر بنگلور۔



فتوائے امروہہ ضلع مراد آباد

(۱۲۸) ان اقوال کے کفریہ ہونے میں جو حکم فتاویٰ حسام الحرمین میں دیا گیا ہے حق ہے۔ مسلمانوں کے لئے واجب الاعتقاد واجب العمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت مسماۃ بدرستہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۲۹) علمائے حرمین شریفین کی رائے سے میں متفق ہوں۔ سید محمد عبدالعزیز

(۱۳۰) الجواب صحیح سید سعید احمد عفی عنہ مدرس سوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۳۱) الجواب صحیح والحبیب مصیب عبدالحمید بقلم خود عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

ملخص از فتوائے کھنورہ ضلع ہوشیار پور

(۱۳۲) جو کچھ حسام الحرمین میں لکھا ہے بالکل صحیح و درست ہے۔ اس پر عمل کرنا مسلمان کو

لازم بلکہ الزم ہے۔ مسلم مع نووی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں: ”یکون فی آخر الزمان و دجالون کذابون یأتونکم من

الاحادیث بما لم تسمعوا التم ولا ابأؤکم ایاکما وایاہم لا یضلونکم

ولایفتنونکم“ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز بڑے جھوٹے

تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے ان سے دور

بھاگو انہیں اپنے پاس سے دور کرو، وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

حررہ الراجی لطف ربہ القوی امجد علی غفرلہ الولی۔

مقام کھنورہ ضلع ہوشیار پور پنجاب۔

فتوائے دیگر از لاہور

(۱۳۳) حامد اومصلیا جو شخص کنگوہی و تھانوی و دیوبندی مذکورین کا معتقد ہو وہ ضرور وہابی کافر و مرتد ہے۔ اس کی کلمہ گوئی و قبلہ روئی وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں وہ ”قوله تعالى ومن الناس من يقول آمنا بالله و باليوم الآخر وما هم بمؤمنين“ کا مصداق ہو کر اہل اسلام سے خارج ہو گیا۔ گو بظاہر مسلمان کہلائے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے آیات منافقین میں تمام گمراہ گرد مذہب شامل فرمائے ہیں۔ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

اے ہسا اہلس آدم روئے ہست

ہسبہر دست نباید داد دست

دیوبندی علماء آدم نما ابلیس ہیں۔ مسلمانوں کو بولی بول کر کافر بناتے ہیں۔ جیسے مثنوی میں فرماتے ہیں:

زانکہ صیاد آورو بانگ صفر

تافرید مرغ راں مرغ گمر

ان لوگوں کا کفر والحاد ان کی تصنیفات مردودہ سے اظہر من الشمس ہے۔ مسلمانوں پر حجت قائم ہو گئی۔ اہل اسلام ایسے ڈاکوؤں سے ایمان بچائیں اور ان کی چرب لسانی و وساوس شیطانی اور دھوکوں سے بچیں۔ کتاب حسام الحرمین شریف ایسے ڈاکوؤں سے بچنے کے لئے نہایت عمدہ کتاب ہے بلکہ پیر ایمان ہے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ اور جو شخص اس کو برا کہے اسے مردود وہابی دیوبندی سمجھیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے رسالت کھلم کھلا کیا۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سخت توہین کی، اس کے کفریات لا تعد ولا تحصى ہیں جو شخص ایسے ملحدوں کو کافر نہ جانے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

فقیر صانہ القدیر محمد نبی بخش حلوائی لاہوری کان اللہ لہ

marfat.com

Marfat.com

(۱۳۴) واقعی کتاب حسام الحرمین شریف پر عمل کرنا اہلسنت وجماعت کے لئے ایمان کی سپر ہے جو اسے بڑا کہے وہ کاذب اور گمراہ کر ہے۔ سید مختار علی شاہ حال لاہوری

(۱۳۵) حسام الحرمین واقعی صحیح کتاب ہے۔ فی زمانہ درست ایمان کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کا خلاف ضلالت و در ضلالت ہے۔ محمد فضل الرحمن عفی عنہ

فتوائے وزیر آباد

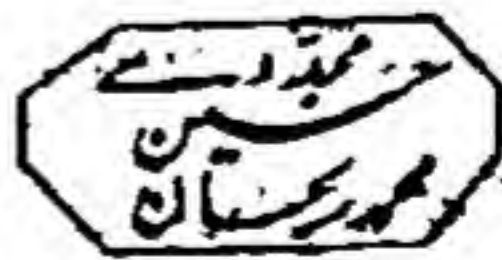
(۱۳۶) واقعی ایسے عقائد والے شخص دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا ایسے شخصوں کے ساتھ اہل اسلام کو مؤانست و مؤاکلت و مشاربت و مجالست کرنا شرعاً حرام ہے۔ دیوبندی ہو چاہے قادیانی ہو۔ ”واللہ یرہدی من یشاء الی صراط مستقیم ومن یضللہ فلا ہادی لہ“ اور کتاب حسام الحرمین کو بندہ نے غور سے پڑھا ہے اور مطالعہ کیا ہے جوابات صحیح اور درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

ابوالمنصور خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ
حال وار دوزیر آباد دروازہ موجدین۔

فتوائے رامپور

(۱۳۷) فتاویٰ حسام الحرمین یقیناً قابل عمل ہے اور صحیح ہے۔

محمد ریحان حسین العمری المجتہد دی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم



فتوائے کانپور

(۱۳۸) فتاویٰ حسام الحرمین واقعی علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دستخط کردہ شدہ اور مصدقہ اور تحریر کردہ ہیں۔ ان علماء میں سے اکثر کو میں جانتا ہوں۔ اس زمانہ میں جبکہ ابن سعود نامہ سعود کے جو روتشد کا زمانہ آیا تو ہندوستان کے غیر مقلدین دوہائین کی بن آئی، انہوں نے اپنی ریشہ دوانی سے ان علماء سے جو بچے رہ گئے تھے ان کو اپنے دستگیر ابن سعود کے ذریعے سے انواع و اقسام کی تکالیف دلوائیں یہاں تک کہ بہت سے اہل مکہ و علمائے مکہ و طائف میں شہید کر دیئے گئے اور بہتوں نے حجاز کو چھوڑ دیا کوئی افریقہ میں اور کوئی یمن میں اور کوئی ملک جاوا میں جا کر امن پزیر ہوا۔ ان فتاویٰ پر ہر مسلمان اہل سنت و جماعت کو عمل کرنا ضروری ہے۔ اور جو مسلمان بعد اطلاع کے عمل نہ کرے گا۔ یا شک کرے گا؟ انہیں وہابیوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ ہر سنی مسلمان کا فرض ہے کہ ان فتاویٰ کے مطابق عمل کرے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد مشتاق احمد عفاء عنہ الصمد سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں
حالا نزیل کانپور مسجد رنگیاں مدرسہ دارالعلوم۔

(۱۳۹) الجواب صحیح والنجیب مصیب العبد فقیر محمد غفرلہ الصمد مدرس مدرسہ احسن المدارس
کانپور

(۱۴۰) جواب صحیح ہے اور مجیب نجیب ہے۔ واقعی ان فتوؤں پر عمل کرنا ضروری ہے اور
امور بالا کے معتقد کافر اور مرتد ہیں۔ کتبہ محمد سلیمان عفا عنہ ذنوبہ خادم آستانہ احمدیہ کانپور

(۱۴۱) الجواب حق لا شک فیہ خادم العلماء ابوالمکرم
محمد وسیم خان عفا عنہ المنان دارالعلوم مدرسہ

marfat.com

Marfat.com

فتوائے انولہ ضلع بریلی

(۱۳۲) حمدہ ونُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ کتاب مستطاب حسام الحرمین مصنفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ رضی اللہ عنہ حق اور بلا ریب حق اور عین حق ہے۔ اس کتاب کی جلالت اس کے صفحات پر ضیا سے ظاہر اس کی رفعت مکان اس کے اوراق پر فضا سے باہر جن علمائے اعلام و مقتدایان انام کے زیریں دستخطوں سے مزین ہے وہ ہستیاں ہمارے لئے مایہ ناز ہیں اور ان کے مواہیر ہی اس کی تصدیق کے لئے مہر ہیں جو کچھ اس کتاب میں مسطور ہے وہ بالکل واقع کے مطابق مسائل شرعیہ کے موافق ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بیشک دعوائے نبوت کیا اس سے وہ مرتد ہوا۔ خلیل احمد انبیٹھوی نے یہ اپنی کتاب براہین قاطعہ میں جس کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔ رب ذوالجلال کو کذب پر قادر ہونا لکھا سید عالم علیہ السلام کے علم کو شیطان و ملک الموت کی وسعت علم سے کم بتایا۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور کے علم کو زید و عمر و اور حبیب و مجنون و حیوانات و بہائم کے علم کے برابر لکھا۔ ہر مسلمان جس کے دل میں ایک ذرہ ایمان ہوگا۔ وہ صاف اپنے ایمان سے فیصلہ کر لے گا۔ آیات کلمات شان اقدس میں توہین ہیں یا نہیں۔ انہیں توہین آمیز کلمات کے قائلین پر علمائے حرمین طہیین نے کفر و ارتداد کے فتوے دیئے تاکہ مسلمان ان کی ظاہری صورت کو دیکھ کر ان کے مکر و کید سے محفوظ رہیں۔

حررہ الفقیر القادری محمد عبدالحفیظ الحنفی السنی عفی عنہ ابن الحضرة عظیم البرکۃ مولانا المولوی الحافظ الحکیم الحاج محمد عبد المجید القادری الانولوی البریلوی ادام اللہ علینا ظللالہ۔

(۱۳۳) الحمد لله الذی نور قلوبنا بنور الایمان ووقانا من شر الفرقة الضالة المضلة الوهابیة وجميع المرتدین واهل الطغیان و افضل الصلاة و اکمل

السلام علی النبی العالم ما یكون وما کان المنزہ من کل عیب و نقصان و علی
آلہ وصحبہ رفیع المکان و اولیاء امعہ و علماء ملتہ ذوی الفضل والاحسان
آمین بیشک کتاب لا جواب حسام الحرمین حق و صواب اور اہل سنت و جماعت کی جان کا
ایمان اور ایمان کی جان دلوں کا سرور آنکھوں کا نور اور اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید
ابرار جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے سروں پر غیظ و غضب کا پہاڑ ان کی
آنکھوں میں غصہ و غم کا جلتا کھٹکتا انگار اور خار اور دلوں میں رنج و الم کا خنجر آبدار ہے۔ لا ریب
اس میں علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً نے ان
سرگروہ و ہابیہ ملا عنہ مذکورین فی السوال اور غلام احمد مرزا قادیانی خذلہم اللہ
تعالیٰ فی الدنیا و الآخرۃ پر ان کے عقائد خبیثہ فاسدہ و اقوال کفریہ باطلہ کے سبب فتوائے
کفر و ارتداد دیا اور صاف صاف بالاتفاق فرمادیا اور حکم شرع سنادیا کہ من شک فی کفرہ
وعذابہ فقد کفر جو ان خبیثائے ملا عنہ کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں
شک کرے۔ وہ بھی انہیں جیسا کافر و مرتد ہے۔ اس لیے کہ اس نے اللہ عز و جل کی جلالت و
عزت محمد رسول ﷺ کی عزت و حرمت کو ہلکا جانا اور ان کے بدگوئیوں کو کافرنہ جانا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

کتبہ الحقیر الفقیر الی جناب القدر محمد عبداللطیف القادری الحنفی
السُّنَّی الانولوی البریلوی عفی عنہ وعن والدیہ بمحمد النبی الرّؤف الرحیم
علیہ و علی آلہ و اصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین آمین ثم آمین۔

فتوائے ہلدوانی ضلع نمنی تال

(۱۳۴) حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سراسر حق و ہدایت ہیں ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے لازم و ضروری ہے ان کا خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بدوین بندہ شیاطین واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔

حررہ ابو الفہاض عبدالحی علمی غفرلہ خادم مدرسہ معین الاسلام ہلدوانی۔
(۱۳۵) هذا الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ کتبہ محمد اسمعیل

فتوائے مان بھوم

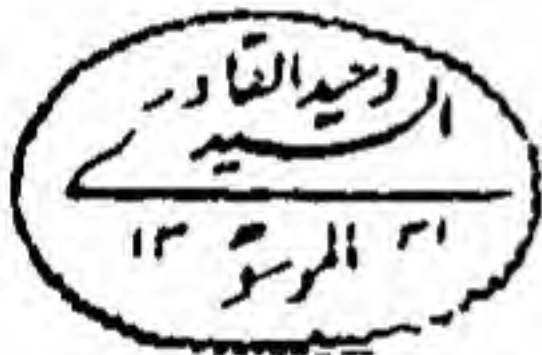
(۱۳۶) علمائے حرمین شریفین نے ان کے اقوال پر مطلع ہو کر فتویٰ دیا اور ان کو حق تھا کہ ایسے اقوال ملعونہ کہنے والے کے لئے اللہ اور اس کے رسول جل وعلا علیہ السلام کا حکم صاف صاف بیان فرمادیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو بہتر جزا دے آمین۔ حسام الحرمین شریفین کے فتاویٰ بیشک حق ہیں ان میں شک کرنے والا وہی ہیں جو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ کل مسلمانوں کو ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فقیر ابوالکشف محمد یحییٰ العلی غفرلہ ذنوبہ مدرسہ اسلامیہ کنواڑہ ضلع مان بھوم

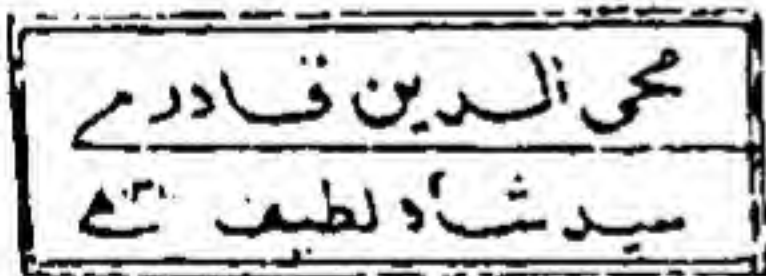
فتوائے حیدر آباد کن

(۱۳۷) ان سب (قادیانی، گنگوہی، نانوتوی، انیسٹھوی، تھانوی) کی ہرزہ سرائی اور یا وہ گوئی اور گستاخی و بے ادبی کا دندان شکن جواب حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رحمہ اللہ نے نہایت مدلل طریقہ سے دیا ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین میں بھی ان

کی اچھی خبر لی گئی ہے۔ ہدایت پر آنیوالوں کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ البتہ جن کے قلب پر قساوت کی مہر لگا دی گئی ان کے لئے نہ تو قرآن شریف ہی ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے اور نہ رسولوں کی تبلیغ ”ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ“ علاوہ ان خبیث عقائد کے سب سے بڑا فتنہ جو ان کی کتابوں سے برپا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جس کسی مسلمان کو انہوں نے اپنے عقائد سے چاہے جزئیات ہی میں کیوں نہ ہوں مختلف پایا ساتھ ہی اس کو کافر ٹھہرایا ان کی اس کوتاہ نظری اور کافر گری کے باعث ان کے ہم خیال معدودے چند حواریوں کے سوا باقی روئے زمین کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے ہیں۔ العیاذ باللہ جس گروہ کا صبح سے شام تک یہ کام ہو کہ مسلمانوں کو کافر بنایا کرے ان کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے۔ اور ان کی اس کافر گری کے سبب علمائے حریمین نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ سراسر حق ہے اس کتاب کے طبع ہونے کے بعد سے حق واضح اور باطل سرنگوں ہو چکا خود اس کتاب کا اسم گرامی اپنی حقانیت کا آپ ضامن ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروردگار عالم ہر عاشق رسول ﷺ کو ان کافر گروں کے شرور و آفات سے مامون و مصون رکھے۔



المجیب الفقیر الی اللہ الغنی السید محمد
بادشاہ الحسینی واعظ مکہ مسجد۔ حیدر آباد دکن۔



(۱۴۸) الجواب صحیح احمد حسین

(۱۴۹) المجیب الحبیب لبیب مصیب

(۱۵۰) بعد الجواب لاریب فیہ (محی الدین قادری، سید شاہ لطیف ۱۳۱۱ھ)

(۱۵۱) الحبیب مصیب جو شخص ان حضرات وہابی اعتقاد و خفی فروغ کی کتابیں دیکھتا ہے تو پاتا ہے کہ ہر قدم پر اہل حق کی تکفیر اور حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنی دانست میں تحقیر

کرتے ہیں اور رات دن اسی فکر میں اپنی عمر گزارتے ہیں اور روز ایک نیا مسئلہ اسی مقصد کا نکالتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ فوارہ تکفیر ہیں کہ ازومی خیزد و برومی ریزد یہ لوگ غیر مقلدین سے بدتر ہیں کہ ان کو ائمہ سے اختلاف ہے اور ان حضرات کو حبیب خدا سے عداوت ہے۔ ”یریدون لیطفوا نور اللہ باقواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون“۔



الفقیر عبدالقادر قادری حیدر آبادی سینئر
پروفیسر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن)

فتوائے سورت

(۱۵۲) کتاب مستطاب حسام الحرمین شریفین بیشک حسام اہل اسلام ہے اس کتاب فیض نصاب میں حرمین طہیین زاحمما اللہ شرفا و تکریمًا کے اکابر علمائے کرام و مفتیان عظام نے قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، ایٹھھی، تھانوی پر نام بنام فتوے دیا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے اپنے عقائد خبیثہ و کفریات ملعونہ کے سبب اسلام سے خارج کافر و مرتد بد دین گمراہ گمراہ گر ہیں جو شخص ان کے عقائد کفریہ سے واقف ہو کر باوجود علم اور سمجھنے کے ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے پر شک کرے وہ بھی کافر و مرتد گمراہ ہے۔ یہ سب صحیح اور قابل عمل ہیں۔ مسلمانوں کو اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ المسکین سید غیاث الدین بن مولانا حافظ سید غلام محی الدین سنی حنفی قادری نقشبندی غفرلہ ولوالدیہ فی الحال مقیم سورت۔
(۱۵۳) الجواب صحیح غلام محی الدین قادری غفرلہ اللہ ذنبہ

(۱۵۴) الجواب صحیح سید احمد علی عفی عنہ

(۱۵۵) الجواب صحیح غلام محمد

(۱۵۶) الجواب بے شک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حرفاً حرفاً صحیح و درست اور بجا حق ہے اور جن لوگوں کا سوال میں تذکرہ ہے وہ یقیناً کافر و مرتد ہیں اور جو ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ تمام مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا شرعاً فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد نظام الدین قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی غفرلہ از مقام سورت

فتوائے بھروج

(۱۵۷) کتاب حسام الحرمین میرے پاس ہے اور میں نے تمام پڑھی ہے۔ اسی کتاب میں قاسم نانوتوی، گنگوہی، انیسٹھوی، تھانوی، قادیانی اور ان کے ہم خیال شخصوں پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے کفر کے فتوے ہیں۔ اور یہ کہ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہو کر کے بعد بھی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب سے کتاب حسام الحرمین شائع ہوئی ہے تب سے تو آج تک شاید کوئی ان کے عقیدہ والا ہی ان کو مسلمان جانتا ہوگا۔ ان کا کفر روشن اور سب کو معلوم ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کی کتابوں سے بھی ان کے کفریات کو پورا روشن ثبوت ہے۔

فقط الفقیر بندہ عباس میاں ولد مولوی علی میاں صاحب صدیقی از بھروج لال بازار

حاجی مولوی محمد عباس سیاحی

marfat.com

Marfat.com

فتوائے بمبئی و بدایون ودھلی

(۱۵۸) الجواب واللہ الملہم للصواب اللہم صل وسلم وبارک علی من اوتی علوم الاولین والآخرین وعلی الہ وصحبہ اجمعین بے شک دعوائے نبوت یا کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی کو جدید نبی کا وجود جائز بتا کر ختم نبوت کا بحال رہنا تسلیم کرنا یا خدائے قدوس جل جلالہ کو بالفعل یا بالقوہ کاذب جاننا یا حضور پر نور ﷺ کے مطلق علم غیب سے انکار یا حضور اکرم ﷺ کے علوم مقدسہ غیبیہ کو بچوں یا گلوں جانوروں کی طرح جاننا یا تشبیہ دینا معاذ اللہ حضور پر نور ﷺ کو علم میں شیطان سے کم کہنا یہ جملہ امور بوجہ تنقیص شان اقدس سرکار رسالت ﷺ کفر صریح ہیں۔ پس علمائے کرام و مفتیان عظام حرین محترمین متعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم کا ان امور اور ان کے قائلین و معتقدین کے متعلق کفر کا فتویٰ دینا حق و بجا اور کتاب حسام الحرمین جو ان فتاویٰ کا مجموعہ مزید توضیحات ہے صحیح و زیبا ہے۔ ہر مسلم پر واجب ہے کہ مذکورہ بالا لغویات سے مجتنب اور مفتیان عظام حرین محترمین و علمائے کرام اہل سنت و جماعت کے ارشادات عالیہ کا معتقد و ملتزم رہے سرکار رسالت ﷺ کی شان اقدس میں غایت ادب کو اصل تو حید اور اسی کو اہل حق کا مسلک سدید اور موہبت رب مجید و مثر فضل مزید تصور کرے۔ (ونعم ما قیل واللہ درقائلہ) ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں: اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔ واللہ الموفق للخیر والمسؤل حسن الختام۔

حررہ الوری میرزا احمد قادری کان اللہ ناظم سنی کانفرنس صوبہ بمبئی۔

(۱۵۹) جواب صحیح ہے مولے تعالیٰ مجیب لبیب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

شیخ نور الحق نذیر احمد خندی مدیر غالب بمبئی۔

(۱۶۰) بے شک جن لوگوں کا ذکر استفتاء میں کیا گیا ہے ان لوگوں کے اقوال سے اہل

marfat.com

Marfat.com

اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ لہذا علمائے حرمین شریفین نے اور حضرت مجیب نے فتوے ہذا میں جو لکھا ہے بجا ہے ایسے لوگوں سے ملنا جلنا ہرگز جائز نہیں جب تک وہ علی الاعلان توبہ نہ کریں۔

ابو المسعود محمد سعد اللہ مکی۔ خادم مسجد زکریا بمبئی

(۱۶۱) الجواب صحیح محمد ابرار الحق غفرلہ

(۱۶۲) اصاب من اجاب حافظ عبد المجید دہلوی عفی عنہ

(۱۶۳) ذلك كذا لك اني مصدق لذلك محمد جميل احمد القادري البدايوني

امام مسجد اہلسنت خوجہ محلہ بمبئی

(۱۶۴) لاشك في ان الجواب صحيح والمجيب قابل مصيب واعتقاده لازم على

كل المسلمين خادم العلماء محمد معراج الحق صديقي عفی عنہ

(۱۶۵) الله اكبر۔ ما افتى به العلماء الكرام جزاهم الله خيرا الجزاء في حسام

الحرمين فهو موافق و مطابق للاصول و جرى بالقبول والله اعلم وعلمه اتم

واحكم

احقر الطلبة محمد ابراهيم الكهنی القادري البدايوني غفرلہ

(۱۶۶) مجیب کا جواب نہایت صحیح ہے اللہ پاک مجیب کو اجر عظیم عنایت فرمائے۔

غلام محمد لکھنوی عفی عنہ

(۱۶۷) بسم الله باذن رسول ﷺ۔ اشاعت عقائد فاسدہ اور تبلیغ کفریات کی کثرت

دیکھنے کے بعد ناممکن تھا کہ ارباب حق اظہار حق و صدق سے گریز کرتے سیف بڑاں حسام

الحرمین باطل پرستوں کے فاسد عقیدوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والی وہ مدلل بہترین اور

زبردست کتاب ہے جس کو ترتیب دینے کے بعد مؤلف مبرور نے نہ صرف حق اسلام ادا کیا

marfat.com

Marfat.com

بلکہ وارفتگان اسلام پر وہ احسان کیا کہ زندگی بھر اس کا حقیقی شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا۔ مجیب نے سوال بالاکا جواب ابرقام فرمایا ہے وہ عین شرب اہل سنت و جماعت ہے۔ مالک عالم جل جلالہ ان کو جزا عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کو توفیق یقین و عمل نصیب کرے۔ حررہ الفقیر محمد المدعو بعبد العلیم الصدیقی متوطن مہرہ

(۱۶۸) الجواب صحیح احقر العباد کترین خاکپائے انا محمد فضل کریم دہلوی، امام مسجد رنگاری محلہ۔

(۱۶۹) ذلک كذلك عبد الحليم النوري الشاهجهان پوری

(۱۷۰) بے شک حسام الحرمین عقائد باطلہ کے بطلان کے واسطے شمشیر بران ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کے لئے بہترین کتاب ہے۔ خداوند عالم مجیب کو اظہار حق پر جزائے خیر دے۔ محمد شمس الاسلام خلف مولوی عبدالرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

(۱۷۱) حضرت مجیب صاحب دام فیضہ کا جواب صحیح ہے۔ بیشک مرزا غلام احمد قادیانی، و رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و خلیل احمد کے اقوال جو ان کی تصانیف میں موجود ہیں قطعاً یقیناً وہ اقوال کفریہ ہیں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے "من شک فی کفره وعذابه فقد کفر اللہ تعالیٰ" اہل اسلام کو بد مذہبوں کے عقائد سے بجائے۔ آمین ثم آمین

حررہ محمد عبد الحليم امام مسجد دھوبی تالاب

(۱۷۲) اصاب من اجاب حافظ عبد الحق عفی عنہ امام مسجد قبرستان خورد بمبئی

(۱۷۳) الجواب صحیح والمجیب نجیب حررہ العبد الاکرم محمد عبد اللہ عفی عنہ

(۱۷۴) صحیح الجواب محمد عبد الحلق عفا عنہ الرازق پیش امام مسجد حجرہ محلہ

(۱۷۵) بیشک حسام الحرمین بیمار ان عقیدہ کے لئے ایک معجون ہے۔

خادم الطلاب محمد احمد خان دہلوی

(۱۷۶) الحمد للہ مجھ خاکسار کا بھی یہی عقیدہ اور اسی پر اتفاق ہے۔ الجواب صحیح
عبدالرحیم بن محمد علی دہلوی عفی عنہ۔

(۱۷۷) کتاب حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے وہابیہ دیوبندیہ پر جو
فتویٰ دیا ہے۔ فقیر کو اسی سے اتفاق ہے۔ فقیر سید احمد علی برہان پوری عفی عنہ

(۱۷۸) فتاویٰ حسام الحرمین حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی
جیلہ کا حق ایک اور صحیح فیصلہ مذہبی ہے کہ حضرت مرحوم نے علمائے حرمین شریفین کے روبرو
رکھ کر مسلمانان اہل سنت کے لیے مستند و معتبر فتاویٰ شرعی مرتب کر دیا ہے۔ اور یہ امر ظاہر
ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی اہانت خواہ وہ کنایہ ہی ہو کفر ہے۔ لہذا فتاویٰ مذکور موافق کتب شرعیہ
اور مطابق مسلک حنفیہ ہے۔ اس سے انکار کفر و ضلالت ہے۔
فقط عبدالغفار حنفی حوض قاضی دہلی۔

فتوائے بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۷۹) فتاویٰ حسام الحرمین نہایت صحیح و حق و مدلل ہیں ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم
ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ و نجدیہ خذلہم اللہ الیٰ یوم التئاد سے
اجتناب کرے۔ اور ان کے اقوال و عقائد پر لا حول بھیجے۔ وما علینا الا البلاغ المبین
کتبہ الحقیر الفقیر الی اللہ المتین المدعو بمحمد امین القادری الشتی
الاشرفی عفی عنہ بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۸۰) بلا ریب جمیع اہل سنت و جماعت کو ان عقائد باطلہ سے اجتناب ضروری ہے اور
قائلین ان کے بلاشبہ کافر اور مرتد ہیں۔ جسکا مفصل حال و کیفیت حسام الحرمین میں مندرج
ہے، جو بالکل صحیح ہے۔

راقم الحروف حقیر فقیر محمد جسیم امام مسجد مرغی محلہ کرا فورڈ مارکیٹ بمبئی ساکن بھیمڑی۔

(۱۸۱) الجواب صحیح محمد یوسف صدیق اللہ شاہ چشتی قادری اشرفی عفی عنہ (شافعی) خطیب جامع مسجد بھیڑی۔

(۱۸۲) اصاب من اجاب محمد یسین مدرس مدرسہ نجم الاسلام بھیڑی۔

(۱۸۳) صحیحہ الجواب فقہر خادم العلماء والفقراء محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہ ذلہ المعنوی والصوری۔

فتوائے جام جو دھپور کا ٹھیاوار

(۱۸۴) الجواب ومنہ ہدایۃ الحق والصواب بیشک مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم نانوتوی وخیل احمد انیسٹھوی واشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی اپنے اقوال کفریہ وعقائد مردودہ کے سبب کافر ومرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پا کر اس کے بعد بھی ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے بلا ریب وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ ان لوگوں کے متعلق مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً کے مفتیان کرام وفضلائے عظام نے جو حکم صادر فرمایا ہے جس کا مجموعہ حسام الحرمین کے نام طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ حق ہے اور تمام امت مصطفویہ علیہا الصلوٰۃ والسلام پر اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا فرض قطعی ہے: وما ذابعد الحق الا الضلال هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔



کتبہ العبد المفتقر الی مولانا محمود جان السنی
الحنفی القادری الفشاردی ثم الجام جو دھپوری
الکاتھیاواری۔

(۱۸۵) مذکورین فی السوال قادیانی، دیوبندی، گنگوہی، انیسٹھوی، نانوتوی، تھانوی نہ صرف مسائل فرعیہ اجماعیہ اہلسنت میں مخالف ہیں بلکہ اللہ ورسول جل وعلا و پیغمبر کے دشمن اولیائے کرام سے بدظن حتیٰ کہ مسائل تزیہہ و تقدیس باری و تکریم رسالت پناہی میں جوعالی و اہم واقدم مسائل ضروریہ دینیہ سے ہیں۔ ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان ومن تبعہ کے ہم عقیدہ ہیں جس نے تمام امت کو کافر و مشرک کہا اور روضہ پاک سرور انبیاء صاحب لولاک علیہ السلام کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ قبحہم اللہ تعالیٰ وخذلہم پس ان کا علم وہی ہے جو حضرت مفتی صاحب اور حضرات مفتیان حرمین شریفین نے دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ العبد العاصی غلام مصطفیٰ السنی الحنفی القادری عفی عنہ

فتوائے دھوراجی کا ٹھیاوار

(۱۸۶) مذکورین گروہ کے عقائد باطل اور مردود ہیں اور عقیدہ اہلسنت و جماعت سے مطرود ان لوگوں کے کفر میں شک کچھ نہیں مطلق کافر ہیں الحق علمائے محققین و مفتیان فاضلین حرمین شریفین نے ان لوگوں پر کفر کا فتوے دیا اظہار حق کا فرض ادا کیا اور حضرت مولانا بالعز والفخر اولنا حامی ملت و دین سیف الحق علی اعناق المنکرین مقبول بارگاہ یزداں مولوی احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ مقدسہ حسام الحرمین ہر ایک مسلمان کے لئے تحفہء دارین ہے۔ ہر شخص مومن کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضرور اور فرض ہے۔ اگر اصلاح اسلام و دین اور قوت ایمان و یقین چاہتا ہو تو اس کتاب پر عمل کرے اس کو اپنا وظیفہ کر لے جس کا ہر ایک کلمہ و سطر مجلی نظر و مسیح اثر ہے۔ واللہ یھدی الی سواء السبیل واللہ اعلم

الساظر الخاطی خادم العلماء عبدالحکیم بن المولوی حامد صاحب المرحوم متوطن دھوراجی

marfat.com

Marfat.com

(۱۸۷) کتاب مستطاب حسام الحرمین وہ کتاب ہے جس پر کامل اعتقاد رکھنا اور پورا عمل کرنا ہر ایک مسلمان کو لازم ہے، یہ کتاب لا جواب با صواب برحق ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

راقم آثم عبدالحلیم بن حاجی مولوی عبدالکریم ساکن دھوراجی کاٹھیاوار۔

(۱۸۸) جواب برحق ست۔ طالب العلماء خادم الفقراء

احقر حاجی نور محمد بن ایوب صاحب۔

(۱۸۹) الجواب صواب خادم العلماء صالح بن احمد میاں مرحوم بقلم خود۔

(۱۹۰) الحجیب مصیب فی جوابہ سعید الدین مدرس مدرسہ جامع مسجد دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۱) جو جناب مولانا عبدالکریم صاحب نے استفتاء کا جواب با صواب تحریر فرمایا ہے۔ اس پر تمام اہل سنت و جماعت کو عقیدت مند ہونا چاہیے اگر ذرا الغزش ہوئی شیطان کی طرح مارا گیا۔

بندہ حقیر فقیر حکیم محمد عبدالرشید خاں بدایوانی وارد حال دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۲) حسام الحرمین شریف جو فتاویٰ ہیں وہ موافق کتب صحیحہ معتبرہ مذہب اہلسنت کے درست بلکہ بہت ہی اصح ہیں۔ لہذا اس کا خلاف مذہب اہلسنت کا خلاف ہے۔

فقیر حقیر خاکسار بے مقدار محمد علی بن ابراہیم علی حال مقیم یتیم خانہ اسلامیہ دھوراجی

(۱۹۳) کتاب مستند حسام الحرمین میں بیدین مرتد وہابیہ کے بارے میں قرآن شریف و حدیث نبوی ﷺ کے مطابق کفر کا حکم فرمایا ہے بیشک وہ حق اور سچ ہے جو شخص بیدینوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

راقم آثم خادم العلماء محمد میاں بن حاجی صالح میاں ساکن دھوراجی

تصدیقات فتوائے مارہرہ مطہرہ

(۱۹۳) حضرت مجیب مدظلہم الاقدس نے جواب سوال میں جو کچھ افادہ فرمایا وہ حق و صواب بلا ارتیاب ہے۔ سوال میں جن اکابر وہابیہ کے نام درج ہیں ان کے متعلق حسام الحرمین میں جو احکام تحریر فرمائے ہیں ان پر اعتقاد جازم لازم واجب العمل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ضیاء الدین المکنی باہی المساکین عفا عنہ رب العالمین۔

(۱۹۵) جواب سوال میں جو کچھ حضرت مجیب زیدت فیوضہم و دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا ہے وہ عین حق ہے۔ بیشک یہ سب اشخاص مندرجہ سوال موافق فتاوائے حسام الحرمین کافر ہیں ان کے کفر میں شک و شبہ کرنے والا خود کافر ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
عبدالحی قادری رضوی پہلی بھیتی بقلم خود

(۱۹۶) کتاب حسام الحرمین میں جن کی تکفیر کی گئی وہ حق ہے۔ وما ذابعد الحق الا الضلال و الحق احق ان یقبل فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد شمس الدین قادری رضوی ناگپوری غفرلہ

(۱۹۷) حسام الحرمین جسمیں ان ملعونین مذکورین فی السوال کی تکفیر علمائے کرام و سادات العظام نے فرمائی ہے۔ حق اور صواب ہے بلکہ ان کے اقوال پر مطلع ہو کر تکفیر نہ کرنیوالا بھی قطعاً نہیں میں سے ہے۔ کتب فقہ اس مسئلے سے مملو ہیں۔ کہ ”من شک فی کفرہ فقد کفر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب“۔

فقیر ابوالضیاء محمد حفیظ اللہ اعظمی قادری رضوی غفرلہ

(۱۹۸) حضرت سیدی شاہزادہ خاندان برکات مولوی سید محمد اولاد رسول محمد میاں صاحب مدظلہم العالی نے جواب باصواب تحریر فرمایا وہ بلاشبہ حق ہے۔ قادیانی، گنگوہی، تھانوی،

انیٹھوی، نانوتوی مذکورۃ سوال یقیناً مرتد ہیں۔

فتوائے مبارکہ حسام الحرمین قطعاً حق ہے۔

العبد ابوالمرتضی مطیع الرضا امیر حسن عفی عنہ مراد آبادی

(۱۹۹) قبلہ عالم حضرت شاہ محمد میاں صاحب کے ہر لفظ سے اتفاق ہے فقط

خاکسار ابوالارشا سید سجاد حسین متوطن قصبہ شیش گڑھ ضلع بریلی

(۲۰۰) الجواب صحیح خادم العلماء غلام احمد فریدی رضوی بقلم خود

(۲۰۱) الجواب صحیح فضل احمد عفی عنہ

(۲۰۲) الجواب حق مدلل بالاصول والحق احق بالقبول وان انکرہ الجاہد

الضلول وانا العبد الغریب السید محمد حسن عرب المدنی المغربی السنوسی

القادری النقشبندی الفضل الرحمانی عفی عنہ

(۲۰۳) الجواب صحیح والمنکر فصح بشر حسن دہلوی قادری رضوی عفی عنہ

فتوائے بھیت

(۲۰۴) الجواب واللہ الملهم للصدق والصواب علمائے حرمین طہیہ نے جو

کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ بالکل حق و بجا ہے۔ واجب القبول ولائق عمل ہے۔ حسام الحرمین

میں جو شائع ہو چکا ہے یہ فتاویٰ اہل حق اور ناسبان مختار کل حضرت حق جل وعلا و علیہ السلام

سراسر حق و صواب ہیں اہل اسلام کو ان فتاویٰ پر اعتقاد رکھنا عمل کرنا فرض ہے اور جو جان

بوجھ کر ان کو نہ مانے وہ مومن نہیں اس کی تصریح و تشریح و تفصیل و توضیح کتب مصنفہ امام

العلماء سید الاولیاء وارث سید الرسل نائب خاتم الانبیاء علیہ السلام حضرت عظیم البرکۃ روح

المملۃ والشریعۃ والسنت والطریقۃ محی الاسلام والدین مجدد مائتہ حاضرہ عالم دین و سنت امام

marfat.com

Marfat.com

اہل سنت مولانا مولوی حاجی حافظ قاری مفتی شاہ احمد رضا خان قبلہ فاضل بریلوی رحمہ اللہ ولفعلنا
 اللہ تعالیٰ والمسلمین ببرکاتہ فی الدین والدنیا والآخرۃ میں خوب روشن و واضح طور
 پر موجود ہے۔ اس فقیر نا کارہ و طالب علم ناسزا کا بھی بحمد اللہ تعالیٰ وہی مذہب و مسلک و دین
 و ایمان ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اسی پر رکھے اسی پر مارے اسی پر اٹھائے جو اس کے خلاف چلے اور
 مخالف بتائے وہ پکا بد مذہب و بے دین گمراہ و گمراہ گر ہے۔ جو اس کو صحیح نہ مانے وہ بھی جہنمی
 ہے۔ اہل اسلام کو اگر اپنا دین و ایمان درست رکھنا منظور ہو تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے
 ان پر عمل کریں۔ افسوس کہ اب اہل اسلام کی یہ حالت ہو گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ ان کی
 تحریروں اور فتوؤں کے متعلق سوال کرنے لگے یہ کمزوری ایمان ہے۔ تمام دنیا کو آنکھیں بند
 کر کے ان پر عمل کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک ہندوستان بھر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ان
 سے افضل و اعلیٰ ہو جس سے ان کی بابت سوال کیا جائے، یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی شخص یہ
 کہے کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ افضل الرسل و سید الکمل ہیں تو کیوں صا
 حب یہ بات صحیح و قابل عمل ہے۔ ”استغفر اللہ اللہم احفظنا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
 العلیٰ العظیم۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی محمد خلیلہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد
 و علی آلہ و اصحابہ و علماء امتہ و اولیاء ملتہ و علینا معہم اجمعین برحمتک یا ارحم
 الراحمین الیٰ یوم الدین آمین۔“

فقیر قادری ابوالفضل محمد عبدالاحد حنفی رضوی غفرلہ ابن حضرت ولی با خدا مولانا شاہ
 وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العالی ناظم مدرسۃ الحدیث پہلی بھیت مشہور
 ہسلطان الواعظین صانہ اللہ تعالیٰ عن شر کل حاسد اذا حسد و شر کل
 مارد و عفريت۔

فتوائے آگرہ

(۲۰۵) الجواب وهو الموفق للصواب اقوال مذکورہ فی السؤال میرے والد بھی نعوذ باللہ کہتے تو بھی ان پر توہین کی وجہ سے کفر عائد ہوتا۔ قرآن میں ہے۔ واللہ ورسولہ الحق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین یعنی اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو راضی رکھنے کے لئے کوشش چاہیے اور وہی اس کے مستحق ہیں کہ راضی کیے جائیں ان کے مقابلہ میں کسی کی کیا ہستی ہے۔ جو فتویٰ موسوم بہ حسام الحرمین ہے۔ مدلل بدلائل شرعیہ ہے اس کو جاہل بے علم گمراہ بد مذہب نما تو نہ مانے، سنی مسلمان تو مجبور ہے ماننے کے لئے، واللہ اعلم وعلمہ



اتم
نثار احمد عفا اللہ عنہ
مفتی جامع مسجد آگرہ

فتوائے سی ضلع پشاور

(۲۰۶) الجواب من وجه الكتاب قال صاحب الهدایہ فی باب التراویح عادة اهل الحرمین الشریفین وتوارثهم دلیل شرعی فاجماعہما دلیل شرعی بالطریق الاولیٰ فالعمل بحسام الحرمین المکرمین واجب قطعاً وایضاً اذا طبع فارسل الی امام اهل السنة والجماعة المرحوم البریلوی فطالعتہ فوجدتہ صحیحاً مطابقاً للاصول الشرعیة فیعمل بہ من له العقائد الاسلامیة اگر نام مبارک حسام الحرمین نبودے من از کتب معتبرہ کفر اشخاصیکہ عقیدہ ہائے مزبور داشتہ باشند و نیز عدم قبول توبہ ایشان بلا قتل تحریر کردے۔ لکن بخیاں ادب حسام الحرمین چیزے نہ نوشتہ عقیدہ ہمہ اہل السنۃ والجماعۃ بلکہ عقیدہ ہمہ مومنان مسلمانان ہمیں است کہ در حسام الحرمین مذکور است

marfat.com

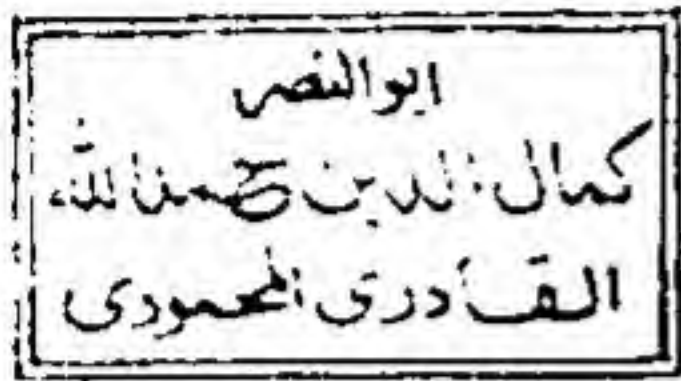
Marfat.com

العبد خادم الشريعة المحمدية والطريقة القادرية المحمودية الى الله عز شأنه شيخ الاسلام
ابو النصر كمال الدين الحاج الخليفة المولوى حمد الله القادرى المحمودى۔

خليفه خاص بغداد اشرف البلاد

مہتمم مدرسہ قادریہ محمودیہ عالیہ

ساکن ہجری ضلع پشاور



فتوائے مدرسہ شمس العلوم بدایوں

(۲۰۷) بے شک اللہ پاک کی کسی صفت میں نقص کا اعتقاد موجب کفر ہے اور یقیناً اہانت
انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیز ختم نبوت سے انکار اور جناب سرور کائنات فخر موجودات
ﷺ کو خاتم الانبیاء نہ ماننا اور ان کے بعد دعوائے نبوت یا رسالت موجب کفر ہے جس
شخص کے عقائد اس قسم کے ہوں اس کے کفر کا فتویٰ واجب الاشاعت ہے۔

عبدالسلام عفی عنہ مدرس اول مدرسہ شمس العلوم واقع بدایوں

فتوائے مفتی فرنگی محل لکھنؤ

(۲۰۸) صورت مسئلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا اور سرکار رسالت ﷺ کی
شان میں بے ادبی کرنا حد کفر کو پہنچاتا ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبدالقادر عفا اللہ عنہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

فتوائے سراج گنج بنگال

(۲۰۹) فتاویٰ علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زاحمما اللہ شرفاً و تعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہو کر ملک میں شائع ہو رہے ہیں وہ بے شک حق ہیں اور تمام مسلمانوں پر ان کے حکموں کو حق جاننا اور ان فتوؤں کے مطابق عملدرآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے مذکورہ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، فی الواقع وہ لوگ ان اقوال کفریہ اور عقائد باطلہ و فاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہو گئے اور جو لوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر ہونے میں شک کریں، وہ بھی کافر ہیں کیوں کہ ان لوگوں نے اللہ و رسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور ان کی شان گھٹائی ہے اور اللہ و رسول سے بے ادبی کرنے و گستاخی والا البتہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اعمال نیک ضائع اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۃ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

”أَيُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَذَّبَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَبَاكَتْ مِنْهُ أُمْرَأَتُهُ“

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرف کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہو گیا اور اس کی جو رواس کے نکاح سے نکل گئی۔

در مختار میں ہے:

”الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيِّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تَعْمَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرَهُ فَقَدْ كَفَرَ“

marfat.com

Marfat.com

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی کرنے کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جو شخص اس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بد عقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جو فروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین و ایمان کی حفاظت و نگہبانی کریں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الہدی۔

راقم بندہ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔ سراج گنج بنگال

فتوائے پارہ ضلع اعظم گڑھ

(۲۱۰) بیشک بیشک فتاویٰ حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق و صحیح و درست و صواب ہے اور بلا ریب جن لوگوں پر اس میں کفر کا فتویٰ ہے ان میں سے ہر ایک کافر مرتد مستحق عذاب ہے ایسا کہ جو اس کے کفری قول بدتر از بول پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ کہے وہ بھی خارج از اسلام اور دو جہاں میں رو سیاہ و خانہ خراب ہے۔ جس قدر احکام حسام الحرمین شریف میں ان مرتدوں پر فرمائے ان سب پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض بلاشبہ و اریاب ہے۔ جو ان پر عمل کرے گا، اس کے لئے نور و نجات و ثواب ہے اور جو ان پر عمل نہ کرے اس کے واسطے ظلمت و ہلاک و عقاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر نور محمد اعظمی قادری رضوی غفرلہ
ساکن موضع پارہ ڈاکخانہ سورہن ضلع اعظم گڑھ

فتوائے کرمر ضلع بلیا

(۲۱۱) لاشك ان ما فتى به علماء الحرمین المحترمین فی الكتاب المستطاب المسمى بحسام الحرمین علی منحر الكفر والمین فهو حق و صواب و صحیح و كل واحد من الذین افتى العلماء بكفرهم من القادیانی و النانوتوی والنوہی والانبیہی والتہانوی كافر مرتد فضیح ومن شك فی كفر احد من هؤلاء الخمسة بعد اطلاعه علی اقوالہم الکفریة فهو خارج من الاسلام داخل فی الکفر القبیح ومن عمل بالاحکام المصرح بہا فی حسام الحرمین فهو ناجٍ مثاب نجیح لان کلها حق صراحہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدۃ اتم واحکم۔

فقیر ابوالمسعود فرقان الحق محمد عبدالعظیم قادری رشیدی عیسیٰ شاہدی عفی عنہ
ساکن موضع کرمر ڈاکخانہ جیگر سنڈھ ضلع بلیا۔

فتوائے فتحپور ہسوہ

(۲۱۲) بیشک حسام الحرمین شریف میں علمائے کرام ومفتیان عظام مکہ مکرمہ ومدینہ محترمہ نے جو کچھ فرمایا تحریر سب حق و درست اور سراسر نور ہے قادیانی گنگوہی نانوتوی انبیٹھوی تھانوی جن پر کتاب مذکور میں کفر کا فتویٰ دیا ان میں سے ہر ایک ضروریات دینیہ اسلامیہ کا منکر اور کافر مرتد اور اسلام سے نفور ہے۔ حسام الحرمین کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان پر ضرور ہے، حق سے اندھی باطل ہیں آنکھیں اگر اس کی حقانیت کا انکار کریں تو اس میں کتاب موصوف کا کیا قصور ہے۔ ”ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوة“ فرمان رب جبار و غفور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد عبدالعزیز خاں قادری چشتی اشرفی عفی عنہ ساکن محلہ زیدوں فتحپور ہسوہ۔

(۲۱۳) الجواب صحیح و صواب ومن خالفه يستحق سوء العقاب واللہ اعلم
ورسولہ جل جلالہ و علیہ السلام۔

فقیر محمد یونس قادری چشتی اشرفی سنبھلی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والحلی

(۲۱۴) الجواب هو الحق الحقیق بالقبول ولا ینکرہ الا المرتد الجہول۔
فقیر احمد یار خاں قادری بدایونی عفی عنہ

(۲۱۵) الجواب صحیح والمجیب نجیب وخلافہ باطل۔

وانا العبد الفقیر ابو الاسرار

محمد عبد اللہ المراد آبادی غفرلہ اللہ ذوالایادی

فتوائے ریاست رام پور

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اہلسنت ومفتیان دین و ملت کثرہم اللہ
تعالیٰ و نصرہم ان مسائل میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی
شان میں سخت سخت گستاخیاں کیں اور دعوے نبوت کیا ایک مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳
پر لکھا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے
سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر
زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ”ولکن رسول اللہ وخاتم
النبيين“ فرماتا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تائید خزانہ معنی صحیح

marfat.com

Marfat.com

ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔ صفحہ ۴ پر لکھا ہے سوا سی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور وہ آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۴ پر لکھا اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۲۸ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ایک دوسرے مولوی سے استفتا کیا گیا کہ وہ شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان یا کافر بدعتی ضال ہے یا اہلسنت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری کو اس دوسرے مولوی نے فتویٰ دیا اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیوں کہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے خلف وعید خاص ہے۔ اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہیے

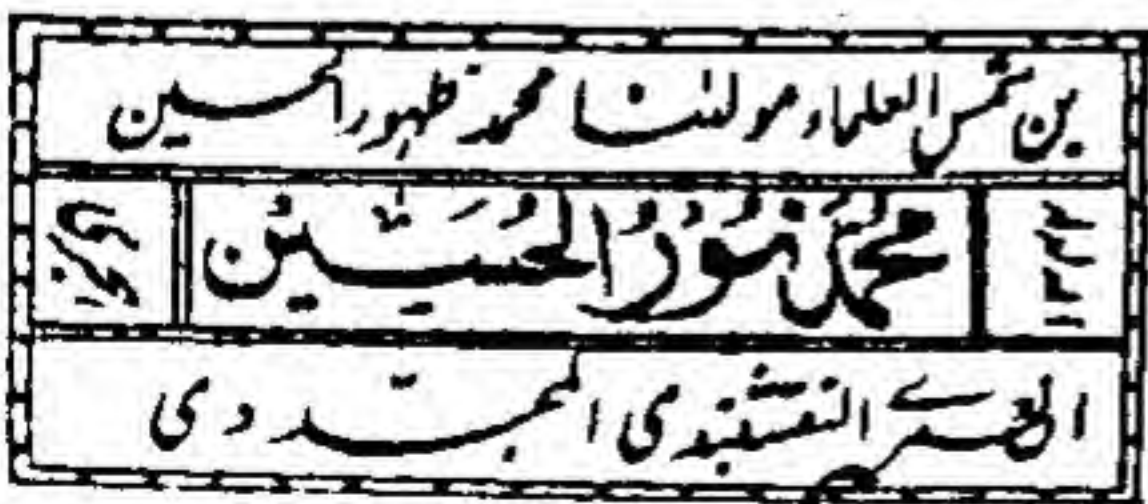
کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تھلیل نہیں کر سکتا اس ثالث کو تھلیل و تضیق سے مامون کرنا چاہیے۔ اسی دوسرے مولوی نے ایک تیسرے مولوی اپنے شاگرد کے نام سے ایک کتاب لکھی اور خود اپنے دستخط سے اس کے حرف بحرف کی تصدیق آخر کتاب میں چھاپی اس کے صفحہ ۵۱ پر لکھا الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ایک چوتھے مولوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا کرے کہ میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کا منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کیا ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ان پانچوں اشخاص کے ان اقوال کے متعلق علمائے کرام مکہ معظمہ و مفتیان مدینہ طیبہ سے استفادہ کیا گیا ان حضرات کرام نے ان پانچوں آدمیوں پر نام بنام بالاتفاق فتوے دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر ہیں اور جو شخص ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان لوگوں پر

مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ ان فتاویٰ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین شریف کے نام سے چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ حق ظاہر فرمائیں گے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیں گے۔ بینوا توجروا

راقم سلیمین رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ محلہ بوہڑواڑ
پادرہ ضلع برودہ ملک گجرات

(۲۱۶) الجواب واللہ سبحنہ وتعالیٰ هوالموفق للصواب

حسام الحرمین میں جن علمائے حرمین شریفین اہل السنۃ والجماعۃ کے فتوے ہیں وہ حق اور صواب ہیں۔ فانہا مشیدۃ بدلائل جلیلة جلیلة من الآیات الظاہرة الظاہرة القطعیة والاحادیث الصحیحة الصریحة الباہرة البہیة لہذا اہل اسلام پر عموماً علمائے حقانین اور بالخصوص علمائے حرمین شریفین اہلسنت وجماعت کا اتباع ان کے اوامر ونواہی کو ماننا ان کے فتووں پر عمل کرنا ضروری فانہم اہل الحق الامر والدين وقد قال الله سبحانه وتعالیٰ فی الكتاب المبین اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ والمراد باولی الامر فی الآیۃ العلماء فی اصح الاقول اہ ردالمحتار عن شرح الكنز للعلامة البدر العینی وهم السواد الاعظم وحزب الله المکرم وهم اہل السنۃ والجماعۃ وهم ورثة الانبیاء فمن اقتفی اثرهم واتبع امرهم فقد نجوا واهتدی ومن حاد عنهم فقد تاه وغوی واللہ سبحانہ وتعالیٰ من کل اعلم علمہ احکم الراجی رحمۃ رب النشأتین العبد۔



کتبہ
محمد نورالحسین الرامفوری
کان اللہ لہ

(۲۱۷) المجیب مصیب ان اقوال منقولہ کی نسبت علمائے اہلسنت کی طرف سے قاہر تصانیف بحمد اللہ تعالیٰ کثیر ہو چکی ہیں جو مؤید براہین شرعیہ ہیں مزید سوالات انہیں امور سے کرنا بیکار ہے حسام الحرمین نے جن لوگوں کے عقائد پر حکم کفر کیا ہے وہ حکم نقل کیا ہوا کتب فقہیہ حقہ حنیفیہ کا ہے جس کا ماننا ایک مقلد مذہب حنفی کیلئے لازم و لا بدی ہے پس حسام الحرمین کے احکام حسب نقول صحیحہ معتبرہ لازم الاتباع ہیں۔ واللہ درہم واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔



العبد محمد معوان حسین

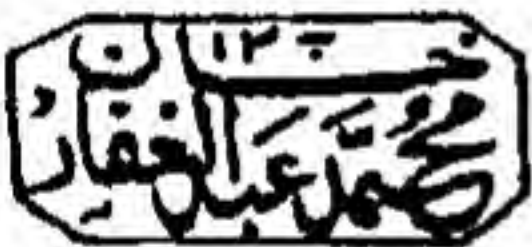
العمری المجددی الرامفوری

مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۸) الجواب صحیح۔ محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۹) الجواب صحیح محمد سراج الحسین عفی عنہ

(۲۲۰) الجواب حق وصواب۔ العبد عبداللہ البہاری عفا عنہ الباری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم



(۲۲۱) یہ اقوال موجب کفر ہیں۔

العبد محمد عبدالغفار عفی عنہ

(۲۲۲) الجواب صحیح سید یار محمد دہلوی بقلم خود

(۲۲۳) الجواب صحیح والمجیب نجیب ومن انکرة فهو کافر مرتد فضیح

کتبہ الفقیر محمد عمر القادری الرضوی اللکھنوی غفرلہ

ابن حضرتہ اسد السنۃ سیف اللہ المسلمول مولانا المولوی محمد

ہدایۃ الرسول علیہ الرحمۃ الرب و رضوان الرسول

فتوائے کان پور

(۲۲۳) هوالموفق للحق کسی ایک عالم حقانی ناقد بصیر فقیہ کے فتوے پر عمل کرنا لازم و واجب ہے نہ کہ جم غفیر علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ پر جو حسام الحرمین میں مذکور اور مؤید بحج ظاہرہ و براہین باہرہ ہیں قال العلامة ابن نجیم فی الاشباہ فتوی العالم للجاہل بمنزلة اجتہاد المجتہد فی وجوب العمل واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم

عبد الغنی غفرلہ ربہ الولی
مدرس مدرسہ حنفیہ غوثیہ واقع مسجد بکر منڈی قلی بازار کان پور

(۲۲۵) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب
الحقیر الفقیر ابوالقاسم محمد حبیب الرحمن کان اللہ خادم خانقاہ کشفی کان پور

(۲۲۶) الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم محمد عبد الکریم عفی عنہ

(۲۲۷) ما قال المجیب فهو حق و احق ان يتبع محمد آصف عفی عنہ

(۲۲۸) الجواب صحیح والمجیب نجیح وجاحدہ فضیح نمقہ العبد

الفقیر عبد الغنی العباسی نسبا والحنفی مذهباً والقادری المعینی الاشرنی
مشربا والہزاروی مولداً المدرس فی المدرسة دارالعلوم فی کانپور

(۲۲۹) هذا الجواب صحیح نمقہ

محمد عبد الرزاق

محمد عبد الرزاق عفا عنہ محمد عبد الرزاق

المدرس بمدرسہ امداد العلوم کان پور

(۲۳۰) الجواب صحیح والمجیب بحج نمقہ ابوالمنظر

شا کر حسین غفرلہ فی الدارین

مکرمہ ذرا امداد العلوم
کان پور واقعہ بالسند

marfat.com

Marfat.com

فتوائے جاوہرہ

(۲۳۱) مولوی قاسم نانوتوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انیسٹھوی و مولوی اشرف علی تھانوی کے جواقوال استفتائیں نقل کئے گئے ہیں ان پر سابق ازیں بحث و تحقیق ہو کر علمائے اہلسنت نے کفر کا فتوے دیا ہے جو ان کو کافر نہ کہے اس پر بھی کفر عائد ہوتا ہے رسالہء حسام الحرمین طلب کر کے عوام کو آگاہ کیا جائے تاکہ عام مسلمان ایسے گندے عقیدوں سے محفوظ رہیں۔ المجیب محمد مصاحب علی

فتوائے علمائے حاضرین عرس شریف اجمیر مقدس رجب المرجب ۱۳۴۷ھ
(۲۳۲) بیشک ان عبارات مذکورہ میں ضرورتاً تکذیب خدائے قدوس جل جلالہ و توہین رسول ﷺ اور انکار ضروریات دین ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے عقائد والوں سے اور ان کے معتقدوں سے اجتناب کریں۔ وبالله التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم
سید محمود زیدی حسینی الوری

(۲۳۳) هذا الجواب صحيح و مطابق المذهب اهل السنة والجماعة
كتبه الفقير الى الله السيد محمد ميرزا الشافعي كان الله له۔
المدرس بدرسہ نجم الاسلام الواقعہ فی بلدۃ بھیمڑی من مضافات تھانہ۔
(۲۳۴) الجواب صحيح فقير ثار احمد ناگوری

(۲۳۵) هذا الجواب حق فقير شمس الدين احمد جونپوری

(۲۳۶) الجواب صحيح فقير محمد حامد علی فاروقی عفی عنہ مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین راپوری۔ پی

(۲۳۷) الجواب صحيح حبيب الرحمن غفرلہ

(۲۳۸) الجواب حق و صواب سید رشید الدین احمد غفرلہ الصمد بریلوی

الحال وارد دار الخیر اجمیر شریف۔

تصدیقات برہمیں فتویٰ حاصل کردہ از علمائے کرام

واردین بمبئی بمابہ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ ہجری

(۲۳۹) الجواب صحیح محمد عبداللطیف اجمیری

(۲۴۰) الجواب صحیح عبدالمجید القادری الآٹولوی

(۲۴۱) من اجاب فقد اصاب محمد زاہد القادری (دریا گنج دہلی)

(۲۴۲) الجواب صحیح محمد احمد دہلوی

(۲۴۳) الجواب صحیح صوفی ظہور محمد سہارنپوری

(۲۴۴) الجواب صحیح والمجیب نجیب محمد عارف حسین قریشی علی گڑھی

(۲۴۵) حضرت والا مرتبت عالی منزلت گل گلزار جیلانی گلبن خیاباں سمنانی مولانا سید شاہ ابوالاحمد علی حسین صاحب چشتی اشرفی مسند نشین سرکار کچھوچھ کے دو مقدس ارشاد واجب الانقیاد۔

فرزند عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر سید ابوالاحمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی البیلانی

بعد دعائے درویشانہ سلام خوبکیشانہ مدعا نگار ہے تمہارا کارڈ جوابی آیا خوشی حاصل ہوئی۔ میں ادھر آنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر چند وجوہ سے نہ آسکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد عرس شریف حضرت جد اعلیٰ قدس سرہ بشرط زندگی ماہ جمادی الثانی تک سورت میں آؤں گا۔ اب میرے آنے کو غنیمت سمجھنا میں بہت ضعیف ہوتا جاتا ہوں۔ اور فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہلسنت کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے اور ہمارے جملہ مریدان و محبان اور جمیع پرسان حال کو سلام و دعا کہتا۔ ۲۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

marfat.com

Marfat.com

دوسرا مفاوضہ عالیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر سید ابوالاحمد المدعو علی حسین الاشرافی البیلانی کی جانب سے جمیع مریدان اور
مجان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین
سہیل ہند کے مرید ہیں۔ اگر ان سے اور آپ لوگوں سے کسی مسئلہ میں اختلاف ظاہری پیدا
ہو تو لازم ہے کہ اس کو فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین کر لو۔ اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں
صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے یعنی حضرت مولانا سید شاہ آل
رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے مولانا
بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے
ہیں۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان اور ایک سلسلہ کے لوگوں میں صورت نفاق
پیدا ہو۔ اور میں عنقریب بمبئی سے صورت آؤں گا۔ جملہ مریدان و مجان کو فقیر کی طرف سے
سلام و دعا پہنچے۔

عبدہ الفقیر السید ابوالاحمد المدعو محمد علی حسین الاشرافی البیلانی

فتوائے ننگل ضلع حصار

(۲۳۶) کتاب حسام الحرمین نہایت صحیح اور عمدہ کتاب ہے جو وہابیہ کے دام سے بچنے کے
لئے ایک نایاب خزینہ ہے۔

فقیر ابوالفیض چشتی سلیمانی عفا اللہ عنہ ساکن ننگل ضلع حصار ڈاکخانہ رتیا

فتوائے گونڈل کا ٹھیاوار

(۲۳۷) بیشک فتاویٰ حسام الحرمین الکریمین نہایت حق و صحیح و قابل قبول مسلمان ہے۔

خادم الطلباء قاسم میاں رضوی عفی عنہ ساکن گونڈل کا ٹھیاوار

فتوائے جونا گڑھ کا ٹھیاوار

(۲۳۸) کتاب حسام الحرمین کو اس فقیر نے بغور دیکھا۔ یہ کتاب جمیع اہلسنت و جماعت کے لئے واجب العمل بلکہ تمام اسلامی مدارس میں زیر تعلیم رکھی جانے کے قابل ہے خدا اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ اس کے مصنف کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔

احقر العباد خادم قوم محمد قاسم ہاشمی قادری عفی عنہ خطیب جونا گڑھ اسٹیٹ کا ٹھیاوار

(۲۳۹) کتاب حسام الحرمین الشریفین نہایت صحیح و معتبر ہے۔

احقر محمد عبدالشکور گیسو دراز سی خفی قادری اویسی ساکن دھوراجی عفا اللہ عنہ
نزیل جونا گڑھ کا ٹھیاوار

فتوائے جلال پور جٹاں پنجاب

(۲۵۰) حقیقت امر یہ ہے کہ جماعت وہابیہ دیوبندیہ نے اسی کا بیڑا اٹھایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو معاذ اللہ حضور کی توہین میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جائے۔ کسی نے چھوٹے بڑے چوہڑے چمار سب کو برابر کہا کسی نے حضور کا تصور گاؤں خر سے بدتر سمجھا کسی نے شیطان کے علم سے کمتر آپ کا علم بتایا، کسی نے صبی و مجنون و بہائم کا ہمسر ٹھہرایا لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ کتنے دشمنان خدا اور رسول غارت و تباہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئے اور جو ہیں ان کا حشر بھی وہی ہونا ”اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَیُّسَرُ“ اے لوگو آخر تمہیں مرنا ہے اور خدا اور رسول ﷺ

marfat.com

Marfat.com

کو منہ دکھانا ہے خداوند عالم نے تم کو جو حکم فرمایا ہے کہ ”وتعزروه وتوقروه“ اس حکم کی تعمیل یوں ہی کی جاتی ہے کیا اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ حضور کی توہین کرو، کیا تم اس حکم سے مشتت ہو کہ ”ان تحبط اعمالکم“ ہرگز نہیں۔ جبکہ ادنیٰ رفع صوت وہ بھی بقصد اہانت نہیں موجب حبط اعمال ہو تو جو شخص بالقصد حضور کی شان میں بے ادبی و دریدہ دہنی کرے وہ کیوں کر اس وعید سے بری ہو سکتا ہے جن اشیاء کو حضور کی ذات مقدس سے نسبت ہے ان کی توہین کفر موجب ہے۔ ”لو قال محمد درویشك بود او قال جامنه پیغمبر ریمناك بود او قال قد كان طويل الظفر اذ قال على وجه الالهانة كفر“ (ہدایہ۔ عالمگیری) جو شخص حضور سرور کائنات ﷺ پر حملہ کرے اور کلمات گستاخانہ بلکہ طحیدانہ بکے اور اسی کو اپنا دین و ایمان سمجھے وہ کب مومن رہ سکتا ہے کیا ایمان اسی کا نام ہے کہ حضور کی شان والا میں زبان درازی کرے دیکھو عاص بن وائل جس کی ذاتی گستاخی پر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ کوثر نازل فرما کر اپنے محبوب پاک کی کس قدر دلدادگی فرمائی اور اس کا فرد نصیب کو کیا کچھ نہ کہا اسی خبیث نے حضور کی شان اقدس میں لفظ ابترا استعمال کیا تھا اب کے ایمانداروں کی زبان سے جو کلمات سرزد ہو رہے ہیں کیا وہ عاص بن وائل کے قول سے کمتر ہیں نہیں اس سے بدرجہا بڑھ کر پھر باوجود ان کفریات کے یہ مومن ہی رہے استغفر اللہ یہ لوگ قہر الہی کے مستحق و سزاوار ہیں اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ نہ ہوتا تو دنیا ہی میں عتاب الہی ہوتا یہ حضور ہی کا طفیل ہے کہ یہاں یہ مصون و محفوظ ہیں مگر آخرت میں ”ان شائتک ہوا لا یتتر“ کے زمرے میں ہونگے۔ درمختار میں ”ہو الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ“ مطلقاً ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر“ جو شخص کسی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جو صاحب دیوبندیوں کے کفر پر فتاویٰ مواہیر دیکھنا چاہیں تو علمائے حرمین طہیین سے بڑھ کر کہاں کی ہوگی جہاں سے دین کا آغاز ہوا۔ لہذا

اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کے لئے اعلان ہے کہ کتاب ”حسام الحرمین علی منکر الکفر والہین“ منگا کر دیکھیں۔ جس کے ہر صفحہ پر اصل کتاب کی عربی عبارت اور اس کے مقابل سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے کوئی شہر کوئی محلہ کوئی مکان اہلسنت و جماعت کا اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ کیوں کہ ہر جگہ دیوبندیوں نے شور مچا رکھا ہے یہ مبارک کتاب بوقت ضرورت تیر حربہ کا کام دے گی۔

فقیر پر تقصیر حافظ حاجی پیر سید ظہور شاہ واعظ الاسلام قادری جلال پوری عفی عنہ

فتوائے عالیجناب مولانا مولوی محمد صدیق بڑودی صاحب

سند یافتہ مدرسہ دیوبند و سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

(۲۵۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ علم کل اور علم بعض۔ علم کل کا انکار کیا اور علم بعض کو جانوروں پاگلوں کے علم کی طرح بتایا۔ الحیا ذی اللہ تعالیٰ اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ کی توہین و بے ادبی ہے یا نہیں اور شریعت مطہرہ کی رو سے مولوی صاحب موصوف کافر ہیں یا مسلمان! بینوا تو جرؤا رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک واقعہ چھپا گیا کہ ایک شخص خواب میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے جاگتا ہے تو بیداری میں ہوش کے ساتھ اللہ صلی علی سیدنا و مولانا اشرف علی پڑھتا ہے اور بیکار غدر یہ کرتا ہے اور زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ اور دن بھر اس کا یہی حال رہتا ہے پھر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو اس کی

اطلاع دیتا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے سوال یہ ہے کہ بیداری میں ہوش کے ساتھ دن بھر غیر نبی کو نبی چہنے والا اور ان کے اس فعل کو تسلی بخش بنانے والا شرع مطہرہ کے حکم سے کافر ہے یا نہیں؟ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ تمام زمین کا علم محیط شیطان کے لئے نص سے ثابت ماننا اور حضور ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط ماننے کو شرک کہنا حضور ﷺ کی توہین اور اس کا قائل کافر ہے یا نہیں؟

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ملاحظہ ہو خاتم النبیین کا انکار کرنیوالا کافر ہے یا نہیں؟ جو شخص ان اقوال کے قائلین کو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے یا نہیں۔ بیٹھو و توجروا۔

المستفتی بوہرہ سلیمان رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ

از مقام پادرہ ریاست بڑودہ

الجواب و هو الموفق للصواب الحمد لولہ والصلاة والسلام علی نبیہ ورسولہ وحبیبہ اما بعد حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات واتم التسلیمات کا علم شریف وہ بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد و غایت نہیں آچکوا ولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین و الآخرین (او کما قال) اس کے لئے دلیل ناطق و شاہد صادق ہے ہاں حق سبحانہ و تعالیٰ کا علم اور آپ

کا علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بین ہے علم باری تعالیٰ محیط اور علم حضور پر نور ﷺ، وہ علم قدیم یہ حادث وہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کمیت و مقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پر نور ﷺ کا علم شریف حق سبحانہ و تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیائے سابقین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ چنانچہ روح المعانی میں قولہ تعالیٰ 'ولا یحیطون بشیء من علمہ کے تحت مرقوم ہے۔ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحار و علم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بهذا المنزلة و علم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة قصیدہ بردہ میں ہے:

فان من جودك الدنيا و ضررتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

غرض یہ کہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی انتہا و غایت نہیں ہے:

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں اور پانگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحۃً کفر و جہالت اور کھلی حماقت و نادانی ہے۔ نبی برگزیدہ ﷺ کی سخت توہین ہے اور آپ کی شان اقدس میں ایک شتمہ برابر گستاخی کرنی والا قطعاً مرتد ہے۔ اللہم احفظنا

(۲) حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی غیر پر استقلالاً صلوٰۃ بھیجنا ہرگز جائز نہیں خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا اولیائے عظام رضی اللہ عنہم ہوں طبعاً جائز ہے۔ چنانچہ تفسیر احمدی میں

آیت کریمہ ”ان الله وملائكته — الآية“ کے تحت مرقوم ہے۔

ثم اهتم ذكر وان الصلوة على غيره واله بطريق التبعية جائز بالاستقلال مكروه تشبه بالروافض پس نبی کریم ﷺ کے بعد میں قصید و اختیار کے ساتھ ہوش و حواس کے درست ہوتے ہوئے عدا کسی غیر کا کلمہ پڑھنا اور اس پر درود پڑھنا جیسا کہ سائل تحریر کر رہا ہے اور پھر اس کے اس فعل کو تسلی بخش بتانا یقینی کفر و ارتداد ہے۔

(۳) شیطان کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پر نور ﷺ کا علم اس سے کمتر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم ﷺ کی سخت ترین توہین اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے علم شریف کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم السلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔

کما فی القصيدة البردة ولله دره حيث قال

فأق النبيمن في خلق وفي خلق
ولم يدانوه في علم ولا كرم
وكلهم من رسول الله ملتبس
غرفاً من الجراد شفا من الدیم
وواقفون لديه عند حدهم
من نقطة العلم او من شكلة الحكم

(۴) حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خاتم النبیین نہ ماننا اور آپ کے بعد میں دوسرے نبی کے وجود کو ممکن اور جائز سمجھنا بلا شک نصوص قطعیہ صریحہ کا انکار ہے جو صراحة کفر و ارتداد ہے۔ آیہ کریمہ ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ اس کے لئے دلیل قاطع برہان ساطع ہے تفسیر احمدی میں ہے: ”هذه الآية تدل على ختم النبوة على نبينا ﷺ صریحاً“ دوسری جگہ ہے: ”وخاتم

النبيين اى لم يبعث بعده نبى قط واذا نزل عيسى قد يعمل بشر يعته ويكون خليفه له ولم يحكم بشر من شريعة نفسه وان كان لهما قبله -

(۵) سرور کائنات فخر موجودات علیہ السلام کی شان اقدس میں ذرہ برابر گستاخی کرنا والا اور شتمہ برابر توہین کرنے والا بلا ریب کافر و مرتد ہے۔ اور جو شخص ایسے گستاخ شخص کو اس کے اقوال کفریہ کا علم ہونے کے باوجود کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے کتب عقائد میں صاف و صریح مسطور ہے۔ من شک فی کفره و عذابه فقد کفر اللهم ارزقنا خیر الدین واسئلك اللهم حبک وحب حبیبک ﷺ اللهم ارزقنا زیاده حرمک و حرمه ﷺ من قبل ان تمیتنا و توقنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزايا ولا لائمین ولا مفتونین آمین یا رب العلمین۔

کتبہ العبد الفقیر الی ربہ الغنی محمد صدیق البرودی غفر اللہ لہ
ولوالدیہ ولمشائخہ اجمعین

(۲۵۲) الجواب صواب والمجیب مصیب۔ الرام احمد سید خالد شامی غفر لہ

(۲۵۳) هذا هو الحق عندی احقر الزمان

محمد عبداللہ بزودی غفر لہ الرحمن القوی

فتوائے دیگر از بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ کتاب حسام الحرمین شریف حق ہے یا نہیں اور مسلمان کو اس کے احکام کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی بوہرہ سیٹھ سلیمان رجب قادری برکاتی نوری غفر لہ۔ از پادرہ ضلع بزودہ الجواب

marfat.com

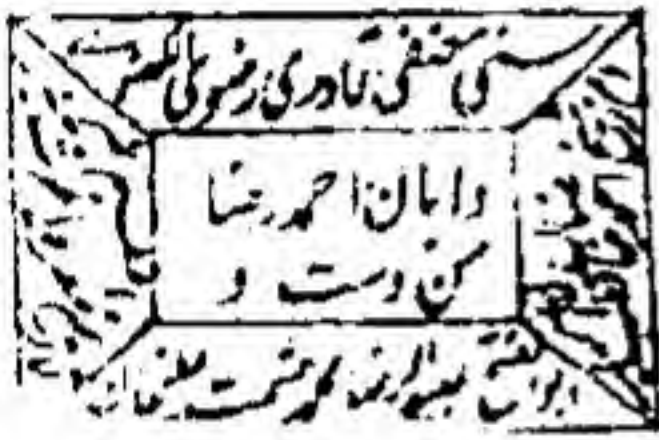
Marfat.com

(۲۵۴) ”الجواب الحمد لله رب المشرقین والمغربین۔ الذی سل حسام الحرمین علیٰ منحہ الکفر والمین۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام فی النشاطین، علی حبیبہ المزین بکل زین۔ والمنزہ من کل عیب و شین، سید الکونین جد الحسنین، نبی القبلتین، وسلینا الی اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ سیدنا مولانا محمد والہ وصحبہ وابنہ و حزبہ اجمعین فی الملویں، آمین یا خالق الکونین۔ اما بعد کتاب برکت مآب کامل النصاب حسام الحرمین شریف ازاول تا آخر بالکل درست وصحیح بجا و حق واجب العمل واجب الاعتقاد واجب الاعتبار“ ہے۔ بلکہ حسام الحرمین کھرے کھوٹے سچے جھوٹے کو پرکھنے کے لیے سچی کسوٹی اور صحیح معیار ہے۔ اگر اس کے تمام احکام کو بکشادہ پیشانی حق مان کر اون کے حضور سر تسلیم کر دے تو معلوم ہو جائے گا کہ سچا سنی مسلمان ایماندار ہے اور اگر جان بوجھ کر انکار کیا تو کھل جائیگا کہ گمراہ بد مذہب مکار ہے۔ حسام الحرمین ایمان و سنت کا ایک مہکتا گلشن لہکتا گلزار ہے۔ جس کے پھولوں میں باغ حرم کے پھولوں کی خوشبو جس کی بہار چمن طیبہ کی بہار ہے۔ حسام الحرمین جلوہ ”بَاطِنُهُ فِیهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ“ کا آئینہ دار ہے کہ اہلسنت کے لئے نمونہ ”جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“ ہے۔ اور بد مذہبوں منافقوں کے لئے قہر پروردگار ہے دینداروں کے لئے نور بیدینوں کے لئے نار ہے مسلمانوں کے لئے مہکتے ہوئے پھول اور بے ایمانوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار ہے۔ حسام الحرمین دین و سنت کی سپر اور دشمنان دین کے سروں پر شمشیر برق بار ہے پاک خدا کے پاک گھر کعبہ معظمہ کی برہنہ تلوار ہے۔ پیارے نبی کی پیاری سرکار مدینہ طیبہ کی تیغ آبدار ہے، محمدی فوج ظفر موج مفتیان مدینہ منورہ کا نیزہ کافر شکار ہے الہی لشکر ظفر پیکر یعنی علمائے مکہ معظمہ کا خنجر خونخوار ہے کہ خدا اور رسول جل جلالہ و علیہ السلام کے دشمنوں بدگوئیوں کی گردنوں پر پڑتا دار پروار ہے۔ بیدینوں کی چارہ جوئی کا کہاں وار ہے۔ حسام الحرمین کی وہ قاہر مار ہے

کہ خدا اور رسول جلا جلالہ وعلیہ السلام کے توہین و گستاخی کرنیوالوں کے سینوں میں غار ہے۔ جس کا ہر وار وار سے پار ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اس کا مصنف محمدی کچھار کا شیرخونخوار ہے، حیدری اکھاڑے کا شہ زور پہلوان میدان حمایت اسلام کا یکہ تازہ شہسوار ہے، جو علمائے کرام کی آنکھوں کا تارا۔ مفتیان عظام کے سروں کا تاج امت مصطفیٰ کا پاسبان۔ حامیان ملت کا سر دار ہے جس کی بلندی جلالت و رفعت و جاہت علمائے حریمین کے فرمان ”شَهِدَ لَهُ عُلَمَاءُ الْبَلَدِ الْحَرَامِ اَنَّهُ السَّيِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَامُ“ سے روشن و آشکار ہے جو دین پاک کا مجدد ملت طاہرہ کا مؤید علمائے اہلسنت کا امام اور پیشوائے نامدار ہے۔ سنت مصطفیٰ علیہ السلام کا زندہ کرنیوالا دشمنان مذہب اہلسنت کو خاک و خون میں لٹانے والا کفر و شرک کو مٹانیوالا۔ حمایت شریعت و طریقت کا علمبردار ہے اس مبارک فتاویٰ پر تصدیق کرنے والوں میں ہر ایک ساکن بلد اللہ الحرام یا مجاور آستانہ سرکار ابد قرار ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر اسے نہ مانے وہ کافر و مرتد عذاب نار کا سزاوار ہے۔ مستحق غضب جبار ہے لائق لعنت کردگار ہے۔ مورد قہر قہار ہے اس پر خدا کی سخت لعنت اور پھٹکار ہے کیوں کہ اس نے اللہ و رسول جل جلالہ وعلیہ السلام کی عزت و عظمت و جلالت و وجاہت کو اس قدر ہلکا جانا کہ ان کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ مانا اور پڑے ظاہر کہ جس طرح اللہ و رسول جل جلالہ وعلیہ السلام کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ جانے وہ بھی اسلام سے خارج اور مرتد خاسر ہے۔ بالجملہ بیشک فتاویٰ حسام الحرمین شریف حرف بحرف قطعاً حق و صحیح ہیں اور ان کو ماننے والے ان پر سچے دل سے عمل کرنے والے سچے پکے سنی مسلمان سعید و نجیع ہیں اور بے شک قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ خبیثہ ملعونہ کے سبب جو اصل فتاویٰ حسام الحرمین شریف میں عبارتہا منقول ہیں جن میں کوئی ایسی تاویل و توجیہ قطعاً ناممکن، جو قائلین کو قطعی یقینی کفر و ارتداد سے بچا سکے قطعاً یقیناً کافر مرتد لائق تذلیل و توہین و واجب التفضیحہ ہیں اور بے شک جو لوگ ان کے کفریات قطعیہ ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان

جائیں یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی خارج الاسلام داخل کفر قبیح ہیں اور بیشک ان فتاویٰ کا ماننا مسلمانوں پر فرض دینی اسلامی قطعی یقینی اور ان پر عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ هذا ما اقول و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد و باللہ التوفیق و علیہ الاعتماد اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الفقیر ابو الفتح عبید الرضد



کتبہ محمد بن المدعو بحشمت علی القادری
الرضوی اللکھنوی غفرلہ ولا بویہ و اخویہ و جمیع
اهلسنت والجماعۃ ربہ المولیٰ العزیز القوی آمین

فتوائے علمائے سندھ

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

استفتاء

چہ می فرماید علمائے اہلسنت ومفتیان دین و ملت کثر اللہ تعالیٰ امدادہم و کسر
اضدادہم دریں مسائل کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوی نبوت کردہ حضرت
سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام راسخت ناپاک دشنامہاداد۔

از مولوی رشید احمد گنگوہی استفتاء و کرده شد کہ دو شخص در کذب باری گفتگو
میکروند برائے طرفداری یکے شخص ثالث گفت کہ من کے گفته ام کہ من
قاتل وقوع کذب باری باری عیسم ایں قاتل مسلمان ست یا کافر بدعتی ضال
است یا منجملہ اہلسنت باوجودیکہ قبول کرد وقوع کذب باری رشید احمد گنگوہی
فتویٰ داد کہ اگرچہ ثالث در تاویل آیات خطا کرد مگر وے را کافر یا بدعتی ضال
نمی باید گفت زیرا کہ وقوع خلف وعید را جماعت کثیرہ از علمائے سلف قبول
میکند خلف وعید خاص است و کذب عام است زیرا کہ قول خلاف واقع را
کذب میگویند پس آن قول خلاف واقع گاہے وعیدے باشد گاہے وعدہ
گاہے، خبر و ایں ہمہ انواع کذب است و وجود نوع وجود جنس را مستلزم ست
لہذا معنی وقوع کذب (از باری تعالیٰ) درست شد اگرچہ بضمین فردے
باشد پس بناء علیہ ایں ثالث را ہیج کلمہ سخت نباید گفت کہ درین تکفیر علمائے
سلف لازم می آید۔ حنفی را بر شافعی و شافعی را بر حنفی بوجہ قوت دلیل خود طعن و
تہلیل کردن نمی رسد۔ ایں ثالث را از تہلیل و تقسیق مامون باید کرد۔

مولوی قاسم نانوتوی در کتاب خود مسمی بہ تحذیر الناس بر صفحہ سوم نوشت

marfat.com

Marfat.com

در خیال عوام خاتمیت رسول اللہ ﷺ بایں معنی ہست کہ زمانہ آنحضرت بعد زمانہ انبیائے پیشین ست و آنحضرت آخر الانبیاء ہست مگر براہل فہم روشن باشد کہ در تقدم یا تاخر زمانی ہیچ فضیلت بالذات نیست پس در مقام مدح و لکن رسول اللہ خاتم النبیین فرمودن درین صورت چگونہ صحیح می تواند شد آرے اگر ایں وصف را اوصاف مدح شمارند و ایں مقام را مقام مدح نگر دانند پس البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی درست می تواند بود مگر من میدانم کہ کسے راز اہل اسلام ایں سخن گوار نخواہد بود بر ہمیں صفحہ نوشتہ بلکہ بنائے خاتمیت بر امر دیگر ست کہ از ان تاخر زمانی و سد باب مذکور خود بخود لازم می آید و فضیلت نبوی دو بالا میشود تفصیل ایں اجمال آنست کہ قصہ موصوف بالعرض بر موصوف بالذات ختم میگردد چنانکہ وصف بالعرض مکتسب از موصوف بالذات میشود وصف موصوف بالذات از دیگرے مکتسب و مستعار می شود و بر صفحہ چہارم نوشتہ ہمیں طور خاتمیت رسول اللہ ﷺ را تصور فرمائند یعنی آنحضرت موصوف بوصف فیض آنحضرت ست مگر نبوت آنحضرت فیض دیگر نیست (بہمیں معنی) ہر اں حضرت سلسلہ نبوت مختتم میشود و بر صفحہ چہارم نوشتہ اگر اختتام نبوت بایں معنی تجویز کردہ شود کہ من گفتم پس خاتم آنحضرت فقط بہ نسبت انبیائے گذشتہ خاص نہ باشد بلکہ اگر بالفرض در زمانہ آنحضرت ہم نبی دیگر شود در آن حال ہم خاتمیت آنحضرت بحال خود باقی یماند بر صفحہ بست و ہشتم نوشتہ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ہم نبی دیگر پیدا شود درین صورت ہم در خاتمیت محمدیہ ہیچ فرقہ و خللے نخواہد افتاد و مولوی خلیل احمد انیسٹوی کتاب بنام براہین قاطعہ نوشتہ و استاذش مولوی رشید احمد گنگوہی حرف حرف ایں کتاب را تصدیق نگاشت درین کتاب بر صفحہ پنجا و یکم مینویسد الحاصل غوری باید کرد کہ حال شیطان و ملک

(۳) مولوی قاسم نانوتوی کہ معنی ختم نبوت را تحریف کرده خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء را غلط و خیال عوام گفت و معنی خاتم النبیین نبی بالذات ساخت و پیدا شدن نبی جدید را بعد زمانہ نبوی ہم تجویز کرد آیا منکر مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت ہست یا نہ؟ بینوا تو جروا۔

(۴) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہ علم محیط زمین را برائے شیطان و ملک الموت ثابت بنصوص گفت و ثبات ہمیں علم را برائے حضور سید عالم ﷺ شرک گردانید آیا علم شیطان زائد از علم نبوی گفت یا نہ؟ و انبیٹھوی مذکور توہین و تنقیص کنندہ حضور سید عالمین ﷺ ہست یا نہ؟ بینوا تو جروا۔

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی کہ علم غیب نبی اکرم ﷺ را مثل علم غیب جانوراں و چار پایگان و پچگان و مجنونان گفت آیا اہانت و استخفاف کنندہ حضور سید المرسلین ﷺ ہست یا نہ بینوا تو جروا۔

المستفتی۔ فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ و ابویہ ربہ القوی مدرس مدرسہ اہلسنت و جماعت۔ پاورہ ضلع برودہ ملک گجرات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین و اب سوال اول: مرزا غلام احمد قادیانی کہ دعویٰ نبوت و رسالت خود کردہ است چنانکہ از کتب مصنفہ او ظاہرست ہچکس را از اہل اسلام در الحاد و زندقہ او اختلاف نیست۔ مرزا غلام احمد قادیانی در صفحہ ۱۱ از کتاب خود دافع البلاء اعلان میکند کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا و در صفحہ دہم میگوید بہر حال جیتک کہ طاعون دنیا میں رہے گا قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تنہا گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ و در صفحہ ۲۱ گوید اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔

و در صفحہ ۳۲، کتاب تریاق القلوب میگوید کہ

منم مسیح یبانگ بلندمے گویم
منم خلیفہ شاہی کہ برسا باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد

و در کتاب تترہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۴۹ میگوید

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

در حاشیہ مطلب این شعرے نوید کہ اکثر نادان اس مصرعہ کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں مگر اس مصرعہ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح امت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے۔ ازین عبارت مرزا غلام احمد قادیانی صاف معلوم شد کہ مرزا غلام احمد خود را نہ فقط نبی و رسول میگوید بلکہ از انبیاء علیہ السلام خود را افضل و اعلیٰ می داند و توہین انبیاء علیہ السلام بر ملا کردہ ضروریات دین را صریح تکذیب می نماید و صاحب فصول عمادی نوشتہ است کہ اگر کے گفت کہ من رسول خدا ہستم یا این لفظ گفت کہ من پیغمبر کافرے شود اگر کے از و معجزہ طلب کرد آن ہم کافرست چرا کہ دعویٰ اورا محتمل صدق دانست و اگر بغرض عاجز کردن او میگوید پس کفر نیست و لفظہ ہکذا قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر و لو انہ حین قال ہذہ المقالة طلب غیرہ من المعجزۃ قبل یکفر و المتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ و افضاحہ قبل لایکفر انتہی و این مضمون در فتاویٰ ہندیہ و جامع الفصولین ہم مذکورست و در اشباہ و نظائر در آخر باب رودہ می نوید کہ اذا لم يعرف ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات انتہی۔ یعنی کے کہ آنحضرت ﷺ آخرین انبیاء نمی داند کافرست چرا کہ این عقیدہ از ضروریات دینست و در شفاۃ قاضی عیاض تصریح فرمودہ است

و كذلك تقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم ان الائمة افضل من الانبياء انتهى
وعلامه قسطلانی در جلد اول ارشاد الساری شرح صحیح بخاری در صفحہ ۷۵ ای فرماید النبی افضل
من الولی وهو امر مقطوع به والقائل بخلافه کافر لانه معلوم من الشرع بالضرورة
انتهی هذا ما ظهر لی فی هذا الباب واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال دوم: مولوی رشید احمد گنگوہی سرگروہ علمائے دیوبند در

فتوائے مذکور علی الاعلان گفت کہ معنی وقوع کذب باری تعالیٰ درست شد اگر چہ در ضمن
فردے باشد پس بنا بر این عقیدہ بر صدق قرآن شریف کہ اصل اصول اسلام و ایمان است
چہ طور اعتبار و اعتماد خواهد شد چرا کہ اگر در کدام یک سخنے کاذب بودن باری تعالیٰ ظاہر شد پس
بر دیگر اقوالش چگونه اعتماد و یقین خواهد شد تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا مطلب این
است کہ از روی این عقیدہ فاسدہ نہ اسلام باقی می ماند نہ اصول و فروع آن نعوذ باللہ من
هذه العقيدة الشیعة چرا کہ بسبب وقوع کذب باری تعالیٰ از ہمہ ضروریات دین دست
شسته شد نہ بر خدائے تعالیٰ ایمان ماند نہ بر قرآن نہ بر رسالت رسل و نہ بر ملائکہ نہ بر قیامت
و حشر و عذاب و ثواب بلکہ ہیچ چیز در دست نماند قدرد اللہ تعالیٰ علی هذه العقيدة
الفاصلة حيث قال جل شانه و عز برهانه و قد قدمت اليكم بالو عید ما یبدل
القول لدی و ایضا قال عز من قائل ولن یخلف اللہ وعده و عبادہ كما ذکره
الشامی فی رد المختار و ایضا قال اللہ تعالیٰ و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا
اولنک یعرضون علی ربهم ویقول الاشهاد هؤلاء الذین کذبوا علی ربهم الالعة
اللہ علی الظالمین یعنی کیست ظالم تر از اں شخصے کہ تہمت کذب بر خدائے تعالیٰ بندد این
کساں در حضور رب خویش حاضر کردہ خواهند شد و گواہان خواهند گفت کہ این آں کساں اند کہ
بر رب خویش کذب بستند خبردار شوید بر ظالمان لعنت خداست قال الرازی فی التفسیر
الکبیر قال المحققون اذا ثبت ان من افتری علی اللہ و کذب فی تحریم مباح

استحق هذا الوعيد الشديد فمن افتري على الله الكذب في مسائل التوحيد
ومعرفة الذات والصفات والنبوة والملئكة و مباحث المعاد كان وعيده اشد
واشقى انتهى! وظاهر است که مولوی رشید احمد گنگوہی در فتاویٰ خود مذکورہ بالا نصوص قطعیه
را غیر صادق و بے اعتبار ساخته تکذیب آنها کردہ باب ضلالت والحاد در ابرائے اغوائے عوام
خلق اللہ کشادہ است چرا کہ در جواب خود تصریح نمود کہ قائل وقوع کذب باری تعالیٰ را
کافریا فاسق یا ضال نباید گفت حالانکہ از عقائد ضروریہ اہل اسلام انیست کہ حق تعالیٰ را از
شائبہ جمیع نقائص منزہ و برتر یقین کردہ باید کما صرح بہ فی العقائد العضدیہ حیث قال
وهو تعالیٰ منزہ عن جمیع النقائص کما سبق من اجماع العقلاء علی ذلك انتهى
۔ و کسیکہ چنین عقیدہ ندارد یعنی حق تعالیٰ را از عیوب و نقائص منزہ نگوید آنکس بلا اشتباہ
مبتدع و ضال است و از اہل سنت و جماعت خارج است، چنانچہ در فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ
مصر جلد دوم صفحہ ۲۵۸ تصریح کردہ است حیث قال یکفرا اذا وصف الله تعالى بما لا يليق
به او نسبة الى الجهل والعجز والنقص انتهى۔ و در جامع الفصولین مطبوعہ مصر جلد دوم
صفحہ ۲۹۸ و فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ مصری نو سید کہ لو وصف الله تعالى بما لا
يليق به كفر انتهى و دریں شک نیست کہ از جملہ عیوب و نقائص کذب ہم یک شنیع و قبیح
تر نقص است کما صرح بہ فی تفسیر مدارک التزیل تحت آیت من اصدق من الله حدیثا ای
لا احد اصدق منه فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لاستحالة الكذب علیه تعالى لقبه
لكونه اخبارا عن الشئ بخلاف ما هو عليه انتهى و ہمچنین علامہ قاضی بیضاوی در تفسیر
خود زیر آیت مذکورہ فرماید انکار لان یکون احد اکثر صدقاً منه فانه لا يتطرق
الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله تعالى محال انتهى و ایضا قال فی
تفسیر خازن تحت الایۃ المذكورۃ یعنی لا احد اصدق من الله فانه لا يخلف
الميعاد لا يجوز علیه الكذب انتهى ازیں عبارات تفاسیر معتبرہ اہل السنۃ و الجماعۃ مبرہن

گشت کہ حق تعالیٰ از شائبہ نقص و کذب منزہ و برتر است و کذب از حق تعالیٰ ممتنع و محال است و کسیکہ نسبت کذب بہ او تعالیٰ مے دہد ملحد صریح و زندیق قبیح است۔ قبل ازین در بعض رسائل علمائے دیوبند ایں عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ بمطالعہ رسیدہ بود مگر از تقیہ ایں قول فاسد اعمی وقوع کذب باری تعالیٰ را انکار مے کردند اکنون معلوم شد کہ امام طائفہ علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قائل وقوع کذب باری تعالیٰ را بزور در دائرہ اہلسنت داخل کردہ در تنقیص شان الوہیت سعی بیجا نمودہ و از عقیدہ امکان کذب او تعالیٰ قدم افزودہ تا سید وقوع کذب باری تعالیٰ ہم می نماید کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا چونکہ اہل ہوادر مسئلہ امکان کذب عوام را فریب دادہ بر ایمان خلق اللہ دست دراز میکنند لہذا ضروری شد کہ بطریق اختصار رد دلائل و اہیہ اہل توحید نمودہ فریب بازی ایں قوم ظاہر کردہ شود۔ باید دانست کہ وہابیاں ہمیشہ عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ پیش کردہ مردمان را ایں فریب مے دہند کہ در مسئلہ خلف الوعد علمائے اشاعرہ کہ اہلسنت اند اختلاف می دارند و خلف وعید یک شاخ امکان کذب است چرا کہ وعید ہم یک خبر است پس خلاف آن کذب خواہد شد حالاں کہ ایں صریح فریب باری اہل مذاہب باطلہ است کہ خلاف حق را با حق آمیختہ

دام تزویدی نہند۔ اکابر اہلسنت در تصانیف خویش ایں حقیقت را مثل آفتاب روشن کردہ اند کہ کسانیکہ خلف الوعد را قائل اند آنها میگویند کہ خلف وعید چیز دیگر است و کذب چیز دیگر کہ بیکدیگر هیچ تعلق ندارند چرا کہ وعید انشاء تخویف است یعنی پیدا کردن خوف و ظاہر است کہ صدق و کذب بخبر تعلق میدارند نہ بہ انشاء لہذا خلف وعید در کذب داخل نخواہد شد باقی خلف وعد کذب است کہ برخلاف واقع خبر دادن را میگویند و ازین سبب گفتہ اند کہ خلف الوعد از خدائے تعالیٰ فضل و کرم است و خلف الوعدہ از حق تعالیٰ محال و نقص است کما صرح بہ فی مسلم الثبوت و شرحہ فوائد الرحموت لمولانا بحر العلوم اللکھنوی و نص العبارة هكذا الخلف فی الوعد جائز فان اهل العقول السلیمة

يعدونه فضلا لا لقصادون الوعد فان الخلف فيه نقص مستحيل عليه سبحانه
وتعالى ورد بان ايعاد الله تعالى خبر فهو صادق قطعا لاستحالة الكذب هناك
واعتذر بان كونه خبرا ممنوعا بل هو انشاء للتخويف فلا بأس في الخلف انتهى
ازیں عبارت چوں روز روشن ظاہر شد کہ کسانی کہ قائل خلف الوعدند او شان ازیں خلف الوعد
معنی کذب و خلاف وعده ہرگز نمی گیرند بلکہ کذب را نقص و محال گفته حق تعالی را منزہ و مبرا
از کذب یقین میکنند مثل وہابیان خذہم اللہ تعالی کہ از خلف وعید خواہ مخواہ امکان کذب
باری تعالی ثابت میکنند کہ صریح نقص و عیب است، صاحب رد المحتار در فصل تالیف الصلاة از
جلداول در خلف وعید اختلاف اشاعره بیان کردہ میفرید مایدہل يجوز الخلف فی
الوعد فظاہر مافی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ لانه لا یعد
نقصا بل جودا و کرما و صرح التفتازانی بان المحققین علی عدم جوازہ انتهى
ازیں عبارت معلوم شد کہ تحقیق اشاعره قائل خلف وعید نیستند و غیرہ تحقیق نیز آنرا کذاب
و نقص نمی گویند بل جود و کرم میگویند پس حاصل تمامی ایں تحقیق آنست کہ کسی از اہل اسلام
خلف وعید را ل بمعنی کذب نگرفتہ و وہابیان قائلہم اللہ تعالی برائے فریب دادن عوام ایں
افتراء ایجاد نمودند کہ خلف وعید از افراد امکان کذب است هذا ما تہسر لی فی هذا الباب
واللہ اعلم بالحق والصواب۔

جواب سوال سوم: از عبارت کتاب تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد

قاسم صاحب نانوتوی و بانی مدرسہ دیوبند تصریحاً لایح گشت کہ خاتمیت رسول اللہ ﷺ
باین معنی نیست کہ آخر الانبیاء است دور زمانہ از ہمہ انبیاء اُخر است و از خاتمیت رسول اللہ
معنی آخر الانبیاء فہمیدن خیال عوام بے فہم است الخ حالاں کہ از تمام مفسرین و محدثین و
متکلمین اہل السنۃ و الجماعہ تواتر ایں معنی یعنی خاتم النبیین بودن آنحضرت ﷺ بمعنی
آخر الانبیاء از صحابہ و تابعین و ائمہ مسلمین رضوان اللہ علیہم اجمعین مروی و منقول است و ایں

معنی گرفتن از ضروریات دین شدہ است چنانچہ در اشباہ و نظائر در آخر باب ردہ تصریح کردہ کہ اگر کسے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ را آخر الانبیاء نمی داند از اسلام خارج ست چرا کہ حضور انور آخر الانبیاء دانستن از ضروریات دین ست و عبارتہ الاشباہ کذا اذالم یعرف ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات انتہی مزید عجیب از مولوی صاحب نانوتوی اینست کہ میگوید معنی خاتمیت رسول اللہ ﷺ را بمعنی آخر الانبیاء در فضیلت و مدح آنحضرت هیچ و خلل نیست حالاں کہ علامہ قاضی عیاض در کتاب شفا و علامہ قسطلانی شارح بخاری و مواہب لدنیہ می آرند کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بایں چنین الفاظ فضائل و مناقب عالیہ فخر عالم ﷺ بعد وفات وے بصیغہ ندایان فرمودہ اند حیث قال ہابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک آخر الانبیاء و ذکرک فی اولہم فقال واذاخذنا من النبیین میثاقہم و منک و من نوح الایۃ و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

جواب سوال چہارم: از عبارت کتاب براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انیسٹوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف صاف ہویا میشود کہ علم شیطان و ملک الموت علیہ السلام از فخر دو عالم علیہ السلام وسیع تر ست و این وسعت از نصوص قطعہ ثابت است و برائے فخر دو عالم ﷺ بقدر وسعت مذکورہ تسلیم کردن شرک و بے ایمانی ست ارجح از این عبارت چند وجوہ خرابی و فساد عقیدہ اسلامیہ لازم مے آیند یکے توہین و استخفاف حضرت سرور عالم ﷺ کہ در مقابلہ علم بے پایاں آنحضور علیہ السلام علم شیطان لعین راز اند گفتہ شد دیگر آن وسعت علمی را کہ برائے سرور عالم ﷺ ثابت کردن شرک و بے ایمانی گفتہ است برائے ملک الموت علیہ السلام و شیطان لعین نہ فقط تسلیم کردہ است بلکہ بموجب خیال باطل خود مثبت بنصوص قطعہ گفتہ است حالاں کہ این عقیدہ مسلمہ اہل اسلام است کہ چیزیکہ مستلزم شرک ست آنرا برائے ہر کس از ماسوی اللہ تعالیٰ تسلیم کردن شرک و کفر است افسوس

کہ مصنف براہین قاطعہ دریں مسئلہ بدیہہ چہ قدر از راہ حق دور افتاده کہ اثبات وسعت علمی را در حق فخر و عالم علیہ السلام بے ایمانی و شرک می داند برائے ملک الموت و شیطان لعین عین ایمان می پندارد یا للعجب مصنف صاحب در نماز و ہابیت از کجا تا کجا رسیده است و بر خود الزام مشرک شدن و بے ایمانی ثابت کرده است۔ واللہ درمن قال

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اگر چہ مولوی خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ بلکہ تمام وہابیان از وسعت علم سید الانبیاء علیہم السلام نہ فقط منکر بلکہ قائل را مشرک و بے ایمان میگویند مگر در حقیقت وسعت علمی سر دار عالم علیہ السلام از آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ چوں روز روشن ظاہر و باہرست و لکن الوہا بین لا یعلمون۔ و این عقیدہ متفقہ اہلسنت است کہ علم آنحضرت علیہ السلام از علم ہمہ مخلوقات وسیع تر و بے پایان است و علم تمامی مخلوقات بنسبت معلومات خلاق عالم جل شانہ یک قطرہ از بحرنا پیدا کنارست و دریں جا بحث از علم مخلوق کہ بھٹائے الہی شدہ است کردہ می شود و تصریح ایں الفاظ ازیں باعث ضروری افتاد کہ مفتریاں را موقعہ افترا بدست نیاید قال فی تفسیر المدارک تحت آیہ و علمک ما لم تکن تعلم من امور الدین والشرائع او من مخفیات الامور و ضمائر القلوب و کان فضل اللہ علیک عظیما علمک و انعم علیک انتھی و ایضا قال فی الجلالین و علمک ما لم تکن تعلم من الاحکام والغیب و کان فضل اللہ علیک عظیما بذلک وغیرہ انتھی و امام زاهدی در تفسیر خود زیر آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی می نویسد ای تکلم ما تکلم یعنی بگفت بابتدہ خود آنچه گفت از ابتدا تا انتہا کہ ہمہ انبیاء و رسل و ہمہ خلائق عاجز آیند از دانستن تفسیر این ما بجز خداوند عز و جل و رسول و علیہم السلام و در تفسیر روح البیان جلد سادس مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴ می نویسد و کذا صار علمہ علیہم السلام محیطا لجميع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء

فی حدیث اختصار الملئکہ انه قال فوضع کفه علی کتفی فوجدت بردها بین
 ثدی فی فعلت علم الاولین والاخرین وفی رواۃ علم ما کان وما یکون انتهى
 ودر تفسیر نیشاپوری زیر آیت شریفہ وجننا بک علی ہولاء شہیداً فرمود کہ روح آنحضرت
 ﷺ جمیع ارواح وقلوب ونفوس را می بیند و مشاہدہ می فرماید لان روحہ ﷺ شاہد علی
 جمیع الدواہ والقلوب والنفوس وحضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ در تفسیر عزیزی در
 جلد اول زیر آیت شریفہ ویسکون الرسول علیکم شہیداً جگراہل توہب را پارہ پارہ میکند
 و میفرماید کہ یعنی و باشد رسول شہید گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین
 بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بدان از ترقی
 محبوب مانده است کدام است پس اومی شناسد گناہان شہاد و درجات ایمان شہاد اعمال نیک و بد
 شمار او اخلاص و نفاق شمار الہذا شہادت او در دنیا و آخرت در حق امت مقبول و واجب العمل
 است و آنچه از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از
 زمان خود مثل اولیس و مہدی و مقتل دجال یا از معائب و نقائص حاضران و غائبان
 میفرماید اعتقاد بران واجب است انتہی و در تفسیر حسینی زیر آیت شریفہ خلق الانسان علمہ
 البیان فرمودہ کہ بوجود آورد محمد را ﷺ بیا موزیدندی را بیان آنچه بود و ہست و باشد چنانچہ
 مضمون فعلت علم الاولین والاخرین ازین معنی خبر میدہد انتہی لہذا علمائے اہلسنت
 تصریح فرمودہ اند کہ در بارہ رسول اللہ ﷺ چنین گفتیم کہ فلاں در علم از آنحضرت ﷺ زیادہ
 است و علم حضور انور ازاں کس است ناجائز و ناروا و کفرست کہ باین گفتن او تنقیص شان
 رسالت پناہ و معیوب گردانیدن آنحضرت معلوم می شود اگرچہ تصریحاً سب نہاد مگر سب دہندہ
 تنقیص کنندہ یک است قال القاضی عیاض فی الشفاء والعلامة شہاب الدین الخفا
 جی فی شرحہ المسمی بنسیم الریاض ان جمیع من سب النبی ﷺ فقد عابه
 وقلصہ وان لم یسبه فهو ساب والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینہما لا

نستشنى منه فصلا اى صورة ولا لمتري فيه تصريحاً كان او تلويحاً وهذا كله
باجماع من العلماء وائمة الفتوى من لدن الصحابة رضی اللہ عنہم الى زماننا هذا وهم جراً
انتهى مختصراً۔ دریں جاشعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یادی آید کہ در مدح نبی ﷺ
گفته است حیث قال:

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

سوم ازیں عبارت براہین ہویدا شد کہ کسیک علم آنحضرت ﷺ را از علم شیطان
لعین و ملک الموت وسیع تر گوید چنانچہ عقیدہ جمیع اہل السنۃ ست، شرک و بے ایمانی ست
و این نسبت شرک و بے ایمانی بہ امت مرحومہ دادن صریح ضلالت و خروج از دائرہ اسلام
ست، حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ در کتاب شفا تصریح کردہ است کہ مایاں قطعاً آنکس را کافر
تسلیم میکنیم کہ در حق امت این چنین لفظ گوید کہ در اں نسبت گمراہی بہ امت باشد حیث قال
نقطع بتکفیر کل قائل قال قولاً يتوصل به الى تضلیل الامة انتهى پس حاصل ایں
ہر تحقیق آنست کہ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کہ علم محیط زمین را برائے شیطان و ملک الموت
ثابت بصوص گفت و اثبات ہمیں برائے حضور ﷺ شرک گردانید بلا شک علم شیطان را
زائد از علم نبوی گفته توہین و تنقیص شان رسالت نمودہ است و حکم توہین و تنقیص کنندہ حضور
سید المرسلین ﷺ از عبارت شفائے قاضی عیاض و شرح مسکی بہ نسیم الریاض ظاہرست و قد
علمت من عبارته المذکورة فيما سبق ان من قال فلان اعلم منه ﷺ فقد عابه
و نقصه فما بال من قال ان الشيطان اعلم منه ﷺ و نعوذ بالله تعالى من امثال
هذه كلمات الكفرية و لقد كان في زوايا الكلام خبايا من تحقيق وسعة علم
النبي ﷺ تركنا ذكر تفاصيلها مخافة الاطئاب والله اعلم الصواب واليه المرجع
والمآب

جواب سوال پنجم: از عبارت کتاب حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی چوں روز روشن این امر ہویدا گشت کہ علم غیب رادو قسم ست یک محیط کلی کہ از ویچ فرد خارج نشد و ایں قسم راعقلًا ونقلًا باطل تسلیم کرد لہذا ایں قسم علم الغیب برائے سید الانسان علیہ السلام حاصل نہ شد۔ دوم علم غیب جزوی و بعض ایں قسم را برائے فخر دو عالم علیہ السلام اگر چہ مجبوراً تسلیم میکند مگر میگوید کہ دریں تخصیص حضور انور چیست آنچنین علم برائے زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ برائے جمیع حیوانات و بہائم حاصل ست پس در ایں علم در میان نبی و غیر نبی چه فرق ست و درین الفاظ نا شاید آنقدر سخت استخفاف و گستاخی و توہین سید المرسلین علیہم السلام نمودہ است کہ مثل آن از اہل اسلام متصور نیست علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ در جلد سوم از رد المحتار باب المرتد تصریح کردہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ در کتاب الخراج میفرماید کہ اگر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دشنام داد یا تکذیب کرد یا تعیب یا تنقیص شان حضور انور کافر گردد و نص العبارة هكذا ایما رجل مسلم سب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابه او نقصہ فقد کفر بالله تعالیٰ و بانہ منہ امراتہ انتہی۔

و در قرآن شریف صحابہ کرام راز لفظ راعنا گفتن کہ ایہام معنی توہین داشت سخت ممانعت شدہ اگر چہ غرض صحابہ کرام از ایں لفظ گفتن تنقیص شان آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ بود۔ پس از علمائے وہابیہ افسوس صد افسوس ست کہ دیدہ و دانستہ الفاظ توہین آمیز بر زبان می آرند بلکہ چھاپ کردہ مشہرے می سازند اگر کے فوٹوے ایں الفاظ گرفتہ در حق مولوی اشرف علی صاحب یا بزرگان و اساتذہ کہ درین قول ہموائش می باشند بگوید کہ مولوی اشرف علی صاحب و علمائے دیوبند علم محیط کلی ندارند کہ عقلًا و نقلًا غیر مسلم ست باقی ماندہ علم جزوی پس دریں تخصیص مولوی اشرف علی و علمائے دیوبند چیست آنچنین علم برائے ہر کناس و چھار بلکہ ہر خرد سگ و خنزیر حاصل ست چرا کہ ہر یک گوئند علم مثلاً ایں چیز از خوردنی اوست حاصل ست اگر چنین نیست پس در میان علمائے دیوبند و بہائم خرد سگ و غیرہ وجہ فرق بیان کردن ضروری

ست پس ظاہر آنست کہ این الفاظ موہنہ را مولوی اشرف علی صاحب در حق خود واساتذہ خود ہرگز گوارا نکند و اگر گوارا فرماید پس اورا مبارک۔

ست..... و برای تقدیر اوراے باید کہ چنان این الفاظ را در شان سید الانبیاء ﷺ نوشتہ بذریعہ رسالہ مطبوعہ مشہر کردہ است ہچنان برائے خویش واساتذہ خویش و نیز این الفاظ را بصورت اشتہار چھاپ کنانیدہ خود را مشہر فرماید۔ قبل ازیں در جواب سوال چہارم وسعت علم حضرت سردار عالم ﷺ از جمیع مخلوقات بدلائل ساطعہ مبین و میرہن کردہ شد کہ اعادہ آن تحصیل حاصل و تطویل لا طائل ست۔ علامہ ابن جریر در تفسیر خود مطبوع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ از حضرت مجاہد شاگرد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شان نزول آیت۔ ولئن سألتہم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وایتہ ورسولہ کنتم تستہزون۔ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (توبہ) بیان میفرماید کہ ناقہ شخصے گم شدہ بود پس آن حضرت ﷺ فرمود کہ ناقہ در فلاں وادی ست پس یکے از منافقین گفت کہ محمد ﷺ از غیب چہ داند و عبارتہ التفسیر مکذا ولئن سألتہم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قَالَ رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقه فلاں بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب انتہی از عبارت این ظاہر شد کہ در حق رسول اللہ ﷺ گفتن کہ او از علم غیب چہ داند صریح استہزاء و تنقیص شان رسالت ست و تنقیص آنحضرت ﷺ کفرست کما ذکرہ فی شفاء القاضی عیاض و شرحہ نسیم الریاض هذا ما ظہر لی فی هذا الباب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

حررہ الفقیر صاحب ادخال السند می السلطان کوئی غفرلہ رب العباد

یوم الاثنین ۱۱۔ ذی القعدۃ الحرام

۱۳۹۳ھ مطابق ۱۲۲ اپریل ۱۹۲۹ء

احقر العباد صاحب ادخال
مرسلہ الہدای

(۲۵۵)

(۲۵۶) این تمام اجوبه حق صراح و صدق قراح ند فلله درالجيب الفاضل و المحقق الكامل حيث سعى في الظهار مكائد الوهابيين والرد على خيالات اهل الزيغ المبطلين جزاه الله عنى و عن سائر المسلمين خير الجزاء و حفظه عن السهو والزلل والخطا وانا المصدق

الفقير محمد حسن الكتبارى عفا عنه ربه البارى زاوج تاج محمد حسن سرفرازست

زاوج تاج محمد حسن سرفرازست

(۲۵۷) الاجوبة كلها صحيحة خادم حسين عفا عنه

خادم حسين

رب المشرقين بلهيه نه آبادى

(۲۵۸) اصاب الفاضل التحرير فيما اجاب بالتحرير انا

المؤيد الراجى رحمة الغنى الله-

محمد ابراهيم الياستنى عفا عنه الله العلى

ناظم جمعية الاحناف صوبه سندھ

(۲۵۹) المجيب مصيب وجوابه حق صريح و صدق صحيح وانا المصحح

الفقير-قمر الدين العطائى مدير رساله "مهر"

(۲۶۰) لله درالمحررالمحقق و الفاضل المدقق حيث اتى باجوبة كافية و دلائل

شافية سطم الحق بها حق السطوع ووضع الصديق بها حق الوضوح وماذا بعد الحق

الالضلال والهادى هو الله المتعال- وانا المصدق الفقير محمد قاسم المتوطن فى

گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ-

محمد قاسم

(۲۶۱) الاجوبہ کلھا صحیحہ - فقیر عبدالستار صدر مدرس الہ آباد نزدیک صحبت پور ضلع سیوی۔
بلوچستان۔

عبدالباقی

(۲۶۲) هذا هو الحق والحق احق ان يتبع

نمقہ الفقیر عبدالباقی الھمایونی عفی عنہ

(۲۶۳) بخدمت اقدس حضرت حامی شرح متین ماہی آثار راہرمان دین مولینا مولوی
حشمت علی صاحب سلمہ فقیر محمد حسن تسلیمات عرض میرساند

واستدعائے دعائے خیر از حضور احباب میکند از مدتے سوالہائے ہنجگانہ برائے
تصحیح علمائے سندھ تبوسط این گنام بے بضاعت رسیدہ اند الحال واپس رسیدہ اند۔ بخصوص
عرض داشتہ شدہ اند وایں فقیر بہ نسبت دشمنان حضور اقدس آنحضرت ﷺ کہ بموجب
ولتعرّفنہم فی لحن القول بخار عداوت آنہا از تحریرات و تقریرات خبیثہ آنہا دانستہ توقف
راورشان آنہا جائز نمیداند و اقول انا لا اتوقف فی شأنہم بل غضب اللہ علیہم و
علی اعدائہم باید دانست کہ ارتداد مرزا غلام احمد قادیانی بدو طریق از اصول مذہب اہل
النسۃ والجماعۃ ثابت ست یکے دشنام دادن مرنبی اولوالعزم حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا و
علیہ السلام و والدہ طاہرہ و مطہرہ اورا۔ دوم صریح دعوائے نبوت و رسالت او بعد خاتم الانبیاء ﷺ
ویرہمین دعوائے رسالت حضرت صدیق اکبر ﷺ مسیلمہ کذاب را مرتد و کافر دانستہ با او حکم
جہاد جاری فرمود، مولوی رشید احمد گنگوہی ہمیں تحریر بیشک مرتکب تکذیب خدائے قدوس و
سیوح ست مولوی قاسم کہ معنائے ختم نبوت را تحریف کرد و خاتم النبیین را بمعانی آخر الانبیاء
غلط و خیال عوام گفت و پیدا شدن نبی جدید بعد زمانہ نبوی ﷺ ہم تجویز کرد بیشک منکر مسئلہ
ضروریہ دیدیہ ختم نبوت ست مولوی خلیل احمد کہ علم محیط زمین را برائے شیطان و ملک الموت
ثابت بنصوص گفت و اثبات ہمیں را برائے سید عالم ﷺ شرک گفت بیشک توہین و تنقیص
کنندہ حضور اکرم ست ﷺ و ہمچنین حال ست مولوی اشرف علی را۔ خذلہم اللہ تعالیٰ ما

اجراهم على هذا الكلمات الخبيثة الضالة المضلة كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا والسلام على من اتبع الهدى جناب من رائے فقیر اینست کہ تحریر نمود و انا استغفر الله العظيم لی ولکم ونسأل الله لنا ولکم الثبات والاستقامة فی الدین والدنیا والاخرة۔ ورحم الله عبدا قال امینا والسلام علیکم وعلی من لدیکم۔

۱۶۔ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۷ء العبد الفقیر محمد حسن الفاروقی

المجددی علی عنہ ما کان منہ۔

۲۶۴۔ فتوایں ڈیرہ غازی خان پنجاب

الجواب: بسم الله الرحمن الرحيم۔ اللهم صل وسلم وبارك على نبيك محمد وآله بعد معلوماتك میں یقین سے کہتا ہوں اور حق جل شانہ سے الحاج والتماس کرتا ہوں کہ میرے اس یقین کو قیامت کے لئے محفوظ و مامون رکھ کر اسے میری نجات اور فلاح کا موجب بنا دے کہ رسول اللہ ﷺ بلا ریب نبی آخر الزمان ہیں۔ اور آپ کا تاخر، تاخر زمانی کہنا ضروریات دین سے ہے۔ اگر آپ کی کمال مدح آپ کے بعد انبیاء علیہم السلام کے مستفیض ہو کر تشریف لانے میں ہوتی جیسا کہ نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ تو یا اللہ تعالیٰ کے سوا ان آلہ کا تعدد جائز کہنا پڑے گا جو صاحب اطاعت اور جناب باری عز اسمہ سے صاحب استفاضہ ہوں یا حق جل شانہ کے حق میں اس طرح کی غایت شاد کمال مدحت ناجائز ہوگی۔ نانوتوی صاحب کا فقط نہیں بلکہ وہابیہ کے باپ اسمعیل دہلوی اور اس کے بعد سب کا عوام کو دھوکا دینے کیلئے یہ ایک عجیب ڈھکوسلہ ہے۔ جو نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ نہیں معلوم کہ وہ اسے کمال عظمت کیوں نہیں سمجھتا کہ آپ کے بعد ﷺ اس رتبہ عظمیٰ کا مستحق بھی کوئی نہ ہو اور کسی کے لئے آپ کے بعد ایسے منصب کی نہ ضرورت ہو۔ اور نہ وجہ

marfat.com

Marfat.com

ضرورت اور گنگوہی خلف وعید کے مسئلہ پر بنا کرتے ہوئے بلا شک حق جل شانہ کے کذب اور وقوع کا تجویز ہوا اور بلا شک حق جل شانہ کی گستاخی و توہین ناقابل معافی و ناقابل تلافی ہے۔ ”والله العليم عند الله العلي العظيم“ اس نے اپنی رستگاری اور نجات کی کوئی امید باقی نہیں رکھی اور اسی طرح شیطان کے علم کو منصوص بنص ماننا اور آپ ﷺ کے علم کو مقابلے میں بیان کر کے یہ کہنا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔ الہی قیامت کے دن کوئی خزی اور کس خذلان کا موجب ہوگا۔ افسوس کہ ان اندھوں کو ”وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما“ میں لفظ باری جل شانہ (عظیم) پر اس قدر نظر بھی نہیں پڑی کہ عظمت کا اندازہ لافظ (باری جل شانہ) کے شان اعلیٰ کے مطابق مقصود ہے۔

اور تھانوی کی رسلایا کا فقرہ کہ (ایسا علم تو زید و عمر و بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے) کتنی فاحشہ جہالت ہے۔ حق جل شانہ تو علم غیب پر خبردار کرنے کیلئے رسولوں کو پسند فرمائے کہ الامن ارتضى من رسول اور یہ مغرور کہے کہ زید و عمرو پاگل اور بہائم وغیرہ کو حاصل ہے۔ جزاهم الله تعالى احسن ماجوزی بہ امثالهم ناظرین بخدا کتاب ”حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین“ کو ضروری طور پر ہمیشہ اپنا ورد رکھو جس میں یہ سب مسائل و شرعی احکام مع جواب مفتیان حرمین شریفین موجود ہیں۔

زادهم الله شرفا و تعظيما والله تعالى اعلم بالصواب

وانا العبد العاصي المدعو باحمد بنخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان بلاک ۳

(۲۶۵) بلا شک یہ معنی خاتم النبیین کا جس کی لفظ مذکور سے ارادہ کرنے میں ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ صحت ارادہ میں کلام ہے ختم نبوت بمعنی لانی بعدی کے منافی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ اس آیہ کو معنی مذکور کی ادا میں نص بلا تاویل و تخصیص باجماع امت فرماتے ہیں اور

marfat.com

Marfat.com

شرعاً وقوع کذب باری کا قائل بلا خلاف کافر ہے۔ اور وقوع کذب کو خلف فی الوعد میں داخل کرنا اور خلف فی الوعد کذب قرار دینا کمال ابلہ فریبی اور بیباکی ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ قدر بارئہ احاطہ علم نبی اکمل الصلاة والسلام جميع اشياء ما كان وما يكون کے بکثرت موجود ہیں خداوند تعالیٰ گستاخوں کو گستاخی کا نتیجہ دیگا۔

الفقیر فضل الحق عفا عنہ مدرس اول مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ غازی خان

(۲۶۶) بسم الله الرحمن الرحيم

بیشک بیشک بیشک کتاب مبارک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق و صحیح ہے اور نانوتوی و گنگوہی و انیسٹھونی و تھانوی و قادیانی میں سے ہر ایک اپنے کفریات واضحہ شنیعہ ملعونہ کے سبب کافر مرتد فصیح ہے اور جو شخص ان میں سے کسی کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک لائے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی اسلام سے خارج کافر واجب التصحیح ہے۔ ہم اس عقیدہ کو حق جانتے ہیں اور اس پر اپنے رب جل جلالہ سے اس کے حبیب ﷺ کے طفیل اجر عظیم و نعم مہتمم کی امید رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفقیر ابو الضمائم محمد امانۃ الرسول القادری البرکاتی النوری
الکنوی غفرلہ ابن حضرتہ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول محمد ہدایۃ الرسول
علیہ غفران الرب ورحمة الرسول (واعظ الاسلام من جانب سلطنت عالیہ آصفیہ حیدرآباد
دکن)

فتوائے ماتر ضلع کھیڑہ

(۲۶۷) بیشک کتاب حسام الحرمین شریف مسلمانوں کے لیے نور اور بے دینوں کے لیے نار ہے۔ اہل ایمان کے لیے باغ سنت کا مہکتا پھول اور بد مذہبوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار ہے۔ اہلسنت کے لیے بردا و سلاما کا نمونہ اور بے ایمانوں کے لیے غصہ و غیظ و غضب و الم کا بھٹکتا انگار ہے۔ دین و سنت کی سیر اور کفر و بدعت پر تیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مولف حضور پر نور امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی اور اپنے حبیب رضی اللہ عنہ کی بیٹھار رحمتیں فرمائے جنہوں نے یہ مبارک فتاوے شائع فرما کر مسلمانان ہند پر وہ عظیم احسان فرمایا ہے کہ ہندوستان کا کوئی سنی مسلمان آپ کے بار کرم سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ جن علمائے کرام حرمین محترمین کی اس پر تصدیقات ہیں ان پر اللہ و رسول جل جلالہ و علیہ السلام کی رحمت و رضوان نازل ہو۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقرظین و مصدقین میں سے جو باقی تھے یا ان کی اولاد میں سے باقی بچے رہ گئے تھے ان کو اس بدھوتی عمر میں خلیل احمد انبیٹھوی علیہ مایستحہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود و مردود سے کہہ کر شہید کرادیا۔ ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ و اشد مقت اللہ علی کل کافر ملعون۔

فقیر خادم العلمائے والسادات والفقراء پیر سید شفیع میاں غفرلہ
فرزند و سجادہ نشین حضرت پیر سید و میاں صاحب قادری علوی رحمۃ اللہ علیہ۔
ماتر ضلع کھیڑہ ملک گجرات۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(۲۶۸) حضرت انخی المعظم پیر سید شفیع میاں صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے حق و صواب ہے میں سب سنی بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر سنی بھائی اس مبارک کتاب کو اپنے گھر میں رکھے جو خود پڑھ سکتا ہو خود پڑھا کرے ورنہ دوسرے سے پڑھوا کر سنا کرے۔
فقیر سید زین الدین قادری غفرلہ ابن حضرت پیر سید سید و میاں رحمۃ اللہ علیہ۔

ضروری وضاحت

رسالہ مبارکہ حسام الحرمین علی منخر الکفر والیمین پہلی مرتبہ ۱۳۲۴ھ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ وہابیہ دیانہ نے دیکھا کہ عرب و عجم میں ان کے کفر و ارتداد کی دھوم مچ رہی ہے، ان حالات میں ضروری تو یہ تھا کہ اپنی گستاخانہ اور سراسر غیر اسلامی عبارتوں سے علی الاعلان توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے لیکن یہ نجات اخروی کا راستہ ان حضرات کو پسند نہ آیا۔ بلکہ اخروی راحت پر دنیاوی آرام و آسائش کو ترجیح دیتے رہے۔

یہ فیصلہ کر لینے کے بعد ان حضرات نے حسام الحرمین کی نورانیت کو گھٹانے اور جہلا میں اپنا بھرم بنانے کی غرض سے سرجوڑ کر ۱۳۲۶ھ میں ایک غیر متعلقہ کتابچہ المہند علی المہند کے نام سے گھڑا اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے اسے حسام الحرمین شریف کا جواب ٹھہرانے لگے، حالانکہ یہ حضرات اگر خوف خدا اور خطرہ روز جزا سے عاری نہ ہو گئے ہوتے تو ایسے جلسا سازی کے پلندے اور مجموعہ تلپیسات کا نام بھی زباں پر نہ لاتے۔ لیکن علمائے دیوبند چونکہ آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر مقام استناد و استشہاد میں اس کا نام لیتے رہتے ہیں۔ لہذا المہند کی حقیقت انصاف پسند حضرات پر واضح کرنے کی خاطر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ اسکی تحقیقات لدفع التلپیسات کو احقر کے مشورے سے الصوارم الہندیہ کے ساتھ شامل کر کے پیش کیا جا رہا ہے ہم قارئین کرام سے انصاف کے اور مولیٰ تبارک و تعالیٰ سے قبولیت کے امیدوار ہیں۔

احقر العباد: اختر شاہ جہان پوری مظہری عفی عنہ لاہور

marfat.com

Marfat.com

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
رحمة للعالمين خاتم النبيين محمد رسول الله الامين وعلى آله
واصحابه اجمعين۔

استفتاء

لحمدة و نصلى على رسوله الكريم

بخدمت باہرکت حضرت حامنی سنت ماحنی بدعت جناب
فخر الامائل صدر الافاضل استاذ لعلماء و رئیس الفقهاء اکرم
المفسرین، امام المناظرین سیدنا و مولانا مولوی حافظ قاری
مفتی حکیم حاجی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ اللہ
واقضالہ و دام برکاتہ، وفیوضانہ۔

السلام علیکم ورحمة الله و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و جماعت ان امور ذیل میں کہ:
نصبروا: مخالفین اور وہابیہ دیوبندیہ نے جو یہ شورش اٹھائی ہے کہ اعلیٰ حضرت حکیم الامت
مجدد مائے حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام و المسلمین، سیدنا مولانا شاہ مفتی
محمد احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی رحمہ اللہ کثرت سے علمائے امت کو کاف
کہتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کو مکفر المسلمین کے لقب سے یاد کرتے ہیں
تو آیا یہ کہنا ان کا حق ہے یا باطل۔ ہدایت ہے یا ضلالت؟

marfat.com

Marfat.com

نمبر ۲: اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن علماء کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کافر کہا یا کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ تو کن وجوہ سے۔ آیا از روئے دلائل شرع شریف۔ یا یوں ہی بلا دلائل کافر کہنا استعمال کیا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہ عظیم بلکہ حقیقتاً بحکم حدیث شریف خود کافر بننا ہے۔ تو مخالفین کا یہ کہنا اعلیٰ حضرت کا جو شخص ہم خیال وہم عقائد نہ ہو اسکو وہ مسلمان ہی نہیں جانتے۔ تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

نمبر ۳: دیوبندی علماء کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں بہت سی عبارتیں کانٹ پھانٹ کر نقل کر کے علمائے حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ لکھوا لیا ہے۔

چنانچہ ایک کتاب ”التلبیسات لدفع التصدیقات“ معروف ”المہند“ جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مرتب کر کے شائع کی ہے جس پر علمائے حرمین شریفین اور ہند کے علماء کی مہریں اور تصدیقیں موجود ہیں۔ جس سے سند لاتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے عقائد پر علمائے حرمین شریفین تصدیق فرما رہے ہیں۔ لہذا اب استفسار ہے کہ کتاب حسام الحرمین حق ہے یا کتاب ”التصدیقات“ ہمارے سنی علمائے کرام کا عمل کس پر ہے؟ دیوبندی عقائد والوں کو تو بڑا ناز ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں۔ اور بریلوی عقائد والے مفتری اور کاذب کہ ان کے یہاں کفر کا کارخانہ ہے جس کو چاہتے ہیں مسلمان کہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں کفر کا فتویٰ دیکر دوزخ میں ڈال دیتے ہیں۔ تو آیا یہ صحیح ہے۔ یا غلط؟

یہ مسلمان کلمہ گو اگرچہ نماز روزہ حج وغیرہ بجالاتا ہو، مگر خدا اور رسول (جل جلالہ وعلیہ السلام) کی جناب میں گستاخی یا ادنیٰ سی توہین کرنے والا ہو، تو آیا ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ مفصلاً جواب نمبر وار بحوالہ کتب عام فہم صورت میں عنایت فرمائیے اور۔ عربی عبارات آیت و حدیث جہاں پر آوے مع ترجمہ بزبان اردو و تحریر فرمایا جاوے تاکہ بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

المستفتی محمد عبد الحمید سی حنفی خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ رنگپور شریف ڈاک خانہ جلاپور ضلع فیض آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الوهاب : نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منبراً: (وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علمائے اسلام کو کافر کہا، کذب محض وافتراء خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریات دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن و حدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا۔ نصوص نقل فرمائی ہیں۔ جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے ان امور کا کفر ہونا اور ان کے قاتل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم علیہ السلام کی۔

یعنی یہ بات کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اس کو وہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر، توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے۔ قرآن کا منکر ہو تو کافر۔ غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیث جبرائیل میں ہے:

”قال ان تؤمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ“

marfat.com

Marfat.com

یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کو مانے اور اس کی تقدیر خیر و شر پر ایمان لائے۔

تو جوان امور میں ہم عقیدہ ہے۔ مومن ہے اور جوان میں سے ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقت ایمان ہی حاصل نہیں۔ مومن نہیں۔ کافر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲: یہ قطعاً غلط ہے کہ حسام الحرمین میں وہابیہ کی عبارات میں قطع و برید کر کے کفری معنی پیدا کیے گئے ہوں۔ عبارتیں بلفظہا نقل کی گئیں ہیں۔ انہیں پر فتویٰ لے لیا گیا ہے۔ ان ہی کو علمائے حرین طہیین نے کفر فرمایا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھیں تو ان کو اختصار کے لیے یکجا لکھ دیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک عبارت کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی نہیں پیدا کیے گئے۔ یہ محض افتراء ہے اور ہر شخص حسام الحرمین کے نقول کو اصل کتابوں سے ملا کر اطمینان کر سکتا ہے۔

البتہ وہابیہ کی کتاب ”التلبیسات لدفع التصدیقات“ یقیناً اسم باسمی ہے۔ اس میں تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے۔ علمائے مکہ مکرمہ کو طرح طرح کے دھوکے دیئے ہیں اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا ہے۔ عقیدے برخلاف اپنی تصانیف کے ظاہر کے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ایک فریب کاریاں اس کی نقل کی جاتی ہیں۔

نمبر ۱: وہابی ہندوستان میں کس کو کہا جاتا ہے؟ اس کی تفصیل میں لکھا ہے ”بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے۔ وہ بھی وہابی ہے۔ گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو۔“ (التلبیسات ص ۳)

دیکھئے کتنا بڑا دھوکا ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام کہنے والے کو کون وہابی کہتا ہے۔ سود کو تمام علمائے اہلسنت حرام فرماتے ہیں۔ وہابی کے یہ معنی بتانا کتنا بڑا خدع و مکر ہے۔

نمبر ۲: روضہ طاہرہ کی زیارت کے متعلق لکھا ہے کہ ”اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب

اور سب حصول درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ شدہ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو۔“ (التلبیسات ص ۴)

صفحہ نمبر ۴ میں زیارت شریف کی نیت سے سفر کرنا وہابیہ کا قول بتایا۔ دیکھئے کہ کیسے خالص سنی بن رہے ہیں۔ گویا وہابی ان کے سوا اور کوئی ہے۔ اب ذرا تقویۃ الایمان دیکھئے کہ وہاں سلسلہ شریکات میں لکھا ہے: ”اس کے گھر کی طرف۔ اور دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا۔“

(تقویۃ الایمان ۱۱ مطبوعہ مرکنتائل پریس دہلی ص ۴۴)

دوسری جگہ لکھا ہے: ”اور کسی کی قبر یا چلہ پر کسی کی تھان پر جانا، دور سے قصد کرنا“

(تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنتائل پریس دہلی ص ۴۵)

اس میں صاف بتایا کہ کسی کے گھر یا کسی کی قبر کی طرف سفر کرنا شرک ہے اور تقویۃ الایمان کے مصنف اسماعیل کی تعریف اسی ”التلبیسات“ کے صفحہ ۳ میں مرقوم ہے۔ جب وہ ان کا پیشوا ہے۔ اس کی کتاب پر ساری جماعت کا ایمان۔ اور انہیں بقصد زیارت سفر کو شرک کہا۔ اسی سفر کو اس ”التلبیسات“ میں قربت اور واجب کہنا اور اس کے لیے جان و مال کا خرچ روار کھنے کا اظہار کرنا کتنا بڑا کید اور کیسا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہابیہ کے دین میں تقیہ بھی درست ہے کہ اپنے مذہب کو چھپا کر کچھ کا کچھ ظاہر کر دیا۔

نمبر ۳: تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کر کے لکھا:

”کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“ (تقویۃ الایمان ص ۶۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور علیہ السلام کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر ”التلبیسات“ میں ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور

شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ (التلبیسات ص ۷) دیکھیے کیا کھرا سنی بن رہا ہے۔

نمبر ۴: تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷ میں ہے:

”جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں“

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں اولیاء و انبیاء کی نسبت لکھا ہے۔ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔“

اور التلبیسات میں اولیاء کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے۔

”ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا بے شک صحیح ہے“

(التلبیسات ص ۱۱)

نمبر ۵: التلبیسات صفحہ ۱۲ میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین کو خارجی بتایا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور اہلسنت و علمائے اہلسنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ مگر فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸ میں ہے:

”محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے

اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔“

جلد ۳ صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے:

”محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ

مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔“

عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں سنی بننے کے لیے ظاہر کیا کہ ہم اسکو خارجی جانتے ہیں کیا مکاری ہے۔

نمبر ۶: ختم نبوت کے متعلق التلیسات میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ:

”آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب فرمایا ہے۔“

لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین اور ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تو اتر تک پہنچ گئی ہیں۔ اور نیز اجماع امت سے۔ سو جاننا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیوں کہ جو اس کا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ (التلیسات ص ۱۴، ۱۵)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا اور اپنے آپ کو خالص سنی ظاہر کیا۔ اور تحذیر الناس دیکھیے تو اس میں صفحہ ۲ پر یہ لکھا ہے۔

عوام کے خیال میں تو رسول کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

نمبر ۷: التلیسات میں تو اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔

”البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ عالی ہے۔“

(التلیسات ص ۱۳)

مگر واقعہ میں وہابیہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ”ایضاح الحق“ صفحہ ۳۵، ۳۶ میں لکھتا ہے:

”تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و مبحث عینیت و زیادت صفات و تاویل متشابہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطال ہونی و صورت نفوس و عقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدور عالم و امثال آن از مباحث فن کلام و الہیات و فلاسفہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقت است۔ اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ از جنس اعتقادات دینیہ شمارد۔“

یہ عیاری ہے۔ کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کرنے میں اس کے خلاف

فصل ۸: التلبیسات صفحہ ۷۱ میں لکھتا ہے:

”جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر جس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔“

یہاں تو یہ ظاہر کیا۔ اور پردہ اٹھا کر دیکھیے کہ حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸ میں لکھتا ہے:

”انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے۔ وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔“

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں۔ جنہوں نے ”التلبیسات“ میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

”اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ وہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔“

اس مکاری کی کیا انتہا ہے جو عقیدہ بار بار چھاپ چکے۔ ”التلبیسات“ میں اسکا کیسا صریح انکار کر دیا۔

فصل ۹: ”التلبیسات“ صفحہ ۱۸ میں ہے:

”ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جنکو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ و اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔“

اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے، کیا مسلمان بنے ہوئے ہیں، حضور ﷺ کے علم کی وسعت اور حضور کا تمام خلق سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں اور عقیدہ دیکھئے۔ تو نہایت ناپاک، کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور انجام کا بھی علم نہیں۔ دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنفاٹل پریس دہلی صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے:

”جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا، خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔“

marfat.com

Marfat.com

اور براہین قاطعہ صفحہ ۴۶ میں لکھا:

”اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔“
حقیقت عقیدہ تو یہ ہے اور دھوکا دینے کیلئے ”التلبیسات“ میں اور ظاہر کیا۔

نمبر ۱۰: التلبیسات صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے:

”اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔“

یہاں تو یہ لکھا اور براہین قاطعہ میں خود ہی شیطان لعین کے لیے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں:

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

دیکھئے عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں اس کا صاف انکار ہے۔ اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا عیاری ہے۔

نمبر ۱۱: التلبیسات صفحہ ۲۲ میں ہے:

”جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہام و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے۔ وہ قطعاً کافر ہے۔“

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب دیکھیے کہ ایسا سمجھنے اور کہنے والا کون ہے جس کو کفر کہہ رہے ہیں۔ وہ فعل کس کا ہے ملاحظہ کیجئے۔ حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۔ ۸ میں ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ مراد اس سے بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“

دیکھیے۔ وہ کفری قول جس کے قائل کو التلبیسات میں کافر کہہ رہے ہیں خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری عیاری یہ ہے کہ اس تلبیسات میں اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع و برید کر لی۔ کہ حفظ الایمان میں تو ”علم غیب کا حکم کیا جانا“ لکھا اور التلبیسات میں ”علم غیب کا اطلاق لکھتا ہے۔ کہاں حکم کرنا۔ کہاں محض اطلاق۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو التلبیسات میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں سے بیان کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا۔ قول کچھ تھا اور علمائے عرب کو کچھ دکھایا۔

نمبر ۱۲: مجلس میلاد مبارک شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ التلبیسات صفحہ ۲۲ ”حاشا وہم تو کیا۔ کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔ کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا..... بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ..... کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔ یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔“

دیکھئے یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب بنایا جاتا ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔ بڑا فریب ہے۔ کیوں کہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ دیکھئے ذیل کے حوالے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۵۰ صفحہ ۵۰ ہے۔

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو۔ جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے۔ یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود یا عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اسکمیں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہذا اس زمانے میں درست نہیں۔“

اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ میں ہے:

مسئلہ: محفل میلاد جس میں روایات صحیح پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

اسی جلد (یعنی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم) کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے:

”انعقاد مجلس مولود ہر حال نا جائز ہے۔“

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے:

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں۔ اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں۔“

انصاف کیجئے کہ حقیقت میں مذہب تو یہ ہے کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور ”التلبیسات“ میں ظاہر اس کے خلاف کیا۔ یہ ہیں کیا دیاں۔ تمام کتاب ایسی ہی مکاریوں سے لبریز ہے۔ چند بطور نمونہ یہاں لکھیں گئیں۔

اب دوسرا انداز فریب ملاحظہ فرمائیے۔ خود سوالات لکھے اور خود ان کے جوابات

marfat.com

Marfat.com

دیے اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں۔ جوابوں میں وہ فریب کاریاں کیں۔
 جواد پر بیان ہوئیں۔ اب اس مجموعہ فریب کو حرمین شریفین لے کر پہنچے تاکہ وہاں کے علماء کو
 دھوکہ دیں اور ان سے کسی طرح تصدیقیں کرائیں۔ تو کہنے کو ہو جائے۔ کہ حسام الحرمین میں
 علمائے حرمین شریفین نے جن بدگاموں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے انہوں نے ہی ان کا اسلام تسلیم
 کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ربانی علماء کا محافظ ہے۔ مکاروں کا کید نہ چلا اور حرمین طہین کے علماء
 اعلام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں اگرچہ بعید نہ تھا کہ وہ حضرات ان پر فریب جواربوں
 سے دھوکہ کھاتے۔ جن میں فریب کاروں نے اپنے آپکو پاکاسنی ظاہر کیا تھا۔ مگر الحمد للہ
 کہ حرمین طہین کے علمائے کرام اس دام فریب میں نہ آئے۔

علمائے حریمین کی تصدیقات کا حال

علمائے حریمین طیبین کی تصدیقات تو حسام الحرمین میں دیکھیے۔ التلبیسات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے۔ عنوان میں تو لکھا:

”هذه خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة“

اور اس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بالصلیل کی ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں کہ براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وفتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا ہے غلط ہے نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں۔ تصدیق کس بات کی ہے۔ اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ التلبیسات میں جو انہوں نے اپنے آپکو سنی ظاہر کیا ابن عبدالوہاب نجدی کو وہابی و خارجی بتایا۔ مولود شریف کو جائز کہا۔ اس کی مولانا نے تصدیق فرمادی۔ تو یہ سنیّت کی تائید ہوئی۔ وہابیہ کی حیاداری ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں۔

علاوہ بریں جو تحریر انہوں نے لکھی تھی بعینہ درج کرنا تھی۔ اس کا خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وہ کیا مضمون تھا جن کو چھپانے کیلئے ان تحریروں میں کانٹ چھانٹ کی اور اس التلبیسات میں خود اقرار ہے۔ چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اول میں لکھا ہے۔

”یہ علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔“

جن علماء کی تحریر اپنی بریت کے ثبوت کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ اس میں قطع و برید کیوں کی گئی۔ اس سے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریر ان کے موافق نہ تھی۔ جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں۔ وہ نکال دیں۔ یہ حال دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی گئی ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں

marfat.com

Marfat.com

کہ یہ بھی کوئی عرب اور علمائے مکہ میں سے ہوں گے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہیں۔ وہاں
بندہ احمد رشید خاں نواب لکھا ہے۔ (دیکھو التلخیصات صفحہ ۵۳)

یہ نواب اور خاں بتلا رہا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ اسی لیے اول میں ان کے نام
کے ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق شیخ محبت الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے۔ لفظ مہاجر سے ظاہر
ہے کہ وہ عرب اور علمائے مکہ میں سے نہیں۔ ان کی تحریر کو علمائے مکہ کی تحریر قرار دینا دنیا کو
فریب دینا ہے۔ یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علماء مکہ کے نام سے پیش کر کے
دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے۔ اس کو بھی علمائے مکہ کے سلسلے میں داخل کیا
ہے۔ ہندی و افغانی علماء مکہ میں گئے۔ اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے ایسے تو جتنے حاجی
ہندوستان سے گئے تھے۔ سب کے نشان انگوٹھے لے کر علمائے مکہ میں شمار کر دیتے۔ تو کوئی
کیا کرتا۔

ایک اور بڑا مکر

اسی سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بے شک علماء مکہ سے ہیں۔ مگر ان کے نام سے جو تحریریں التلبیسات میں درج ہیں۔ وہ جعلی ہیں چنانچہ خود التلبیسات صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ.....

”جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اس کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریر وہابیہ کے پاس موجود نہیں۔ ان کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر بیباکی اور مخادعت ہے۔ فرض کرو۔ یہ سچے ہی سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی۔ اس کو آپ کے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے۔ اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ ان کی تحریر قابل اعتبار ہو۔ غرض کسی طرح سے ان کی تحریر چھاپنا اور ان کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

”التلبیسات“ میں علمائے مکہ کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں۔ ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو مکی بنایا گیا ہے۔ جعلی تحریریں بھی ہیں۔ ایک بھی تحریر قابل اعتماد نہیں کل کا کل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے

ظاہر ہے کہ تمام علمائے کرام مکہ مکرمہ ان کے کفر پر متفق ہے۔ اور کسی طرح ان کی فریب کاری نہ چل سکی۔ اس لیے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور

افغانیوں کو علمائے مکہ ظاہر کر کے ان سے کچھ لکھا لیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائید باطل کیلئے اور کچھ کر ہی کیا سکتے تھے۔

علمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال

علمائے مدینہ کے نام سے ”التلبیسات“ میں عجب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقالوں کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیے۔ وہ دستخط التلبیسات پر نہ تھے۔ برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر التلبیسات میں سب نقل کر دیے۔ تاکہ عوام دھوکہ کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اس قدر علماء اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ التلبیسات کے صفحہ ۶۰ میں اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا جس کو لوگ دیکھتے اور وہ کیا فرماتے ہیں۔ تین مقاموں کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ اہل عقل سمجھ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے اگر وہ موافق ہوتا۔ تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شمشقینطی کی تحریر

علماء مدینہ کی تحریرات کے سلسلے میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شمشقینطی کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جس پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے درست ہیں یا کفر نہیں ہیں۔ یا ان کے مصنف مومن رہے یا کافر نہ ہوئے۔ بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور ان کی ناک کاٹ دی ہے کہ مولود شریف اور قیام وقت ذکر ولادت کو جائز و مستحب اور شرعاً محمود اور اکابر علماء کا قرناً بعد قرن معمول اور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۱، ۶۲) اور اس سے بڑھ کر حضور کی روح مبارک ﷺ کی تشریف آوری کو امر ممکن اور اس کے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے۔ اور یہ تصریح کی ہے حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کیلئے یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ حضور باذنہ تعالیٰ جہان میں جیسا چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۲) یہ وہابیہ کا رد اور ان کے دین کا ابطال ہے۔ اس نے تقویۃ الایمان کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے علاوہ التلبیسات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات بھی وہابیہ کے کھلم کھلا رد ہیں۔ یہ ایک نہایت مختصر نقشہ ”التلبیسات“ کا پیش کیا گیا جس سے ہر عاقل منصف اس دجالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کرے گا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ حسام الحرمین حق و صحیح اور التلبیسات کذب و زور و باطل و مردود ہے۔

”والحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ و نور
عرشہ سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ
للعالمین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین“

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مقاصد و اہداف

- (۱) تلاوت قرآن کریم
- (۲) تعلیم کتاب و سنت
- (۳) تزکیہ نفس
- (۴) غلبہ دین

حضور سید العالمین علیہ التحیۃ و التسلیمؐ کی بیعت کے بعد ہر مری مرکز
جماعت اہلسنت پاکستان کے مقاصد و اہداف میں دلچسپی لے کر ان کے حصول کے لیے
جدوجہد کرتا ہماری راہ عمل میں اس کے لیے تمام مسائل و مشکلات کی غرض سے
مجالس و کانفرنسز کا انعقاد ہوتا ہے کہ ہر مری ہر شرعی و فرائضی مسئلہ سے
سچی جہیل ہے، خود شکایت کا اس پر جو مسائل ہیں آج سب کے سامنے ہیں اور یہ مسام
پر خلوص کا کہہ سکتے ہیں کہ ان امور و مشاغل سے ہمیں کچھ اشرار ضرورت ہے اس سے آگ
مرکز جماعت اہلسنت پاکستان کے ساتھ ہر مری کو کراہت و امت میں کچھ اور امور
تقویت کی باتیں ہیں اور اس میں ہر مری کو بہ مستمر رہ کر راحت و تسکین کا سامان
کریں

پیشکش

مرکز جماعت اہلسنت پاکستان